Flowchart for topic numbers: 37 & 38 at page number 155

انسان کے قدرتی ذرائع علم و ہدایت

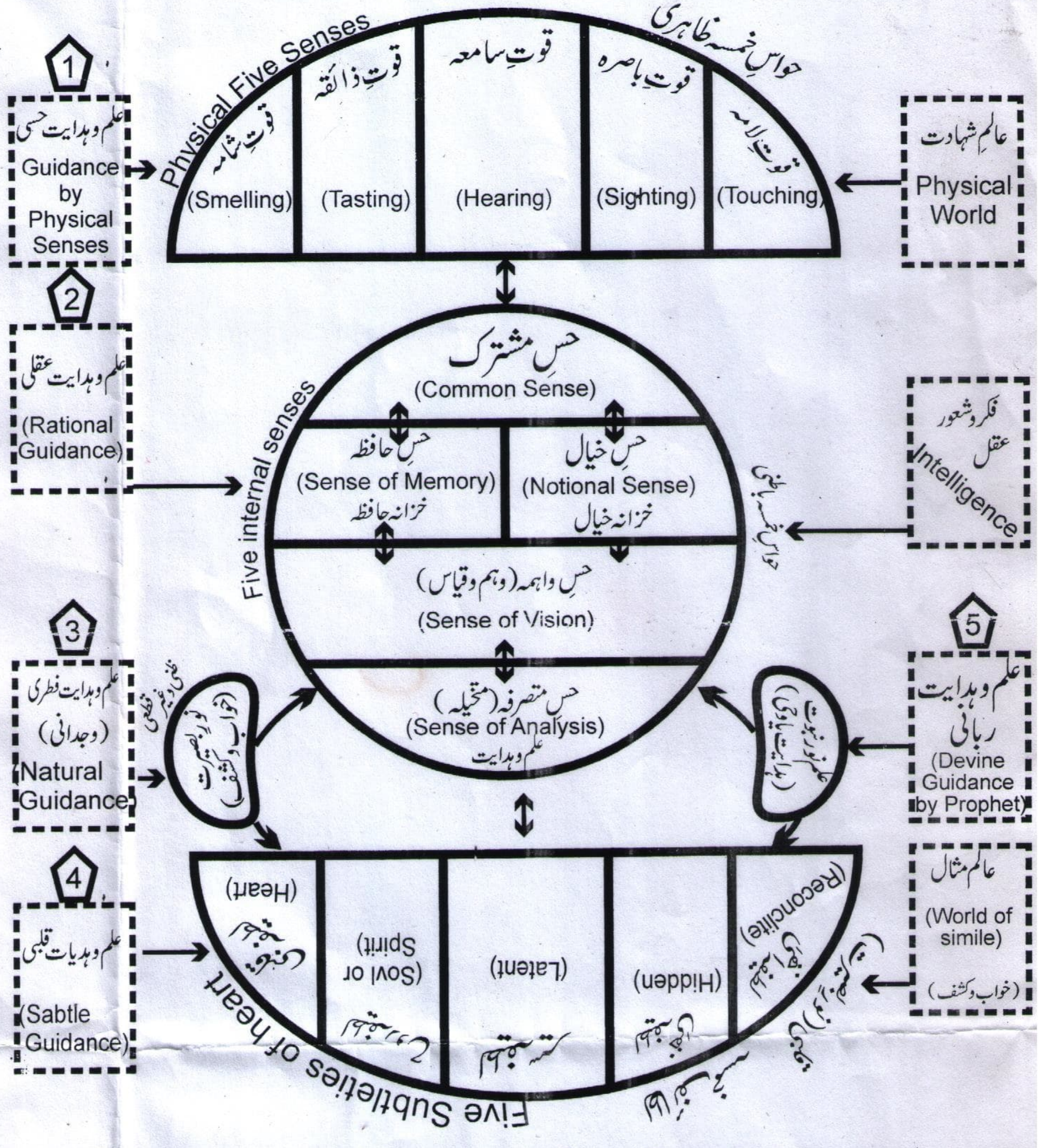

نوٹ: پہلی چار ہدایات ورہنمائی صورتیں (حسی، عقلی، فطری، اور قلبی) سے حاصل ہونے والا علم ''ظنی'' اور قیاسِ انسانی پر مبنی ہے جو یقینی اور قطعی نہیں ہوسکتا کیونکہ ان میں انسانی کسب (عمل) کو دخل ہے گو کہ اسکے نتائج کتنے ہی صحیح کیوں نہ ہوں۔ ان چاروں رہنمائی صورتوں کا دائرہ طبعی کائنات (Physical world) تک محدود ہے۔ پانچ ویں ہدایات ورہنمائی صورت (علم نور نبوت ورسالت) سے حاصل ہونے والا علم یقینی اور قطعی ہے کیوں کہ وہ بذریعہ وحی پیغمبر (معصوم) پر نازل ہوا، خدائے برتر کی طرف سے ہے۔ اسکو ہدایتِ ربانی بھی کہتے ہیں جس کی مزید تین صورتیں ہیں۔ (1) ہدایت عامہ (Common Guidance) عوام الناس کیلئے (2) ہدایتِ خاصہ (Speciafic Guidance) اہل ایمان کیلئے (3) ہدایت الایصال (راستے پر چلانا) یعنی راہِ حق (سلوک) طے کرانا اور منزل مقصود کو پہنچانا۔ مقربین واہلِ اللہ کیلئے۔

﴿وَمَن يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾

(جس کو حکمت دی گئی اسے بھلائی کثیر دی گئی)

کشکولِ قادریہ

(QUADRI S HANDBOOK)

Vol. ﴿1﴾ باب

الاحسان والتصوف

(Devine Perception & Obligacellence)

حصہ اول تا چہارم

PART I TO IV

مرتبہ

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری

M.A. [illegible]

المعروف میر پاشاہ قادری — سابق جج پولیس حیدرآباد

ناشر لطیف اکیڈمی [illegible] حیدرآباد — [illegible] 040-23568160

قطعۂ تاریخ سال ہجری

[illegible]

[illegible]

شجرة الكوان

(Geneological Map of the Cosmos)

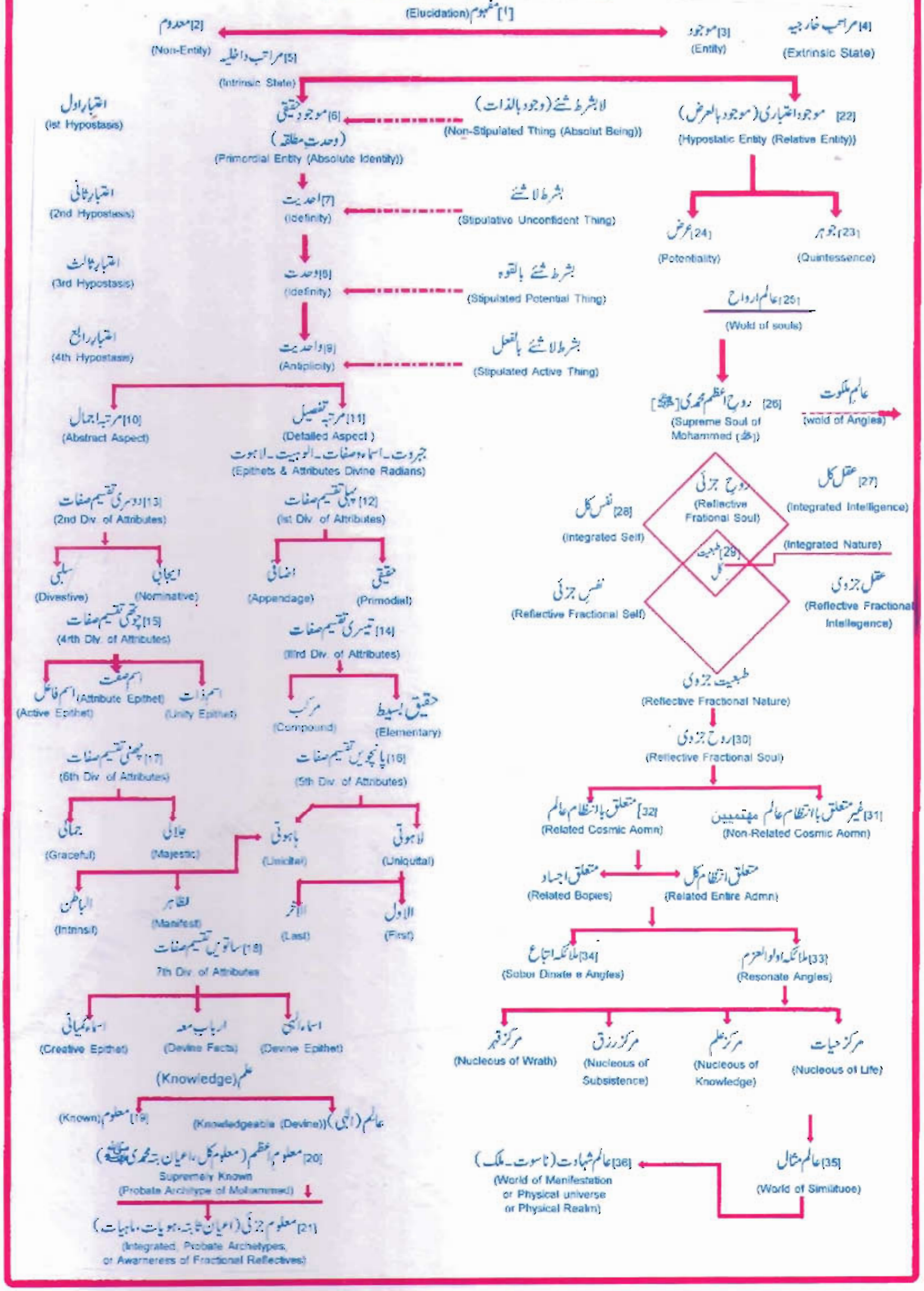

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرہ۔269)

ترجمہ: جس کو حکمت دی گئی اسکو بیشک خیر کثیر مل گیا۔

کشکول قادریہ

(QUADRI'S HANDBOOK)

باب اوّل Volume I

الاحسان والتصوف

(Devine Perception & Obligacellence)

حصہ اوّل تا چہارم (Part I to IV)

مرتبہ

خادم الفقرا

سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری

(المعروف منیر پاشاہ قادری) M.S. (ECE), MIETE

سابق مہتمم پولیس، حیدرآباد

فرزند و جانشین، ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری

ناشر لطیف اکیڈمی ٹولی چوکی، حیدرآباد۔8، انڈیا 040-23568160

اسم تصنیف : کشکول قادریہ

فن : تصوف (الاحسان والتصوف)

ترتیب و اہتمام : سیدمحی الدین میرلطیف اللہ شاہ قادری، قادری

رسم اجراء بدست : حضرت محمدغوث محی الدین صدیقی قادری مدظلہ العالی

جانشین بحرالعلوم حسرت صدیقی

سنہ اشاعت : رمضان ۱۴۲۸ھ مطابق نومبر 2007ء

تعداد طبع اول : 500

ہدیہ : Rs. 80/-

ناشر : لطیف اکیڈمی پبلیکیشنز

ٹولی چوکی حیدرآباد۔انڈیا فون : 040-23568160

کمپوزنگ، ڈیزائننگ اینڈ پرنٹنگ : لمعان کمپیوٹر گرافکس

چھتہ بازار حیدرآباد۔الہند

سل : 9440 8778 06

1) **Lateef Academi,(www.lateefacademy.com)**
Quadri Manzil, H.No. 9-4-135/A/5,
7 Tomes Road, Toli Chowki, Hyderabd. Ph. 23568160, Cell: 991246330, 9912543340

2) Khaja Moinuddin Khaledi, Al-Quadri,
Astan-e-Khaled, Barkas, Hyderabad. Ph. 24440135, Cell : 9885781786

3) **Dr. Mohd. Abdul Qadeer Siddiqui,**
Astan-e-Izzat, Sidiqu Gulshan, Bahadurpura, Hyd. Cell: 9885020384, 9885418281

4) **Lam'a_n Computer Graphics,**
Naser Commercial Complex, Chatta Bazar, Hyd. Cell: 9440877806

http://lateefacademy.page.tl www.lateefacademy.com Email Lateefacademi@gmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

(Publisher's Attributes)

الك الحمد يا الله والصلوٰۃ والسلام علیك یارسول الله صلی الله علیه وسلم

امابعد! ہمارے والدِ گرامی مرشدنا وسیدنا حضرت سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری مدظلہ کی ذاتِ گرامی محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی محنت وکاوش اور پرخلوص لگن کے نتیجہ میں لطیف اکیڈمی اینڈ پبلیشرس کا قیام عمل میں آیا اور اشاعتِ کتب عرفانی کا جدید طرز پر سلسلہ چل پڑا اور بحمدللہ جاری وساری ہے۔ آپکے اکتسابِ علم وفیضان کی جھلک ان گلدستۂ تالیفِ کتب میں صاف نمایاں ہے۔ ''کشکولِ قادریہ'' اُن ہی کتب میں سے ایک ہے جس کی اشاعت ہماری دیرینہ تمنا تھی۔

اس تصنیف کی وجہ تسمیہ کی وضاحت والدِ گرامی کچھ یوں فرماتے ہیں کہ ماہ جنوری 2004ء م ذی الحجہ ۱۴۲۴ھ میں بفضلہ تعالیٰ آپ کو حج بیت اللہ وزیارت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت نصیب ہونے کے بعد آپ میری والدہ محترمہ کے ہمراہ جب مدینہ منور سے بذریعہ ہوائی جہاز سفر واپسی شروع فرمایا تو قلب میں اس امر کی طرف اشارہ ہوا کہ فنِ تصوف ومعارف پرمبنی چند اقوال و ارشاداتِ صحابہ وتابعین کرام کو جمع کیا جائے تاکہ انکو ایک کتاب کی شکل دی جائے جو عام فہم اور بہ آسانی سمجھ میں آنے والی ہو۔ یہ اسی لئے بھی کہ معرفت الٰہی اور عشق وعظمتِ رسول ﷺ کی طلب اور اُسکے نور سے باشعور اور تعلیمی یافتہ نوجوانانِ ملت اسلامیہ کے قلوب روشن ہوجاسکیں اور انہیں زمانے حاضرہ کے مادہ پرست ماحول سے نجات کا سامان مل سکے۔ لیکن مضمون کی حساسیت اور لامحدود وسعت کا لحاظ کرتے یہ کام کچھ آسان نہ تھا۔ چنانچہ والدِ گرامی کے وصفِ عجز اور احتیاط کے غلبہ کے مدنظر اس کام میں تاخیر ہی ہوتی گئی۔

چند دنوں بعد احباب کے مسلسل اصرار پر کہ علم تصوف کی تعلیم کا اہتمام کیا جائے، آپ نے تصوف کے مقدمہ کے طور پر ایک مختصر رسالہ بنام ''صراط مستقیم یعنی راہ سلوک'' تالیف واشاعت فرمائی جو نہایت ہی مقبول ثابت ہوئی۔ اسی سال ماہ رمضان میں آپ معتکف و مشغول عبادت تھے کہ یکایک کتب کے نام منکشف وتفویض ہوئے جن کے تالیف کا اشارہ ہوچکا تھا۔ وہ نام یہ ہیں۔ [1] کشکول قادریہ [2] نقشِ قدمِ رسول۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس دفعہ کوئی اور راستہ نہ تھا سوائے اسکے کہ حکم کی تعمیل میں کمربستہ ہوجائیں۔ بس اللہ ربّ العزت اور اُسکے حبیب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت اور فیضانِ جدِ امجد سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تائید پیرانِ معظم کے سہارے آپ اسی نشستِ اعتکاف ہی سے مطالعہ کتب اور مواد اکھٹا کرنے میں مشغول ہوگئے۔ ہم اکثر دیکھتے تھے کہ اس اہم کام میں آپ رات رات بھر جاگا کرتے۔ صحت بھی متاثر ہوجاتی تو کچھ خیال نہ فرماتے۔ اسی اثناء میں آپ کو جناب سید شاہ عبدالقادر حسینی قادری عرف سلمان صاحب کی خدمات حاصل رہیں۔ جنہوں نے کمپیوٹر کمپوزنگ، طباعت و پرنٹنگ کا اہم کام بہ خوبی انجام دیا۔ سلمان صاحب قابل مبارک باد ہیں۔ چونکہ یہ کتاب تقریباً (500) پانچ سو صفحات پر مشتمل ہے، سہولتاً اِس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ [1] باب اول ''الاحسان والتصوف'' [2] باب دوم ''توحید ومعارف''۔

مضمون کالحاظ کرتے پروف ریڈنگ کا کام نہایت کٹھن تھا۔ اِس تعلق سے آپ کوفکر مند دیکھ کر مجھ ناچیز کوحضرت مولانا قاضی سید اعظم علی صوفی صاحب قبلہ صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ کی یاد آئی جن کے ہمراہ میں اور میرے والدین رمضان مبارک 1421ھ مطابق 2001ء میں عمرہ وزیارت کی سعات سے مشرف ہوئے تھے تو میں حضرت سید اعظم علی صوفی صاحب قبلہ کی علمی صلاحیت اور آپ کے عشقِ رسول ﷺ سے متاثر ہوا تھا۔ والدِ گرامی نے مجھ فدوی کے رائے پسند فرمائی اور حضرت قاضی سید اعظم علی صوفی قادری صاحب نے بھی بڑی شفقت کے ساتھ پروف ریڈنگ کی ذمہ داری نہ صرف قبول فرمائی بلکہ باوجود ناسازی مزاج اور بے پناہ مصروفیت کے بہت ہی قلیل وقت میں اس ذمہ داری کونبھایا جو آپ کی وسعتِ علم اور مضمون پر دست رس کی عکاسی کرتا ہے۔ لطیف اکیڈمی کی جانب سے ہم آپ کے تہہ دل سے مشکور ہیں۔ ہم حضرت محمود میاں قبلہ نقشبندی معمر شخصیت ہم محلّہ کے بھی مشکور ہیں جنھوں نے ابتدائی مراحل میں فارسی اشعار کے ترجمہ میں مدد فرمائی۔ ہم اُن تمام حضرات کی بھی قدر کرتے ہیں اور ممنون ہیں جنھوں نے اکثر فون پر اظہارِ تہنیت فرمائی جو حصولِ کتاب کے خواہاں بھی ہیں۔

خاصی طویل مدت تک اِس کتاب کی ترتیب واشاعت کا کام جاری رہا اور ابتدا ہی سے ہم کو حضرت قبلہ حضرت محمد غوث محی الدین صدیقی قادری مدظلہ العالی، شہزادہ و جانشین مرشد ومولائی حضرت بحر العلوم حسرتؔ علیہ الرحمۃ کی سر پرستی و ہمت افزائی حاصل رہی۔ اُسی طرح حضرت خواجہ معین الدین خالدی القادری نبیرہ و جانشین مرشدی حضرت خالدؔ وجودی علیہ الرحمۃ اور ڈاکٹر حضرت محمد عبدالقدیر صدیقی فرزند و جانشین مرشدی حضرت عزتؔ صدیقی علیہ الرحمۃ نے بھی ہمارے اس کام کو بے حد سراہا اور تائید فرمائی ہم آپ تمام حضرات کرام کے مشکور وممنون ہیں۔

فنِ تصوف ومعارف پر بہت سے جلیل القدر عارفین، علماء دین ومشائخین نے اپنے اپنے دور میں گراں قدر تصانیف شائع فرمائیں اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی فرمائیں ہیں۔ اُسی تعلیمات کو جدید انداز میں انہی بزرگانِ دین کے مقالات اور ارشاداتِ صحابہ و تابعین کرام ''سوالات وجواب'' کی صورت میں بہ حسن وخوبی پیش کرنے کی سعی وسعادت لطیف اکیڈیمی اینڈ پبلیشرس نے بفضل تعالیٰ سرانجام دے سکی الحمدللہ۔

خدائے تعالیٰ اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں والدِ گرامی حضرت سید محی الدین میر لطیف اللہ قادری قبلہ کی تصنیفات کو مزید مقبولیت عطا فرمائے اور آپ کے سایہ عاطفت کو ہم سب کے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ آمین ثمہ آمین

بجاہ النبی الکریم الامین وعلیٰ الہ افضل الصلوٰت واکمل التسلیم

میر رحیم اللہ شاہ قادری

(اقبال پاشاہ قادری) یم یس الکٹرانکس

معتمد، لطیف اکیڈمی، ٹولی چوکی حیدرآباد۔8 (انڈیا)

فہرست مضامین

Page No.	مضمون Subject	S.No.
	شجرہ اکنون	
	Publisher's Attributes عرضِ ناشر	
3	List فہرست مضامین	
	Introduction دیباچہ	
	Foreword پیش لفظ	
11	وہی انسانِ کامل ہے خدا کو جو خدا سمجھے	
12		1
14		
16	حمدِ باری تعالیٰ	
17		2
21	اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے	
23	Beliefs عقائدِ تالیف	3
	1st Evidence پہلی شہادت	
	2nd Evidence دوسری شہادت	
28	حمد	
29	حصہ اول	
31	Cosmos & The Sustainer رب العالمین وکائینات	4
35	Preface مقدمہ	5
	Excellence of Tasawoof (obligacellence) فضیلتِ علمِ تصوف	
	Source of Knowledge محلِ علم	
	Learning & Action علم وعمل	
	Excellance کمال	
	Obligacellant صوفی	
	Learned & Sprindicant عالمِ وفقیر	
	Obligacellent & Theoligien صوفی ومتکلم	

	Definite & Un Definite Order	منصوص وغیر منصوص	
	Knowledge & Perception	علم اور احساس	
	Knowledge & Gnosis	علم ومعرفت	
42	Schools of Thaughts	مکاتبِ فکر	6
	People of Acceptance	اہل تسلیم	
	People of Entrusting	اہل تفویض	
	Poople of Interpretation	اہل تاویل	
	People of Otherness	اہل غیریت	
	People of Inde finite	اہل وحدت	
	People of Research (Analysis)	اہل تحقیق	
	People of I mmense	شہودی	
	People of Being	وجودی	
45	Monoth eism	توحید	7
	Almighty (Allah)	اللہ تعالیٰ	
	Islam	اسلام	
49	Essential Terminologies	ضروری اصطلاحیں	8
	Word	لفظ	
	Being	وجود	
	Unity	ذات	
	Attribute	صفت	
	Epithet	اسم	
	Act	فعل	
	Trace	اثر	
	Contiguous Attribute	صفت انضامی	
	Derivable Attribute	صفت انتزاعی	
	Lie	کذب	
	Existenci al Monetheesm	توحید وجودی	

	Primordial Monotheism	توحید حقیقی	
	Infallible Monotheism	توحید حکمی	
	Compound Knowledge	علم مرکب	
	Principle Knowledge	علم بسیط	
	Divine Preseence	حضور	
	Divine Extinction	فنا فی اللہ	
	Total Extinction	فناء الفنا	
	Negligence	غفلت	
	Absolute Being	وجود حق بالذات	
	Possible / Creature	ممکن یا مخلوق	
	Devine Intrinsic State	مراتب داخلیہ	
	Infinity	احدیت	
	Implicity	واحدیت	
	DivineAw areness	معلومات باری تعالیٰ	
	Probate Arch itype	اعیانِ ثابتہ	
	Devine Epithets & Attributes	اسماؤ صفات الٰہی	
	Hypostasis of Being	وجود یا موجود کے اعتبارات	
	Indefinite	وحدت	
	State of Devine Attributes	مرتبہ صفات الہیہ	
	Budhist	بدسٹ	
	Atheist	بدپرست	
	Muslim	مسلمان	
	Non-Beings	عدم	
60	Categories of Devine Attributes	اقسام صفات الہیہ	9
	1st Division	پہلی تقسیم	
	2nd Division	دوسری تقسیم	
	3rd Division	تیسری تقسیم	

	4th Division	چوتھی تقسیم	
	5th Division	پانچویں تقسیم	
	6th Division	چھٹی تقسیم	
64	Thing & Its Hypostasis	شئے اور اعتبارات شئے	10
	Non-Stipulative Thing	بشرط لا شئے	
	Stipulative Thing	بشرط شئے	
	Absolute Thing	لا بشرط شئے	
	Primordial Being & its Hypostasis	وجود حق تعالیٰ اور اعتبارات وجود	
	Unitary Hypostasis	تعینِ ذاتی	
	Hypostasis Epithet & Attributes	تعینِ اسماء صفات	
65		حصہ دوم	
67	Fundamental's of Tasawoof	اصولِ تصوف	11
71	Six Emanations	تنزلاتِ ستہ	12
	Absolute Entity	وحدت مطلقہ	
	Infinity	احدیت	
	(2nd) Indefinity	وحدت (ثانیہ)	
	Veracity of Prophet Mohammed (PBUH)	حقیقتِ محمدی ﷺ	
	Anticipilicity	واحدیت	
	World of Souls	عالم ارواح	
	World of Similitude	عالم مثال	
	World of Manifestation	عالم شہادت	
78	World After Death	عالم برزخ	13
	World Here After	عالم آخرت	
80	Affinities & Probate-Architypes	شیون و اعیانِ ثابتہ	14
82	Be! And it is There	کن فیکون	15
	Eternal Antiquity	تقدّمِ ذاتی / سرمدی	
	Periodic Precedence	تقدّمِ زمانی	

	Time-less Antiquity	تقدّمِ دہری	
	Be! it is There	کن فیکون	
84	Knowledge	علم	16
	Absolute Knowledge	علمِ ذاتی	
	Knowledge of Deeds	علم فعلی	
	Knowledge of Passivity	علم انفعالی	
	Awareness / Known	معلوم	
	State of Idefinity	مرتبہ وحدت	
	Supremely Known	معلومِ اعظم	
	Sustainer & Slave	رب وعبد	
90	Miscellaneous issues	متفرقات	17
	Unity & Attribute (Distinction)	ذات وصفات میں فرق	
	Incipience & Antiquity	حدوث وقدم	
95	Monotheism, Extinction, Refulgent	توحید۔فناء۔تجلی	18
	Monotheism, Extinction, Refulgene in deeds	توحیدافعالی......فناءافعالی......تجلی افعالی	
	Monotheism, Extinction, Refulgene in unity	توحیدذات......فنائے ذات......تجلی ذات	
	Monotheism, Extinction, Refulgene in Attributes	توحیدصفات......فنائے صفات......تجلی صفات	
	Refulgence of Attribute	تجلی صفات	
	Unitary Refulgence	تجلی ذات	
102	Incipient & Antiquited (Relavance)	حادث۔قدیم (عبدورب) میں ربط	19
	Diversity of Openion	مختلف خیالات	
105	Six Dogma s in the "Being"	’’وجود‘‘میں چھ مذاہب	20
	People of Demeanor	اہل مبانیت	
	Indefinite of Immanence	وحدت الشہو د	
	Indefinite of Being	وحدت الوجود	
	Endurance	جمع الجمع یا بقاء	
	Indefinity of Entity	وحدت الموجود	

	Sophism	سوفسطائیہ	
109	Dif ference in Observations	فرقِ مشاہدات	21
110	Few Issues & Comparision	چند اہم مسائل اور انکی تطبیق	22
113		حصہ سوم	
115	Sofia of Being their way of life	صوفیہ وُجودیہ کا مذہب	23
	Hypostasis of Primodial Being	وجودِ حقیقی کے تعین	
	Probate - Archtype	عین ثابتہ	
	Divine Epithets	اسمِ الٰہی	
	Example-1 (water)	تمثیل ۱(پانی)	
	Example-2 (mirror)	تمثیل ۲(آئنہ)	
121	Omniputence	قدرت	24
123	Speach	کلام	25
127	Destiny	تقدیر	26
	Pending Fate	قضاء معلق	
	Invitable Fate	قضاء مبرم	
	Deficient / Incomplete Cause	فضاء معلق رمبرم	
129	Virtue & Evil	خیر وشر	27
132	Overbearance & Destiny	جبر وقدر	28
135	External Entity	موجود فی الخارج	29
137	Grace for Exigency	رعایتِ اقتضاً	30
139	Quant essence& Attributes	جوہر وعرض	31
	The Elements	بسائط	
	Compounds	مرکبات	
	Inorganic Meter	جمادات	
	Vegitation	نباتات	
	Animals	حیوانات	
	Sensible	ذی عقل	

	جن	Jinn / Spirit	
	خبیث جن	W icked Jinn	
	غیر خبیث جن	Non-Wicked Jinn	
32	انسان	Human Being	143
	اجسادِ انسان	Bodi es of Human	
	نسمہ	Blood-Vapour	
	روح	Soul	
33	روح اعظم	The Supreme Soul	146
34	جوہر ہبا	Prima Matrix	148
35	ملائکہ	Angels	149
36	ارتقاء	Evolution	151
	قوسِ نزولی	Arc of Desending	
	قوس سعودی	Arc of Ascending	
37	انسان زندگی اور مختلف ذرائع علم	Human life and his various soures of kowledge	155
	حواس خمسہ ظاہری	Physical five senses	
	وجودِ عقلی	Rational Being	
	انسانی حواسِ ظاہری کی بے بسی	Limitation of physical snses	
	حواس خمسہ باطنی	Intrinsic five senses	
	حسِ مشترک	Common Senses	
	حسِ خیال	Notional Senses	
	حسِ واہمہ (وہم)	Sense of vision	
	حسِ حافظہ	Memory	
	حسِ متصرفہ (متخیلہ و متفکرہ)	Sense of Analysis	
	وجودِ مثالی	Similitude being	
	لطائف خمسہ قلبی	Five Subtleties of heart	
	علمِ نبوت و رسالت	Knowledge by revelation	
38	انسانی زندگی اور اقسامِ ہدایت	Human life & type of Guidence	162

	Divine Guidance by Revelation	ہدایتِ ربانی (هِدَايَتٌ بِالوَحيِ)	
	Specific Guidance	ہدایت خاصہ (هِدَايَتُ الطَّرِيقُ)	
	Conveying up to Destination	ہدایت الایصال (هِدَايَتُ الْاِيْصَال)	
165	Religion	مذہب	39
	Prophet / Apostle	پیغمبر	
167	حصہ چہارم		
169	Our Imagination (A Factual Simily)	ہمارا خیال (تمثیلِ حقیقی)	40
176	Absolute Soberiet Human Being	انسانِ کامل بالذات	41
	Contingent Soberite Human Being	انسانِ کامل بالعرض	
	Servant of Allah	عبداللہ	
	Aide	غوث	
	Favourates of Allah	اولیاءاللہ	
182	Apostle-Favourate-Sorcerer	نبی۔ولی۔ساحر	42
	Apostle-Favourate(Distinetion)	نبی اور ولی میں فرق	
	Sorcerer	ساحر	
	Spiritual-Action(Practice)	عمل یا عملیات	
	Distinction of a postle-Sorcerer	نبی (امتیاز) اور ساحر	
	Meracle-Marvel-Sorcery	معجزہ۔کرامت۔سحر میں فرق	
189	Salvation	نجات	43
	Non-Believer (Resurrection)	کُفار (حشر)	
	Salvation of Muslim	نجات مسلم	
	Intercession	شفاعت	
192		حمد باری تعالیٰ	

وہی انسان کامل ہے خدا کو جو خدا سمجھے

سمجھ کا پھیر ہے اُنکی جو ہرشے کو خدا سمجھے
وہی انسان کامل ہے خداکو جو خدا سمجھے

خداکی ذات ہے اعلیٰ منزہ اُسکی ہستی ہے
یہ غفلت ہے ہماری جو ہر ایک شے کو خدا سمجھے

نفیٔ ہر تقید ہی سے ثابت ہے ظہور اُس کا
یہ عینِ شرک ہوگا شئے کو جو غیرِ خدا سمجھے

خدا، بندہ نہیں ہو تا، نہ ہے بندہ، خدا ہرگز
جو تم اب بھی نہ سمجھو تو تمہارے کو خدا سمجھے

کوئی سمجھے نہ سمجھے اپنا تو خالدؔ یہ مسلک ہے
کہ ہم بندے کو بندہ، اور خدا ہی کو خدا سمجھے

مرشدی، حضرت ذرہ نواز خواجہ ابولفیض شاہ محمد خالدؔ وجودی القادریؒ
(المعروف خالد بن جانثار یار جنگؒ)

1۔ دیباچہ (Introduction)

الشیخ خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

2/ مئی (1919) تا 24/جون (1972)

پدر ماجد سیدی ومرشدی ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مؤمن علی شاہ قادری چشتی کا شمار حیدرآباد کے سادات گھرانے کے نامور صالحین واقطابِ زمانہ میں ہوتا ہے۔ حضرت قبلہؒ اپنے جداعلیٰ حضرت محبوب سُبحانی غوثِ الاعظم الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے شیدائی ونورنظر ہیں۔ آپؒ کی پوری زندگی بہترین اخلاق وکردار صبر وشکر الٰہی کا نمونہ رہی۔ آپؒ کو ربُّ العزت حق سبحانہ تعالیٰ نے قلب سلیم اور چشم بینا سے سرفراز فرمایا۔

بے شمار مریدیں معتقدین آپؒ کی تعلیم وتربیت اور صحبتِ بابرکت سے فہمِ صحیح اور تزکیہ نفس سے آراستہ ہوتے رہے۔ مجھ کمتر پر بھی آپؒ کی خصوصی کرم نوازیاں ہیں۔ اُسی سلسلہ تعلیم کو عام فہم انداز میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی ضرورت کے پیش نظر مجھ فقیر حقیر نے یہ درسی کُتب کی ترتیب واِشاعت کے اہم کام کی شروعات کی ہے اور بفضل تعالیٰ دینیاتی اور اخلاقی نظریہ فکر کی تکمیل میں کُتب عرفانی شائع کئے جارہے ہیں جو نہایت عام فہم ہیں۔ بلکہ حسب ضرورت انگریزی الفاظ کا بھی استعمال کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

گوکہ یہ کام انتہائی مشکل ہے لیکن میرے والدین کے منشاء کی تکمیل ہے۔ میں اس کتاب (کشکول قادریہ) کو جو ''اسلامی تصوف والاحسان'' کے طور پر ترتیب دی گئی ہے میرے پدر ماجد عالی مقام سیدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ کی نذر کرتا ہوں۔ اور اِسے اُنکی نظر کرم کا صلہ تصور کرتا ہوں۔ چنانچہ جو کتب طبع ہو چکے ہیں ان میں

[1] بنیادی نصاب دینیات واخلاقیات (سوال وجواب پر مبنی) چار علیحدہ حصوں میں بچوں کیلئے۔

[اول] توحید ورسالت [دوم و سوم] دینیات واخلاقیات

[چہارم] ارکان دین

[2] آسان تجوید [3] صراطِ مستقیم یعنی راہِ سلوک

[4] کشکول قادریہ باب اول الاحسان والتصوف

باب دوم توحید ومعارف

اور جو کتب زیرِطباعت ہیں ان میں قابلِ ذکر

[1] مراءتِ معراج المبارک [2] غزواتِ نبوی ﷺ

[3] فضائلِ رمضان المبارک [4] طریقہ ومسائلِ حج وعمرہ

[5] نقشِ قدم رسول ﷺ (مفسرین، ائمہ حدیث وفقہ، فن حدیث وفقہ کے متعلق) ہیں۔

مزید ٹیلی ایجوکیشن کے مدِ نظر تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہو رہے ہیں تا کہ قرآن فہمی کو خصوصاً طلباء وطالبات میں عام کیا جا سکے۔ بفضلِ تعالیٰ یہ بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

آخر میں اللہ سبحانہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے مرشدین کامل کے وسیلہ وطفیل میں میری سعی کو اپنی مقبولیت سے سرفراز فرمائے اور میری جانی انجانی کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔ اور ملت اسلامیہ کے نونہالوں (طلباء وطالبات) کو اِن کتب سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

خادم

الفقیر سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری

ربیع الاول ۱۴۲۸ھ م اپریل ۲۰۰۷ء

حمد باری تعالیٰ

خالؔد کی نظر جس پہ پڑی حق نظر آیا

فہم تخیلات میں اللہ کے سوا کیا ہے نفسِ تصورات میں اللہ کے سوا کیا ہے
دیکھو توشش جہات میں اللہ کے سوا کیا ہے یہ ساری کائینات میں اللہ کے سوا کیا ہے
وہ نور ہی ہے صورتِ اعیاں میں جلوہ گر اِس ارض وسماوات میں اللہ کے سوا کیا ہے
وہ ذاتِ بے نیاز ہی ہے ہر نیاز میں اِن سب تجلیات میں اللہ کے سوا کیا ہے
وہ خود ہی ہے حقیقتِ ہر دو جہان جب پھر سب تقیدات میں اللہ کے سوا کیا ہے
اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن سارے تعینات میں اللہ کے سوا کیا ہے
اُسکا ہی ہے وجود بہ اعیانِ مختلف دنیا کی موجودات میں اللہ کے سوا کیا ہے
مظہر وہی ہے جملہ مظاہر اُسی کے ہیں اِس ذات اور صفات میں اللہ کے سوا کیا ہے
نقاشِ ازل خود ہی تو آیا نقوش میں اِن سارے نقشہ جات میں اللہ کے سوا کیا ہے
ہے موت وصل یار کا اپنے حبیب سے اِسی دائمی حیات میں اللہ کے سوا کیا ہے

خالؔد کی نظر جس پہ پڑی حق نظر آیا
ان جملہ نظریات میں اللہ کے سوا کیا ہے

حضرت خالؔد وجودیؒ

2۔ پیش لفظ

Foreword

اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡن وَالصّلٰوۃُ علیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
سَیِّدِالۡمُرۡسَلِیۡن وَعَلیٰ اٰلِہِ الطّٰھِرِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الطَّیِبّیۡنَ
وَمَتُبِعِیۡہٖ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنَ۔

امّابعد

علم کی فضیلت ''معلوم'' کی فضیلت سے ہوتی ہے۔ میرا معلوم سب سے اعلیٰ، سب سے افضل ہے تو اُس کے متعلق جو علم ہوگا وہ سب علوم سے اعلیٰ، افضل ہی ہوگا۔ میں جس کی ذات وصفات واسماء وافعال سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں وہ صرف ذات خداوندی یعنی اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ رب العزت میرا محبوب ہے۔ اس کا ذکر مجھے مرغوب ہے۔

وَمَنۡ یُّوۡتَ الۡحِکۡمَۃَ فَقَدۡ اُوۡ تِیَ خَیۡراً کَثِیۡرًا۔ (البقرہ۔269)

ترجمہ: جس کو حکمت دی گئی اسے بیشک خیرِ کثیر مل گیا۔

......حکمت کس کو کہتے ہیں؟

اشیاء (Things) کی حقیقتوں کو جس طرح کہ وہ ہیں طاقت بشری (Human ability) کے موافق جاننا ہی ''حکمت'' (Wisdom) ہے۔

حکماء (Sages) کی چار قسموں میں پہلے دو (1) صوفی (2) متکلم وہ حکماء ہیں جو نورِ نبوت سے دیکھتے اور سمجھتے ہیں اور باقی دو (۳) اشراقی (Sophist) (۴) مشائی یا فلاسفر اپنے ذاتی کشف وعقل پر اعتمادِ کلّی رکھتے ہیں۔

صوفی (Obligacellent)، کشف، ریاضتِ نفس اور قوت روحانی سے ادراکِ حقائق (حقائق اشاء کو جاننے اور سمجھنے کی سعی) کرتا ہے اور متکلم کی تحقیقات کا دارومدار عقل پر رہتا ہے۔

دیکھو ! صوفی وہ صاف دل، پاک روح، روشن سر شخص ہے جو اپنے قول اور حال میں اتباعِ نبوت (سنت) سے ممتاز اور مسند نشینیٔ کشف وشہود سے سرفراز ہوتا ہے۔

متکلم (Theologian) وہ روشن عقل شخص ہے جو دلائلِ عقلیہ کی سپر (Shield) سے اعداء دین و مذہب (دشمنانِ اسلام) کے واروں کو روکتا ہے۔ اور اُن کے شکوک وشبہات کا ازالہ کرتا ہے۔

یہ خوب یاد رکھیں کہ! صوفی ومتکلم دونوں میں سے کوئی بھی اگر قرآن مجید وحدیث نبویؐ کے خلاف ایک لفظ بھی نکالے تو وہ حدودِ اسلام ہی سے خارج ہو جائے گا۔ پس صوفی، اشرقی (Sophist) ہو جائے گا اور متکلم مشائی (Philosopher) ہو جائے گا۔

یہ بات بھی واضح ہونی چاہئے کہ متکلمین وصوفین میں باہم کبھی کبھی کسی آیت یا حدیث کی تفسیر وتاویل (Understanding & Interpretation) میں اختلاف (Different openion) ہوسکتا ہے۔ ایسا اختلاف تو خود متکلمین میں بھی ہوتا ہی رہتا ہے۔

متکلم ہو کہ صوفی، کوئی اپنے آپ کو معصوم نہیں کہتا، نہ معصوم (Flaw less) سمجھ سکتا ہے۔ لہذا غیر معصوم کی عقل وکشف دونوں غیر قطعی (Un certain) ہیں۔ برخلاف اسکے کہ صاحب وحی (نبی) جو معصوم ہیں اور جو امر یا دینِ وحیِ الٰہی سے ثابت ہے وہ قطعی ہے اور ناقابل انکار ہے۔

لہذا صوفی اور متکلم دونوں میں کسی کو مقدُور (Authority) نہیں کہ اصل دین یا قرآن وحدیث سے اِنکار کرے کیوں کہ ایسا کرنا حقیقتاً، تصدیقِ نبی کا خلاف ہوگا۔ گویا اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِقرار ہی نہیں کیا۔

دیکھو! بعض چیزیں نظر نہیں آتیں مگر سمجھ میں ضرور آتی ہیں۔ جیسے سایہ دیوار کا متحرک ہونا۔ چاند وسورج کا گردش کرنا وغیرہ۔ معلوم ہوا کہ عقل کا مرتبہ جسمِ انسانی (Human Senses) سے اعلیٰ ہے۔ اِس طرح عقل سے کشف والہامِ ربانی (Inspiration) کا درجہ اعلیٰ وارفع ہے۔ ''صوفی'' اُن تمام مدارج کو طے کر لیتا ہے جن پر ''متکلم'' کی نظر ہے۔ لہذا صوفی کا متکلم ہونا ضروری ہے گو وہ چند اصطلاحات سے واقف نہ ہو۔ مگر متکلم کا صوفی ہونا ضروری نہیں۔ قرآن وحدیث کی تصدیق دونوں کرتے ہیں۔ مگر ''متکلم'' صرف عقل سے اور ''صوفی'' عقل اور کشف دونوں سے۔

دین، مذہب اسلام شروع سے یعنی آدم علیہ السلام سے وہی ایک سچا اور سیدھا دین رہا ہے۔ چند غلط

فہمی سے خرابی پیدا ہوتی ہے۔ تکذیب یعنیٰ جھوٹا کہنے کے عوض، غلط فہمی دور کرنے سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے۔ مثلاً بعض دفعہ کہنے والے کا طرز بیاں ادیبانہ (Formal) رہتا ہے اور سنے والا اس کو منطقی قواعد (Logial Principles) پر قائم کرنا چاہتا ہے۔ پس کہنے والے کی بات کی تاویل (Interpretation) کر لینے، یعنی مجازی معنٰے سے حقیقی معنٰے نکال لینے سے اختلاف دور ہو جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ مقصد ہر ایک کا درست ہوتا ہے مگر دوسرے کے مقصد سے ناواقف ہوتا ہے۔

بعض حضرات کو دوسروں کی تکذیب (غلط ثابت) کرنے میں لذّت ملتی ہے، یہی تو خانہ خرابی اور فتنوں کی جڑ ہے۔ ٹھنڈے دل سے سنے اور غور وفکر کرنے سے کوئی نہ کوئی راستہ نکل آتا ہے۔ اسلام تمام مذاہب کی تصدیق کرنے، اُن سے غلط فہمی دور کرنے کے لئے آیا ہے نہ کہ تکذیب کیلئے۔

ہمیشہ سے دین کی خدمت صوفیہ صافیہ کرام ہی کرتے رہے ہیں اور اب بھی کچھ کر سکتے ہیں تو صوفیہ کرام ہی کر سکتے ہیں۔

بالآخر آج دنیا مادہ پرستی سے تنگ آچکی ہے اور اَب یہ اُن کا نظریہ جو مادّی (Materialism) ہے ناکام ثابت ہو چکا ہے۔ صوفیوں کو چاہئے کہ علماً اور عملاً کچھ کام کر دیکھائیں۔ کیوں کہ یہ حضرات وارثِ نبوتِ نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چراغ نبوت اُن کے ہاتھ میں ہے۔ نورِ قرآن مجید و حدیث شریف سے مالا مال ہے، الہام الٰہی اور کشف وحکمت سے سرفراز ہیں۔

مجھ فقیر وحقیر کو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اُسکے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل میں الوالعزم بزرگان دین و پیرانِ طریقت سے شرفِ بیعت وخلافت، صحبت وتعلیم اور اکتساب فیض زمانے طفلی سے حاصل ہے۔ معتبر سرپرستانِ راہ حق میں میرے والد ماجد سیدی ومرشدی حضرت خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادریؒ، مرشدین طریقت بحرالعلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؔ علیہ الرحمہ اُن کے جانشن وفرزند حضرت حُسین شجاع الدین صدیقی عزتؔؒ اور حضرت ذرہ نواز خواجہ ابوالفیض شاہ محمد خالد وجوی القادریؒ خالدؔ کا احسان عظیم ہے کہ مجھ جیسے جاہل کو اپنی توجہ خاص سے تراش کر اِس قابل بنادیا کے میں فیض عشقِ رسول وعرفان الٰہی کو اُن سے پا کر دوسروں تک پہنچانے کی ہمت کر سکوں۔

میرے احباب و برادرن طریقت کی خواہش اور اصرار پر اِس مختصر رسالہ کو ترتیب دینے کی سعی کی گئی۔ اور اُس کا نام ''کشکول قادریہ'' رکھا گیا۔ اس کی تکمیل میں جن کتب و تصانیف سے استفادہ کیا گیا وہ تفسیر صدیقی، حکمت اسلامیہ، المعارف فصوص الحکم (ابن عربیؒ) اردو ترجمہ تصانیف: مرشدی مولائی بحرالعلوم مولانا محمد عبدالقدیر صدیقی حسرتؒ، ''معارف المعارف'' تصنیف حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، ''احیاء العلوم'' تصنیف حضرت امام غزالیؒ، ''کشف المحجوب'' تصنیف حضرت داتا گنج بخشؒ، شامل ہیں۔ اِس رسالہ کو سہولت کی خاطر دو حصوں میں تقسیم کیا گیا۔

باب اول ...... اَلاحسان و والتصوف

باب دوم ...... توحید و معارف

چونکہ یہ کتاب حساس علمِ تصوف و گرانقدر معارف و اقوال اولیاء کا مجموعہ ہے، اُس کی ترتیب و طباعت میں حتیٰ امکان احتیاط سے کام لیا گیا کہ کوئی سہو نہ ہونے پائے۔ پھر بھی اگر کوئی غلطی یا کوتاہی ہو جائے تو قارئیں سے التماس ہے کہ زیور تصیح سے مزین فرمائیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل وسیلہ سے مجھ حقیر و کمتر کی اِس سعی کو منظور و قبول فرمائے اور میرے برادرانِ ملت خصوصاً اہل دل و اہل نظر طلباء کو اِس سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے قارئین سے التماس ہے کہ وہ میرے لئے دعا فرمائیں اور میں اُن کیلئے دعا گو ہوں کے خدا ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین!

خادم

الفقیر سید محی الدین میر لطیف اللہ شاہ قادری، قادری

فرزند و جانشین

ڈاکٹر خواجہ ابوالخیر میر مومن علی شاہ قادری چشتیؒ

ربیع الاول ۱۴۲۸ھ م اپریل ۲۰۰۷ء

اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

شانِ محمد ﷺ کا نشاں، ذاتِ محمد ﷺ بے گماں
جانِ محمد ﷺ میں نہاں، روئے محمد ﷺ سے عیاں
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

جو ہے مکینِ لامکاں، نورِ زمین وآسماں
جو ہے محیطِ دوجہاں، وہ ساتھ ہے تم ہو جہاں
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

اوّل ہے جو آخر ہے جو باطن ہے جو ظاہر ہے جو
حاضر ہے جو ناظر ہے جو، سائر ہے جو دائر ہے جو
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

دل میرا اُسکا آئینہ ہے عکس اُس میں رونما
ہے چشم میں جلوہ نما، میں دیکھتا ہوں جابجا
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

کیوں کر رہے ہو جستجو، کیوں پھر رہے ہو کُو بکُو
دیکھو وہی ہے چارسُو، تم میں بھی ہے اور رُوبرو
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

خود بندگی میں عشق کی، وابستگی میں عشق کی
وارفتگی میں عشق کی، دیوانگی میں عشق کی
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

ہر سوز میں ہر سازمیں، ہر رنگ اور آواز میں
ہر اِک تجلّی راز میں، ہراک نیازوناز میں
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

آنکھوں میں ہے جو جلوہ گر، دل میں بھی ہے وہ خوب تر
جو تیرا ہے سودائے سر، خود ہے وہ تجھ میں سربسر
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

خالؔد سگِ در ہے تیرا خادمِ بدتر ہے تیرا
تو لاج رکھ اُسکی پیا کہتا ہے ہردم برملا
اللہ ہی اللہ ہے اللہ ہی اللہ ہے

حضرت خالؔد وجودیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

3۔عقائدِ تألیف (Writter's Beliefs)

1۔ **سوال**: اللہ تعالیٰ اور اُسکی شان الوہیت کے متعلق پہلی شہادت کیا ہے؟

جواب: **پہلی شہادت** : میں تم کو اپنے نفس پر گواہ کرتا ہوں، بعد اسکے کہ میں گواہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ اسکے فرشتوں کو اور تمام حاضر مومنین کو، اور ناظرین و سامعین کو بھی اپنے قول وعقیدہ پر شاہد(Witness) بناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ الوہیت(Ultimate sovereignty) میں اُسکا ثانی (اُس جیسا) نہیں۔ وہ بیوی بچوں سے پاک ہے، منزّہ(Free) ہے۔ وہ سب کا مالک(Lord) ہے۔ اُس کا کوئی شریک(Peer) نہیں۔ بادشاہ(Lord) ہے اس کا کوئی وزیر(Partner) نہیں۔ صانع(Creater) ہے اس کا کوئی تدبیر سکھانے والا(Council) نہیں۔ وہ بذات موجود (Absolute Being) ہے وہ کسی موجد(Inventer) کا محتاج (Dependent) نہیں۔

2۔ **سوال**: اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں ہیں اُن کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ کیا کوئی اور شئے اُسکے مقابل ہے یا اُسکی مثل ہے؟

جواب: اللہ کے سوا جتنی چیزیں ہیں اپنے وجود(Existence) میں سب اس (اللہ) کے محتاج(Dependents) ہیں۔ پس تمام عالم اس سے موجود(Manifested) ہے۔ وجود بالذّات ونفسہٗ (Absolutely Independent-Being) سے صرف وہ (اللہ) موصوف(Absolutely) ہے۔

وہ عرض(Contingent) نہیں ہے کہ اُس کی بقا(Survival) مستحیل(Difficult) ہو۔ وہ جسم نہیں ہے کہ اُس کیلئے جہت(Form) اور مقابلہ(Contrast) ہو۔ وہ جہات واَقطار(Directions & Zones) سے مقدس(Sacred) اور پاک (Free) ہے۔

دنیا بھی اُسکی ہے اور آخرت بھی اُسی کی ہے۔ اوّل وآخر سب اُسی کا ہے۔ اُس کا مثل (similarity) معقول(Plausible) نہیں، اُس کی بے نظیری(Peerlessness) مجہول (غیر معروف) نہیں۔ جیسا تھا ویسا ہی رہا اور رہے گا۔

وہ زندہ ہے، اسکو حفاظتِ مخلوق دُشوار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اِس سے اعلیٰ ہے کہ حوادث(Incipients) اُس

میں حَلول(Transmigration) کریں۔ یا اس کے صفات(Attributes) اُس کے بعد پیدا ہوئے ہوں یا اللہ تعالیٰ اپنے صفات سے پہلے ہو۔ کیونکہ یہ قبل و مابعد زمانے (دنیا) کے لحاظ سے ہیں۔

3۔**سوال**: اللہ تعالیٰ کے صفات عالیہ کیا ہیں؟ جن پر تمام مخلوقات کا دارومدار ہے؟

جواب: وہ قیّوم ہے، اُس پر سب کا قیام(Existence) ودارومدار(Dependance) ہے۔ وہ کبھی نہیں سُوتا۔ وہ قہار ہے اس کی ساحتِ عزّت(Exalted expanse) تک کسی کی رسائی (پہنچ) نہیں۔ وہ لطیف وخبیر ہے۔ اشیاء (چیزوں) کو پیدا ہونے سے پہلے سے جانتا تھا۔ پھر اپنے علم کے موافق اُن کو پیدا کیا۔ جب علم کے مطابق اشیاء مخلوق ہوئے تو اُس کا علم متجدّد (جدید)(Novel) نہ ہوا۔ اُسی کے علم کے مطابق تمام اشیاء پر حکومت کرتا ہے۔ اور اُن پر دوسروں کو حاکم(Vicegerent) بناتا ہے۔ وہ تمام کلیات(Integralities) کو جانتا ہے جیسے وہ تمام جزئیات (Fractionalities/individualities) کا علم رکھتا ہے۔ پس وہ عالم الغیب وشہادہ ہے۔

جن چیزوں سے لوگ شرک(Polytheism) کرتے ہیں اُن سے وہ اعلیٰ وارفع (Supreme being & pre-eminent) ہے۔ وہ جان کر اِرادہ کرتا ہے، اِرادہ کر کے کام کرتا ہے۔ تمام چیزیں اِرادہ الٰہی ہی (Divine will) سے ہیں، خواہ طاعت(Obedience) ہو خواہ عصیاں(Disobidience) یا گناہ(Sin) ہو۔ خواہ فائدہ ہو خواہ نقصان ہو۔ بندہ ہو یا آزاد ہو، حیات ہو یا موت ہو۔ حصول یا قوت۔ دن ہو یا رات ہو۔ اعتدال(Even) یا میل(Uneven)۔ بَر (زمین) ہو یا بحر (سمندر) جُفت(even) ہو یا طاق(Odd)۔ ظاہر (Exortic) ہو یا باطن(Esortic) متحرک (Moveable) ہو یا ساکن(Immoveable)۔ یہ ساری نسبتیں(Contrasts) جو متضاد(Opposite) بھی ہیں، مختلف(Different) بھی ہیں۔ مماثل(Similar) بھی، سب تحتِ اِرادہ حق جل عُلا ہیں۔

4۔**سوال**: تقدیر کے متعلق عقیدہ کیا ہے؟ کیا اعمال وافعالِ مخلوق تحتِ ارادہ ومنشٔے الٰہی ہیں؟

جواب: بندہ کسی کام کا لاکھ اِرادہ کرے، جب تک خدا نہ چاہے وہ کام نہ ہوگا۔ نہ اُس کے کرنے کی قوت و اِستطاعت(Strength & Capability) ہی پیدا ہوگی۔ پس کفر وایمان، طاعت، وعصیاں اُس کی مشیت(will) و حکمت(Wisdom) اور ارادت (willing) سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اَزلی(Eternal) ہے اور عالم(Universe) بالذات معدم(Absolutely non-being) اور غیر موجود فی الخارج(Have no external existence) ہے اگرچہ ذات الٰہی

(Divine unity) میں ثابت(Evident) موجودِ علمی(salient-awareness) کے طور پر ہے۔اللہ نے عالَم کوایجاد (پیدا) کیا تو اپنے علم سابق کے موافق اور اِرادۂ منزہ ازلی(Eternal freewill) کے فیصلے اورتعین (اندازے) کے مطابق خواہ مکاں (Dwalling) ہو یا زماں(Period) یا اکوان(Universe)۔ حقیقی بالذات اِرادہ اللہ ہی کا ہے۔وہ خود فرماتا ہے وَمَا یَشَاؤنَ اِلَّا اَنْ یَّشَاءَ اللّٰہِ (وہ ایسا ہی چاہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے)(سورہ تکویر29)

اللہ تعالیٰ،اپنے علم کے موافق حکم کیا،ارادہ کے موافق خصوصیتیں(Potentialities) عطا کیں،اندازہ وتقدیر (Fate) کے موافق ایجاد(Creat) کیا۔

جو کچھ متحرک وساکن (حرکت کرتا یا بے حرکت) ہے جو عالَم اعلیٰ وَ اسفل (آسمانوں وزمین) میں ناطق و گویا یعنی مخلوق ہے،سب کو دیکھتا سنتا ہے۔بُعد (دوری) اُس کی سماعت(Hearing) کا حجاب (پردہ یا رکاوٹ) نہیں ہوسکتا۔دِل ہی دِل میں جو گفتگو کرو،وہ سنتا ہے۔سیاہ (کالی) چیز کواندھیری ظلمت میں،پانی کو پانی میں دیکھتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔جیسا اُسکا ''علم'' اور ارادہ قدیم(eternal) ہے اُس کا '' کلام'' بھی قدیم ہے۔اُس کی ذات(Unity) نہ قابلِ زیادت ہے نہ نقصان۔سُبحانَ اللہ! وہ قریب وبعید (دور) ہے۔اُسکی سلطنت عظیم ہے، اُس کے اِحسانات عمیم (جامع) یا(Comprehensive) ہیں۔

5۔**سوال**: اللہ تعالیٰ کے شانِ ربوبیت(Divine Sustainance) کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟

جواب: ماسوااللہ (مخلوق) اُس کے جُود و سخا(Generosity) سے فائز(Benifitted) ہیں۔اگر اُس نے اِنعام عطا کیا۔ اوراچھا اِنعام عطا کیا تو یہ اُس کا فضل ہے۔اگر عذاب میں مبتلا کیا تو اس کا عدل(Just) ہے۔لوگوں کے گناہ سے،جس کو چاہتا ہے تجاوز (معاف) کرتا ہے۔جس سے چاہتا ہے مواخذہ (عتاب) کرتا ہے۔عدل کے موقع پر فضل نہیں کرتا اور فضل کے موقع پر عدل نہیں کرتا۔اللہ سب کو خوش بخت(Fortunate) کرنا چاہتا تو ہوسکتا ہے، بدنصیب(Misfortune) کرنا چاہتا تو کرسکتا مگر اُس نے ایسا نہ چاہا۔ہوا وہی جیسا کہ اُس نے چاہا۔لہذا ان میں سے بعض شقی (ظالم) ہے بعض سعید(Virtuous) ،یہاں بھی اور آخرت میں بھی۔اللہ کے حکمِ قدیم میں تغیر وتبدُّل (Variations) نہیں ہے۔نماز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا بظاہر پانچ ہیں۔درحقیقت پچاس ہیں۔

سبحان اللہ اس کے سوا کوئی فاعل (Perfomer) نہیں۔وہ سب کا خالق (Creator) ہے،اُس کا کوئی خالق

نہیں۔ خَلَقَکُمْ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ (القرآن) یعنی اللہ نے تم کو بھی پیدا کیا اور تمہارے افعال (Deeds) کو بھی لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ یعنی اُس کے کام پر کسی کو سوال کرنے کا مقدور (authority) نہیں اور بندوں سے جواب پُرسی کا اُسی کو حق ہے۔ اللہ کی حُجّت تام (Full of reasons) ہے۔ وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

6۔ **سوال:** دوسری شہادت رسالت کے اقرار کے متعلق کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

جواب: دوسری شہادت: میں گواہ بناتا ہوں اُسکے فرشتوں کو اور تمام مخلوق کو، اور تم کو اپنے نفس پر کہ میں توحید الٰہی کا قائل و معتقد ہوں اور یہ کہ اللہ سبحانہ کو گواہ بناتا ہوں اور فرشتوں کو اور تم کو اپنے نفس پر کہ میں حضرت محمد مصطفٰی مختار و مجتبٰی برگزیدۂ خلائق و موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام لوگوں پر بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ اللہ کے حکم سے اللہ کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ آپ ﷺ سراج المنیر ہیں، شمع روشن (Brightening lamp) ہیں۔

7۔ **سوال:** حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ عقائد و احکام الٰہی لائے اُن پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اُتارا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ (Preaching) کی۔ اللہ کی امانت کو آپ ﷺ نے ادا کیا۔ آپ ﷺ نے حجۃ الوداع (آخری حج) میں تمام حاضرین کے سامنے خطبہ پڑھا۔ آپ ﷺ نے نصیحت کی ڈرایا دھمکایا۔ خوشخبری دی۔ وعدہ و وعید فرمایا۔ یہ سب بحکمِ واحد وصمد (اللہ تعالیٰ) تھا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو! کیا میں نے تبلیغ نہیں کر دی۔ لوگوں نے عرض کیا" یارسول اللہ آپ (ﷺ) نے تبلیغ کی، سب کچھ پہنچا دیا"۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تُو گواہ رہ۔

میں پھر آپ سے کہتا ہوں کہ حضرت ﷺ جو کچھ عقائد و احکام لائے ہیں میں اُس پر ایمان لایا ہوں۔ میں اُس کا مومن ہوں۔ احکامِ نبوی ﷺ میں سے جن کو جانتا ہوں جن کو نہیں جانتا سب پر ایمان ہے۔ میں ایسا ایمان رکھتا ہوں جس میں نہ شک ہے نہ شبہ، میں ایمان رکھتا ہوں کہ وقت مقرر پر موت حق ہے۔ قبر میں منکر نکیر کا سوال حق ہے۔ اجساد (Bodies) کا قبر سے بُعث اور اٹھنا (قیامت میں) حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عرض و پیش ہونا حق ہے۔ حوضِ کوثر حق، میزان حق، اعمال ناموں کا ہاتھ میں آنا حق۔ صراط پر سے گزرنا حق، جنت و دوزخ حق

ہے۔بعض کا جنت میں جانا اور بعض کا دوزخ میں جانا بھی حق۔بعض لوگوں کو (قیامت میں) پریشانی کے وقت حزن وغم نہ ہونا بھی حق۔انبیاءؑ ومومنین وملائیکہ کی شفاعت بھی حق ہے۔الرحم الراحمین کا سب کی شفاعتوں کے بعد بعض کودوزخ سے نکالنا بھی حق ہے۔خواہ شفاعت سے خواہ استنان واِحسان (Favour) سے۔مومنین وموحدین کا جنّت میں دائمی نعمتوں میں ابدتک (ہمیشہ) رہنا حق ہے اور دوزخیوں کا دوزخ میں ابدتک رہنا حق۔کتب انبیاء سے جو کچھ پہنچا ہے حق ہے چاہے ہم کو معلوم ہو یا نہ معلوم ہو۔

8۔**سوال**: کیا یہ شہادت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے نفس پر امانت نہیں؟

جواب: یہ میری شہادت ہے۔ میرے نفس پر یہ میری امانت ہے،جس کے پاس یہ امانت پہنچے۔اگر اُس سے کوئی سوال کرے تو اُس کو ظاہر کردے۔اللہ تعالیٰ ہم کو تم کو اِس ایمان سے نفع بخشے، جب ہم اِس دارِ فانی (دنیا) سے انتقال کریں تو اُس پر ثابت وقائم رکھے۔آمین۔

حمد

ہم اپنے خدا کو خدا جانتے ہیں
نہیں کچھ بھی اُسکے سوا جانتے ہیں

منور ہوا نور سے جنکے عالم
محمدﷺ کو نورِ خدا جانتے ہیں

ظہوراُنکا جو ہے محمدﷺ نما ہے
حقیقت کو اُنکی خداجانتے ہیں

نبیﷺ مقدس کے ارشاد کو ہم
خدا کی صدا و نِدا جانتے ہیں

ظہور و بُطونِ محمدﷺ کو ہم تو
خدا کا ظہور وخِفا جانتے ہیں

مقامِ سجودِ عوالم کو خالؔد
محمدﷺ ہی کا نقشِ پا جانتے ہیں

حضرت خالؔد وجودیؒ

کشکول قادریہ

(Quadri's Hand Book)

Vol.I باب اول

﴿الاحسان و التصوف﴾

(Devine Perception & Obligaellence)

PART-I حصہ اول

اول ہے وہ آخر ہے وہ، حاضر ہے وہ ناظر ہے وہ

پردہ خودی کا جب اُٹھا، کیا پوچھتے ہو دوستو
بس حق ہی حق باقی رہا، کیا پوچھتے ہو دوستو

جب وہ ہی وہ تھا، کچھ نہ تھا، جب سب ہوا تو وہ ہوا
پھر لَا وَاِلّا کی بِنا، کیا پوچھتے ہو دوستو

اول ہے وہ آخر ہے وہ، حَاضر ہے وہ ناظر ہے وہ
وہ ہے نہاں، وہ ظاہرہ، کیا پوچھتے ہو دوستو

تقیِید وہ، تشبیہہ وہ، اطلاق وہ تنزیہہ وہ
اور وہ ہے اُن سب سے سوا کیا پوچھتے ہو دوستو

دیکھو جدھر آئے نظر، جلوہ ہے اُسکا سر بہ بسر
وہ ہے نمایاں جابجا، کیا پوچھتے ہو دوستو

جب غور میں خود میں کیا، معلوم یہ مجھکو ہوا
مجھ میں ہے جلوہ یارکا کیا پوچھتے ہو دوستو

تو چشمِ حق بیں کھول کر، سب پتّہ پتّہ، غورکر
دیتے ہیں سب حق کا پتہ، کیا پوچھتے ہو دوستو

وحدت میں ہے کثرت نہاں، کثرت میں ہے وحدت عیاں
وہ مجھ میں، میں اَسمیں چھپا، کیا پوچھتے ہو دوستو

میں ہوں نہیں، وَاللہ ہے وہ ، اللہ ہے وہ، بندہ ہے وہ
خاؔلد سے یہ ''اَنْـــتَ اَنـــاَ'' کیا پوچھتے ہو دو ستو

حضرت خاؔلد وجودیؒ

4۔ربّ العالمین اور کائنات

(The Sustainer & Cosmos)

1۔**سوال**: یہ عالَم میں جو کچھ ہے وہ مظاہرِ اسماءالٰہیہ ہیں تو پھر حکمتِ تخلیق انسان کیا حاکمانہ مظہر ہے؟

جواب: عالَم(Cosmos) میں جو کچھ ہے، وہ مظاہرِ اَسمائے الٰہیہ(Manifestation of Apithets of Allah) ہیں۔ اِنسان جب تک پیدا نہیں ہوا تھا، عالَم تنِ بے جان تھا۔ اُس میں حاکمانہ شان کا مظہر نہ تھا۔ اِنسان پیدا ہوا تو گویا عالَم کے تَن میں جان آ گئی اور وہ مکمل اِنسان ہوگا۔ جس طرح انسان میں قویٰ (قوتین) ہیں اور اُن کے محل (مرکز) ہیں، اُسی طرح عالَم (Cosmos) میں ملائکہ (Angels) ہیں۔ اِنسان میں قوت علمی Faculty of knowledge) ہے اور اُس کا مرکز دماغ (Brain) ہے۔ عالَم میں بھی قوت علمی ہے اور اُسکا مرکز جبرئیل علیہ السلام ہیں۔ اِنسان میں قوتِ حیات (life) ہے، عالَم میں بھی قوتِ حیات ہے اُس کا محل میکائیل علیہ السلام ہیں۔ اِنسان کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے، عالَم کی موت کا مرجع عزرائیل علیہ السلام ہیں۔ اِنسان میں خیال ہے اور عالَم کا خیال عالَم مثال(World of simititude) ہے اور اُس کا مرکز اسرافیل علیہ السلام ہیں۔

ہر قوّت، خود کو دوسری سے اعلیٰ و افضل سمجھتی ہے۔ مگر اُسے معلوم نہیں کہ دوسری قوتیں کیا کرتی ہیں اور اُن سب پر حاکم و مدبّر(Supreme & Regulatory) کون ہے۔ حاکم کو اعلیٰ و ادنی (بڑے اور چھوٹے) سے نسبت و ربط (Connection) رہتا ہے۔ جزاء(Reward) دینا بھی حاکم کا کام ہے۔ اور سزا(Punishment) دینا بھی اُسی کا کام ہے۔ جب تک جامعیت(comprehensiveness) نہ ہو حکومت محال (Impossible) ہے۔ ملائکہ بھی اپنے اپنے کمالات (Excellences) پر خوش ہیں۔ جب حضرت انسان سے سابقہ پڑا یعنی علم کا علم سے مقابلہ ہوا تو سب کو اُس کے (آدمی یا آدمؑ) کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے بنی اور اِنسان کا کلمہ پڑتے ہی بنی یعنی آدم کی عظمت کو ماننا ہی پڑا۔

2۔**سوال**: کیا ماسوا اللہ تعالیٰ مُستند اِلَی اللہ (مخلوق) ہیں؟

جواب: ماسوا اللہ تعالیٰ یعنی مخلوق میں سے کوئی ایسا نہیں جو مستندِ الی اللہ(Authentic) نہ ہو۔ مادہ(Matter) یا اشیاء (چیزیں) جس پر صورتیں آتی ہیں، جس پر اَسماء وصفات الٰہیہ کا پرتو (تجلی) پڑتا ہے۔ وہ ہے کیا؟ وہ اصل میں، حقیقت میں، اعیان ثابتہ(Probate Architype) ہیں۔ معلوماتِ الٰہی کو جو علم الٰہی میں ہیں اعیان ثابتہ کہتے

ہیں۔اعیان ثابتہ کے وجودِ علمی کو "ثبوت" (Proof) کہتے ہیں۔اور اَشیاء یا مادہ کے وجودِ خارجی (External Existance) کو موجود (Contingent being) کہتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کے وجودِ خارجی کو "وجود" (Absotute Benig) کہتے ہیں۔اعیان ثابتہ کے علمِ الٰہی میں نمایاں ہونے کو فیض اقدس (Sanctified Beneficence) کہتے ہیں۔اور اُن کے موجود فی الخارج (Munifest) ہونے کو فیضِ مقدس (Consecreated Beneficence) کہتے ہیں۔

فیضِ اقدس سے چونکہ صرف ذوات وحقائق ،علم الٰہی میں نمایاں ہوتے ہیں۔لہذا اُس ہونے کو "جعلِ بسیط" (Princple Modulation) کہتے ہیں۔اور فیضِ مقدس سے ذات اور وجود کا اقتران (ربط ونسبت) ہوتا ہے اور وہ موجود فی الخارج ہوتی ہیں۔لہذا اِس کو جعل مرکب (Compound Modulation) کہتے ہیں۔

جس طرح موجودات خارجی (Manifestations) تخلیق (Creation) میں اللہ تعالیٰ کے محتاج (Dependent) ہیں، اُسی طرح معلوماتِ الٰہی یا اعیانِ ثابتہ بھی علمِ الٰہی میں نمایاں ہونے میں ذاتِ حق (Devine Unity) کے محتاج (Dependent) ہیں۔

صفت (Attribute) ہمیشہ اپنے موصوف (Person) کی طرف محتاج ہی ہوتی ہے۔پس مادہ بھی جو عینِ ثابتہ ہے محتاج الی اللہ ہے۔اِسی طرح تمام تجلیاتِ الٰہی بھی ذاتِ الٰہی (Divine Unity) کے محتاج ہیں کیونکہ وہ سب صفات الٰہیہ ہیں۔بعض لوگ مادہ اور روح (Soul) کو غیر مستند الی اللہ (غیر مخلوق) سمجھتے ہیں اور تین بالذات (Absolute) اور مستقل (Permanent) موجود کے قائل ہیں جیسے خدا مادہ یا بیٹا۔ روح یا جیو یا روح القدّس اور تثلیث (Thrinity) کے گورکھ دھندے (خام خیال اور توہمات) میں پھنسے ہوئے ہیں اور ضلالت اور شرک میں پڑے ہیں۔ درحقیقت اَعیان ثابتہ وتجلیات الٰہیہ (Devine Refulgances) سب اللہ تعالیٰ کی طرف مستند (Authentic) اور اسی کی ذات مقدسہ سے منتزع ومفہوم (Derived and understood) ہوئے ہیں۔

3۔**سوال:** وجود بالذات تو صرف ایک ذاتِ حقّہ (اللہ) ہے تو کیا متعدد مستقل ذوات ماننے سے شرک لازم آتا ہے؟

جواب: موجود بالذات (Absolute Being) تو صرف ذات حقہ (Devine Unity) یعنی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مستقل (Permanent) ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ (مخلوق) کا وجود بالعرض ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ (Bestowed) ہے، غیر مستقل (Temporary) ہے۔ یہ ہی توحید (Monotheseim) ہے۔صراط المستقیم ہے۔فلسفہ اسلام یا تصوف ہے۔اس

کے برخلاف متعدد ذواتِ مخلوق کو بالذات (مستقل) ماننے سے شرک لازم آئے گا لہذا یہ مشرکانہ فلسفہ ہے۔

4۔**سوال**: صوفیہ صافیہ کا فلسفہ اسلام یا ''تصوف الاحسان'' کیا ہے؟ ایک خاکہ پیش کرو؟

جواب: صوفیہ کے محاورے میں اسم ''اللہ'' کبھی ذاتِ حقہ کیلئے کہا جاتا ہے چونکہ ''وجود'' (The being) اُس کا عینِ ذات (Precise unity) ہے۔ لہذا اُس (وجود) کے مقابل صرف عدم (Non-Beings) ہے۔ ظاہر ہے کہ عدم تو موجود ہے ہی نہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ کے اُس مرتبۂ ذات میں کوئی مظہر (Manifestation) نہیں۔ اور کبھی اسم ''اللہ'' کہتے ہیں اور صفاتِ کاملہ (Devine Attributes) کا جامع (Comprehensive) اسم (نام) مراد لیتے ہیں گویا یہ اجمال (Abstract) ہے۔ تمام تفصیلِ اسماء صفاتِ الٰہی کا مظہر اور اُسکا آئینہ، اُس کا بندہ (عبد) وہ ہے جس کی بالکل نمائش نہ ہو اور تمام اَسماء وصفات الٰہیہ اُس (عبد) سے نمایاں و تاباں (Prominent & Refulgent) ہوں۔

ہر عینِ ثابتہ پر تجلی خاص ہوتی ہے اور وہ تجلی اُس کا ربّ کہلاتی ہے اور عین ثابتہ اُس کا مظہر و بندہ کہلاتا ہے۔ تجلی الوہیت (Devine Refulgent) مرتبہ وحدت میں ''رب الارباب'' (Sustainee of Sustainers) اور جامع جمیع صفات (Epitome of comprehensive Attributes) ہے تو اُس کا بندہ (عبد) یا اُس کا مظہر بھی ''عین الاعیان'' (Supreme Probat Architype) اور عین محمدی ﷺ ہے۔

مرتبۂ واحدیت میں شانِ الوہیت (Divinity) کے تفاصیل (Details) ہیں تو تمام اَعیان بھی عین العیان یا عینِ محمدی کے تفاصیل (Details) ہیں۔

ممکن (بندے) میں خواہ وہ کتنا ہی عظیم الشان ہو، عالی مرتبہ ہو، صاحبِ کمالات ہو، مظہرِ اسماء وصفات ہو، اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں نہیں پائی جاتیں۔ ایک، وجوبِ ذاتی یعنی، موجود بالذات (Absolute Being) ہونا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ ہے، دوم استغنائے ذاتی (Absolute Richness) کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفتِ خاصہ ہے۔ ممکن (بندہ) اللہ تعالیٰ سے موجود ہوتا ہے اور اس کا وجود بالعرض (Contingent Being) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا وجود بالذات (AbsoluteBeing) ہے۔ ''بالعرض''، ہمیشہ ''بالذات'' کا محتاج رہے گا۔ ''ممکن'' حالتِ وجود میں بھی موجود بالعرض ہی رہے گا۔ اُس کا اِمکانِ ذاتی، اُس کی بندگی کبھی اس سے الگ یا دور نہ ہوگی۔ ورنہ انقلابِ حقائق (Revolution of Facts) لازم آئے گا جو محال (Impossible) ہے۔

بہر حال ممکن اور بندے سے وجودِ ذاتی واستغناءِ ذاتی کبھی نمایاں نہ ہونگے بندہ ہمیشہ سرافگندہ (عاجز و کمتر) ہے۔

5۔**سوال**: ’’خود شناسی میں خدا شناسی ہے‘‘، اس قول کی صداقت سے مراد کیا ہے؟

جواب: ہم اپنے آپ پر غور کریں اور حق تعالیٰ کی طرف راہ نکالیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسَاهُمْ اَنْفُسَهُمْ (حشر 18) (ترجمہ) اے لوگو! نہ ہو جاؤ مانند اُن لوگوں کے جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے خود اُن کے نفسوں کو بھلا دیا۔ (یعنی وہ معرفت نفس سے محروم ہو گئے)۔ مشہور قول ہے ’’مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ‘‘ یعنی خود شناسی میں خدا شناسی ہے۔ جس نے خود کو جتنا جانا، اتنا ہی اپنے ربّ کو جانا۔

ذرا سوچو، غور کرو! اگر وجود ہمارا ذاتی ہوتا تو کبھی جدا نہیں ہوتا، ہمیشہ ہم کو لازم رہتا۔ کیونکہ ذات سے ذاتیات دور نہیں ہوتے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ہم بَیْنُ الْعَدَمَیْنَ ہیں یعنی دو عدم (Two Non-Existances) کے درمیان ہیں۔ پہلے بھی معدوم (Unfoud) تھے۔ چند روز بعد پھر معدوم ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا کہ جب وجود ہی ہمارے لئے ذاتی نہیں بلکہ بالعرض ہے تو کونسی صفت بالذات ہماری ہو سکتی ہے، ہرگز نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بالذات موجود ضرور ہے اور وہ ذات حقّہ ہے اللہ تعالیٰ ہے ورنہ وجود بالعرض کا بغیر بالذات کے لازم آئے گا جو محال (Imposible) ہے۔

اَلْعَبْدُ وَمَا مَلَكَتْ يَدَاهُ لِمَوْلَاهُ یعنی غلام یا بندہ کا کچھ نہیں ہوتا جو کچھ ہے آقا (اللہ) کا ہے۔ کمالات، وجودِ واجب تعالیٰ کی وجہ سے نمایاں ہوتے ہیں۔ بندے میں نقائص (Defaults) کا ہونا تو اُسکے عدم اور امکانِ ذاتی کا تقاضا ہیں۔ تو بندے کو چاہئے اپنے عیوب و نقائص میں خود کو اللہ تعالیٰ کے سپر (Shield) بنائے اور نقائص کو ذاتِ حق تک پہنچنے نہ دے۔ اور کمالات و محامد (Praises & Excellances) میں ذاتِ حق کو اپنی سپر (Shield) بنائے یعنی کمالات کو (اللہ تعالیٰ) کی طرف منسوب کرے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (سورۃ النساء۔79) یعنی جو تمہیں بھلائی پہنچتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تمہیں برائی پہنچتی ہے وہ تمہارے نفس کی طرف سے ہے۔ مختصر یہ کہ اِتنا ثابت ہے کہ ایک ذات حقہ، ایک واجب الوجود ہے اور وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ مگر اُس کے اسماء و صفات اور تفصیلات کا پتہ اُس وقت تک نہیں ملتا جب تک خود اِنسان اپنے پر غور نہ کرے جیسا کہ فرمانِ خدا تعالیٰ ہے وَفِي اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ یعنی کیا تم اپنے نفسوں میں غور نہیں کرتے۔ (سورۃ الذاریات۔21)

5۔ مقدمہ (Preface)

بخاری و مسلم شریف کی احادیث ہیں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپؓ نے فرمایا جس وقت ہم سرکار حضور ﷺ کے پاس تھے اُس وقت ایک شخص ہمارے پاس آیا، جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت کالے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اُس شخص کو جانتا تھا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔ اُس نے اپنے دونوں گھٹنے حضور ﷺ کے گھٹنوں کے پاس رکھے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے زانوں پر رکھے اور کہا۔ ''اے محمد ﷺ! مجھ کو ''اسلام'' سے خبر دو''۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو گواہی دے کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد ﷺ اُسکے رسول ہیں۔ نماز پڑھے، زکواۃ دے، رمضان کے روزے رکھے۔ حج بیت اللہ کرے اگر زادراہ ہو (حج کے سفر کا خرچ موجود ہو)۔ یعنیٰ ادائے ارکان دین کو ''اسلام'' قرار دیا۔ اُس نے کہا ''سچ فرمایا''۔ پھر اُس نے کہا، ''ایمان سے مجھے خبر دو''۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تو اللہ پر ایمان لائے اور اُس کے ملائکہ پر، اُسکے رسولوں پر اور یوم آخرت پر اور یہ کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہے (تقدیر پر) ''اُس نے کہا! ''سچ فرمایا''۔ (یہ ہی ایمانِ مفصل ہے)۔ پھر اُس نے کہا، ! ''مجھے احسان سے خبر دیجئے''۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''عبادت کر اللہ کی گویا کہ تو اُس (اللہ) کو دیکھتا ہے۔ اگر تو اُس کو نہیں دیکھتا تو یہ سمجھ کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے''۔ اُس نے کہا، ''آپ ﷺ نے سچ فرمایا''۔ پھر وہ شخص چلا گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، ''یہ جبرئیل تھے جو اعرابی کی شکل میں تمہیں تعلیم دینے کی غرض سے آئے تھے۔

ایک اور حدیث شریف جسکو معاویہؓ نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اُس کو دین کا 'تفقہ' (حق و باطل کی تمیز یعنی علم فقہ) عطا فرماتا ہے اور بے شک میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ (متفق علیہ)

اِن احادیث شریف سے ایمان، اسلام اور احسان کے بنیادی اصول و اثاثہءعقائد معلوم ہوتے ہیں جو اصل (Basic) ہیں۔ جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اسلام دنیا کے دور دور علاقوں و ملکوں میں پھیلتا گیا، اقتضاء(Need) زمانے کے لحاظ سے اصل اصول(Basic) عقائد میں مسائل کا حل قرآن، حدیث کی روشنی میں قطعی دلائل کے ساتھ اضافہ ہوتا گیا۔ یہ اضافہ کلیات (Fundamentals) میں نہیں بلکہ فروع (جزیات)

میں یعنٰی(Subsidiary Development) ہوتا رہا۔ یہ اضافہ یا اِرتقاع وترقی (Moderation)عینِ اصول (Precisely Basics Principle) ہے جو احادیث میں اوپر بیان کئے گئے ہیں۔لہذا خلاف اصول نہیں ہیں۔

چنانچہ ''ایمان'' کے باب میں ''علم ایمان وکلام'' کا اضافہ ہوا،''اسلام'' کے باب میں ''علم شریعت وفقہ'' تیار ہوا،اور''اِحسان'' کے باب میں ''علم طریقت وتصوف'' لازم ہوا۔ یہ تمام علوم میں اضافہ یا ارتقاع موافق اصل اُصول(کلیات) ہی ہیں۔ بدعت ہرگز نہیں ہیں جیسے کہ نادان حضرات کا خیال ہے۔ ہاں وہ نیا اضافہ جو خلافِ اصل اصول (کلیات) ہوتو ضرور وہ ''بدعت'' کہلاتا ہے جو منع ہے۔

دیکھو! ''اسلام'' ایک زندہ مذہب(Active Religion) ہے،اُس میں نوع انسانی(Human Beings) کے لئے قیامت تک کیلئے ہم آہنگ وعالمگیر ضابطہ حیات(Way of Life) موجود ہے۔یہی وجہ ہے کہ علماءحق اور مجتہدین نے زمانے کی ترقی اور تقاضوں(Need) کو پورا کرنے کیلئے مسائل کا حل،اصل اصولِ ایمان،اسلام واحسان کے خلاف گئے بغیر دریافت کرتے اور عوام کی بروقت رہنمائی فرماتے رہے ہیں۔

لہذا یہ بات واضح ہے کہ قرآن مجید وسنتِ رسول ﷺ کے بعد علماءحق میں،ائمہ حدیث،ائمہ فقہ اورانکے شاگران،اُسی طرح عارفین وصوفیہ صافیہ،اربابِ محققین سب کے سب حق (سچے) ہیں اور قابل تقلید ہیں کیوں کہ وہ سب قرآن وحدیث کی تشریح،تطبیق وتحقیق کے ذریعہ مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (سورۃ العنکبوت۔69) (ترجمہ) جولوگ ہماری راہ میں کوشش اور جدوجہد کرتے ہیں ہم اُن کو اپنے راستے (طریق) ضرور دکھادیتے ہیں۔

1۔**سوال**: فضیلتِ ''علم الاحسان''(علم تصوف) بیان کرو؟

جواب: فضیلت علم الاحسان(علم تصوف):۔ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ (القرآن)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ سب کچھ سکھادیا۔جس سے تم واقف نہ تھے۔

علم کی فضیلت وبرتری(Preference & Distinction)،محض معلوم(Known)ہی کی فضیلت سے ہوتی ہے۔

تو چونکہ علم تصوف میں اللہ تعالیٰ کی ذات(Unity) اور اسکے صفات(Attributes)واسماء(Epithets) سے بحث ہوتی ہے تاکہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی بخوبی معارفت (پہچان) حاصل ہوجائے اور یہی ''احسان'' ہے جس احسان کی طرف

حدیث شریف میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا تھا کہ بندہ کو عمل اسطرح کرنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا پھر یہ نہ ہوسکے تو اللہ تو ضرور اسکو دیکھ رہا ہے۔ اسلئے ''الاحسان'' یا علم تصوف کی فضیلت دوسرے علوم پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی فضیلت اس کی مخلوق (Creature) پر۔ بھلا کہاں خالق (Creator) اور کہاں مخلوق۔

2۔ **سوال**: محلِ علم سے کیا مراد ہے؟ علم وعمل کا باہمی ربط اور فوائد بیان کرو؟

جواب: محلِ علم (علم کا مقام) (Source of Knowledge):

علم (Knowledge) آنکھوں، کانوں، سے حواسِ خمسہ (Five Senses) کے ذریعے سے روح (Soul) کو آتا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ آنکھ دیکھ رہی ہے، کان سن رہے ہیں، حالانکہ یہ تو روح کے دیکھنے اور سننے کے ذرائع ہیں۔ اصل میں روح ہی دیکھ رہی ہے۔ روح ہی سن رہی ہے، کیونکہ روح ہی محلِ علم ہے۔

علم وعمل (Learning & action):

علم بے عمل یعنی عمل کے بغیر وبال (Burden) ہے اور عمل (Deed) بے علم ضلال (Astray) ہے۔

علم درحقیقت مثل درخت (Tree) ہے۔ اور عمل اُس کا ثمرہ (Fruit) ہے۔ ثمرہ بے درخت محال (Impossible) ہے اور درخت بے ثمرہ کے بے کار (useless) ہے۔ جس قدر علم صحیح اور قوی تر ہوگا اُسی قدر عمل درست اور بہتر ہوگا۔

3۔ **سوال**: کمال حاصل کرنے سے مراد کیا ہے؟

جواب: کمال (Perfection, Excellence):

کمال جس کو کہتے ہیں وہ کسی شئے (چیز) سے اَسماء، صفاتِ الٰہیہ (Devine Apithets & Attributes) کے ظاہر و نمایاں ہونے کا نام ہے۔ جس سے جس قدر اَسماء وصفاتِ الٰہیہ ظاہر و نمایاں (Manifest & appear) ہوں گے، وہ شئے اُتنی ہی کامل (Perfect) ہوگئی۔ اگر مرآۃِ دل (دل کا آئینہ) بالکل صاف ہو، خطرات بند ہوں، کوئی ذاتی خواہش باقی نہ ہو، تو وہ تجلی گاہِ حق ہوگا۔ مرآۃِ حقایق (Reflective of Facts) ہوگا۔

ایسا شخص اپنے آئینہ دل سے سریانِ نورِ وجود (نورِ الٰہی) کو ہر مخلوق میں مشاہدہ (Sighting) کرے گا۔ سچ پوچھو تو ایسا ہی شخص ''اِنسان'' (Human) کہلانے کے قابل ہوگا۔ تاجِ خلافت (CrownofVicegent) اسی کے زیبِ سر ہوگا۔

4۔**سوال**: صوفیہ کیسے لوگ ہوتے ہیں؟

جواب: صوفی(Obligacellent):

وہ فقیر و پاک نفس عارف ہے جس کی نظر ہمیشہ بالذّ ت (مطلق) وجود(Absaite Being) پر رہے۔ اُسی سے وہ فنائے افعال، فنائے صفات اور فنائے ذات تک پہنچتا ہے۔ صوفی ہر حال میں حق کا محتاج اور غیر حق سے بے غرض اور مستغنی ہوتا ۔ الغرض ایسا شخص جو سعیدِ ازلی (پاک نفس) ہو جس کا مکاشفہ (کشف) صحیح اور مشاہدہ(Observation) درست اور ماسوائے اللہ تعالیٰ سے قطعی بے تعلق ہو، اُسے ارباب طریقت (طریقت والے) بلحاظِ شخصیت وعظمت ''صوفی'' کہتے ہیں۔

5۔**سوال**: عالم اور فقیر (صوفی) میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟ کیا منافق اور متکلم برابر ہیں؟

جواب: عالم اور فقیر(Learned & Sprindicant):

واضح ہو ایک ظاہر (Intrinsic) ہے اور ایک باطن (Extrinsic) ہے۔ جو ظاہر اور باطن دونوں میں کمال رکھتا ہے وہ ''فقیر'' ہے۔ اور جو صرف ظاہر کا عالِم ہے، تو وہ منافق(Hypocrite_) ہے مگر متکلمین(Theoligiens) مولوی عالِم کہلاتے ہیں اور کمزور فقیر ہوتے ہیں۔

6۔**سوال**: کیا صوفی اور متکلم میں کبھی کوئی اختلاف بھی پایا جاتا ہے؟

جواب: صوفی اور متکلم(Obligacellent & Theoligien):

صوفی اور متکلم میں سے اگر کوئی قرآن مجید و حدیث شریف کے خلاف ایک بھی لفظ نکالے تو وہ حدودِ اسلام سے خارج ہو جائیگا۔ ہاں متکلمین وصوفین میں باہم کبھی کبھی کسی آیت یا حدیث کی تفسیر و تاویل میں اختلاف(Difference of Option) ہو جاتا ہے۔ ایسا اختلاف خود متکلمین میں بھی ہوتا ہی رہتا ہے۔

صوفی یا متکلم اپنے آپ کو معصوم(Free of Error) نہیں سمجھ سکتا۔ معصوم تو صرف انبیاء کی صفت ہے اور اُن سے خاص ہے۔ غیر معصوم کی عقل اور کشف دونوں غیر قطعی اور ظنی(Un-Certain) ہیں۔ اسلئے صوفی و متکلم دونوں میں کسی کو مقدور(Authority) نہیں کہ کسی اصل دین یا امرِ ثابت بوحیِ الٰہی کا اِنکار کر سکے کیونکہ یہ حقیقتاً تصدیقِ نبی (پیغمبر) کے خلاف ہوگا۔ گویا اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اِقرار ہی نہیں کیا۔

یاد رہے! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں ظاہر کی بھی تعلیم ہے اور باطن کی بھی تعلیم ہے۔ بعض لوگ ظاہر پر زور دیتے ہیں اور بعض باطن پر۔ حالانکہ ظاہر اور باطن دونوں کی صفائی اور ''تزکیہ'' کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر، سنت پر اتنا زور دے دیا کہ فرض کے برابر ہو جائے تو یہ غلطی ہے۔

7۔ **سوال**: منصوص اور غیر منصوص میں کیا فرق ہے؟

جواب: منصوص اور غیر منصوص (Definite & Undefinite order):

قرآن و حدیث متواتر کے ذریعے جو احکام قطعی (Definite Order) اور واضع (Clear) ہیں وہ ''منصوص'' ہیں۔ باقی سب اَحکام اِجتہادی (Analysed & Interpreted) ہے۔ یعنی جو چیز منصوص (قطعی) نہ ہو۔ غیر منصوص ہو، اُس میں اللہ تعالیٰ اِختیار دیا ہے کہ اِجتہاد کریں۔ یہ عمل کے لحاظ سے جدا ہوسکتا ہے۔ لہذا کسی بھی امام (مجتہد) کی تقلید کریں، اپنا اپنا مذاق (طبیعت) ہے۔ ہم کو حق نہیں کہ کسی امام (ابو حنیفہؒ، شافعیؒ یا کوئی امام) کو بُرا کہے۔ یہ ساری خرابی منصوص اور غیر منصوص میں فرق نہ کرنے سے ہے۔

8۔ **سوال**: کیا صوفی کا متکلم اور متکلم کا صوفی ہونا ضروری ہے؟

جواب: اَب ذرا اِس مثال پر غور کرتے ہیں! دن روشن ہو تو آنکھ نہ آفتاب (سورج) کو مُتحرک (Moving) دیکھتی ہے نہ سایۂ دیوار کو، مگر عقل (Intellegone) سمجھتی ہے کہ آفتاب بھی مُتحرک (Moving) ہے اور اُس کے ساتھ ساتھ دیوار کا سایہ بھی متحرک ہے۔ معلوم ہوا کہ حِس (Sense) سے عقل کا مرتبہ اعلیٰ ہے، اُسی طرح عقل سے کشف والہامِ ربّانی کا درجہ اعلیٰ وارفع ہے۔ ایک ''صوفی'' اُن تمام مدارج کو طے کر لیتا ہے جن پر ایک ''متکلم'' کی نظر ہے لہذا صووفی کا متکلم ہونا ضروری ہے گو وہ چند اِصطلاحات سے واقف نہ ہو۔ مگر متکلم کا ''صوفی'' ہونا ضروری نہیں۔ قرآن و حدیث کی دونوں تصدیق کرتے ہیں، مگر ''متکلم'' صرف عقل سے اور ''صوفی'' عقل اور کشف (Inspiration) دونوں سے۔

9۔ **سوال**: علم اور احساس کا کیا مرتبہ یا مقام ہے؟ اُسطرح علم اور معرفت میں کیا فرق ہے؟

جواب: علم اور اِحساس (Knowledge & Perception):

''علم'' کا منبع (خزانہ) تو اللہ تعالیٰ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے لیتے اور تقسیم کرتے

ہیں۔اَللّٰہُ یُعْطِیُ اَنَاَ قَاسِمُ (حدیث) سے یہی معلوم ہوتا ہے جب ''علم'' سرکارِ دوجہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہم تک پہنچتا ہے تو ''اِحساس'' (Perception) کہلاتا ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ کیلئے ''علم'' ہوگا اور ہمارے لئے اسکا ''اِحساس''، اللہ کیلئے احساس کہنا بدتمیزی ہے۔ ہر مقام کا ایک نام ہوتا ہے۔

علم ومعرفت (Knowledge & Gnosis) :

کسی چیز کا کلی یا اجمالی (Abstractively) طور سے جاننا 'علم' ہے۔ اور اُس کے تشخصات (Details) کے ساتھ پہچاننا ''معرفت'' ہے۔ ''علم'' چونکہ اللہ کی صفت ہے عِلْمُ اللّٰہ کہا جائے گا یعنی اللہ نے جان لیا یا اللہ کو علم ہوگیا۔ اسلئے ''علم'' سے پہلے جہل (Ignorance) ہونا ضروری نہیں کیونکہ جہل اللہ تعالیٰ کیلئے محال (impossible) ہے۔ اُسی طرح ''علم'' میں کمی یا زیادتی بھی ممکن نہیں۔ ہاں معرفت (پہچان) میں پہلے نہیں جانتے سو چیز جانتے ہیں کہنا درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عِلَمَ اللّٰہ ہے مگر عَرَفَ اللّٰہ نہیں کہا جائیگا۔ اِس سے معلوم ہوا ''علم'' کا لفظ اللہ تعالیٰ سے مستعمل (استعمال) ہوتا ہے اور ''معرفت'' کا لفظ بندے کیلئے مستعمل ہوتا ہے۔

وہم مٹ جائے خودی کا تو خدا ملتا ہے

وہم مٹ جائے خودی کا تو خدا ملتا ہے
بندہ بندہ نہ رہے گر تو مزا ملتا ہے

بحر و حدت میں جو قطرہ کہ فنا ہو تا ہے
نہ نشان ملتا ہے اُسکا نہ پتہ ملتا ہے

اپنی ہستی کو جو کردیتا ہے مولیٰ کی نذر
دنیا ملتی ہے الگ دین جداملتا ہے

جس کے دل میں ہو حسد، بغض، عداوت، کینہ
نہ اُسے ملتی ہے دنیا نہ خدا ملتا ہے

رنج و الم، درد و غم، آہ و بُکا اُنکے سوا
غیریت میں تجھے کیا تو، ہی بتا ملتا ہے

ہر گھڑی جبکہ مجھے رہتا ہے جاناں کا خیال
ہر جگہ مجھ کو سدا یار میرا ملتا ہے

یار ہے صورت اغیار میں جلوہ آرا
غیریت ہی سے حقیقت کا پتہ ملتا ہے

جب حجابات نظر سے میری اُٹھ جاتے ہیں
ہر تعین میں مجھے، یار میرا ملتا ہے

فکرِ وحدت میں ہمیشہ رہو شاغل خالؔد
یاد رکھو کہ اُسی رہ سے خداملتا ہے

حضرت خالؔد وجودیؒ

6: مکاتب فکر

(Schools of Thaught)

1۔**سوال**: قرآن فہمی اور عبد و رب کے ربط کے لحاظ سے کتنے ''مکاتبِ فکر'' پائے جاتے ہیں؟

جواب: قرآن فہمی اور ''عبد'' و ''ربّ'' کے ربط کے تعلق کے اَمر (Matter) میں چھ مذہب (Creed) ہیں جو مختلف الخیال ہیں۔

1۔اہل تسلیم	2۔اہل تفویض	3۔اہل تاویل
4۔اہل غیریت	5۔اہل وحدت	6۔اہل تحقیق

2۔**سوال**: اہل تسلیم، اہل تفویض اور اہل تاویل کا نقطہ نظر کیا ہے؟

جواب: اہلِ تسلیم (People of Acceptance):۔ یہ لوگ جو کچھ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے اس کو مانتے ہیں جسے ''اللہ تعالیٰ عرش پر ہے'' ہم مانتے ہیں۔ اہلِ تسلیم کے پاس الفاظ کی اہمیت ہے۔

اہل تفویض (People Entrusting):

اِن حضرات کا ماننا ہے کہ یہ بات حق ہے۔ اُس کے معنے اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ قرآن میں کی ہر چیز کو ماننا ضروری نہیں۔ بہت سے باتیں ایسی ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے چھپا دیا ہے اور اپنے خاص بندوں کو بتاتا ہے۔ اہل تفویض کہتے ہیں کہ ہم یہ معنے اُس کے سمجھتے ہیں لیکن اصل کیا ہے اللہ پر چھوڑتے ہیں۔

اہلِ تاویل (People of Interpritation):

کسی قرآنی آیت کے معنوں کا تعین اپنی عقل سے کرتے ہیں اور کہتے ہیں، اس کے معنی یہ ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْ فِيْنَا لَنَهْدِ يَنَّهُمْ سُبُلَنَا (ترجمہ) جو لوگ ہمارے (اللہ کی) راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم انھیں اپنی راہیں سمجھا دیتے ہیں (سورۃ العنکبوت 69)۔ اِس لئے ہم کوشش کر کے یہ معنی سمجھے۔ تاویل کے معنی ہیں حاصلِ مفہوم۔

3۔**سوال**: اہل غیریت اور اہل وحدت کا کیا ماننا ہے؟

جواب: اہل غیریت (People of otherness):

اِن لوگوں کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اور ہم کو کیا جوڑ (بَرابری)۔ اللہ نے ہم کو پیدا فرمایا ہم پیدا ہو گئے۔ وہ اللہ ہے اور ہم بندے ہیں۔ ہم کو اللہ سے کیا نسبت، اللہ الگ اور بندہ الگ۔ بالکل الگ۔ صرف تخلیق (پیدا کرنے) کا ربط ہے۔

اہل وحدت(People of Indefinity):

اِن لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں۔ بس اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں۔ تم کیا ہو۔ تمہارا وجود کیا ہے۔ بقول اَلآ کُلُّ شَیِی ءٍ مَا خَلَا اللّٰہُ بَاطِلُ (اللہ تعالیٰ کے سوا سب باطل یعنی جھوٹ ہے)۔ باطل کو باطل اور حق کو حق سمجھنا ہی اُنکا حق دینا ہے۔ تم خیالی ہو۔ تم لغو ہو۔ خدا حق ہے۔ دو حق نہیں ہو سکتے۔

4۔**سوال**: اہل تحقیق کی فکری کاوِیش کیا ہے؟ اور اُن کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اہلِ تحقیق(People of Research):

ان کا ماننا ہے کہ وجود بالذّات(Absdute Being) تو اللہ تعالیٰ کا ہے ہم اِنتزاعی(Derivative) ہیں اللہ تعالیٰ سے یعنی وجود ہمارا وجود بالعرض(Contingent) ہے، دیا ہوا ہے اللہ کا۔ اِن لوگوں میں پھر دو قسم کے ہیں۔

1۔شہودی		2۔وجودی

شہودی(People of Immense):

اُن کا ماننا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک پلان(Plan) کے تحت خیال میں دنیا کا کھیل(Drama) چلا رہا ہے۔ یعنی یہ دنیا کیا ہے۔ سب خیال کا تماشہ ہے۔ کس کا؟ اللہ تعالیٰ کا۔ یہ لوگ ''وحدتُ شہودٗ'' والے کہلاتے ہیں۔

وجودی(People of Being):

اُن لوگوں کا ماننا ہے کہ اللہ تعالیٰ خود تنزل(Decend) کرتا چلا جا رہا ہے۔ دوسرے ہے کہاں؟ گویا اللہ تعالیٰ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ''عابدٗ'' ہونے کی۔ دوسرے ''معبودٗ'' ہونے کی۔ خود ہی عابد خود ہی معبود۔ معبود رہے گا مرتبہ ''واحدیت'' تک اور عابد رہے گا بعد خلق کے، لیکن اِس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی پر کوئی حرف نہیں آتا۔ عظمت و کبریائی اُس کی ایک صفت کا نام ہے۔ کیا تم اُس کی ایک صفت میں رہ گئے۔ اٹک گئے؟ یہ ''وحدت الوجودٗ'' ہے اور ایسے خیال والوں کو ''وجودی'' کہتے ہیں۔

5۔ **سوال**: اِن تمام مکاتبِ فکر میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: واضح ہو کہ ''وحدت الشہو د'' والے ادب (Etiquatte) سے قریب ہیں اور ''وحدت الوجود'' والے حضرات واقعیت (Facts) سے قریب ہیں۔

اہل تحقیق حضرات ٹھیک راستہ پر ہیں کہ جب معاملات (لوگوں سے) کریں تو ادب کو ملحوظ رکھیں۔ یعنی ''وحدت الشہو د'' میں رہنا اور جب تنہائی، میں، عبادت میں ہوں تو حقیقت (واقعت) کے لحاظ کرتے ''وحدت الوجود'' میں رہنا۔

......باالفاظ دیگر ادب کا لحاظ کرتے ''وحدت الشہو د'' حق ہے اور حقیقت کا لحاظ کرتے ''وحدت الوجود'' حق ہے۔ ایسے لوگ صوفی وفقیر کہلاتے ہیں۔ جہاں تک قرآن فہمی کا تعلق ہے اہل تاویل مکتبِ فکر کا طریق حق ہے، درست ہے۔ یہ لوگ ''مولوی'' کہلاتے ہیں۔

......''شہودی'' ہو کہ ''وجودی'' ''مولوی'' ہو کہ ''فقیر'' (صوفی) یہ سب اپنی جگہ درست اور سیدھے راستے پر ہیں۔ اور سب ہی باتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ گو ہیں مختلف الخیال۔

......حقیقتِ وجود (اللہ تعالیٰ) ایک ہی ہے۔ زیادہ ہرگز نہیں۔ یہ ہی ''توحید'' (Monotheism) ہے۔ اِس حقیقت سے کب انکار ہوتا ہے؟ کون سا صوفی ہے جو حقیقتِ اشیاء کا قائل نہیں۔ کون سا مسلمان ہے جو خدا کے سوا کسی اور کے وجود بالذات (Absolute Being) ہونے کا قائل ہے۔ نہیں۔ ایسا ہرگز نہیں۔

7۔ توحید (Monotheism)

1۔**سوال**: توحید کے متعلق ایک تحقیقی نظر ڈالو؟

جواب: توحید کے متعلق تحقیقی نظر: اب ہم توحید کے متعلق تحقیقی نظر(A close look) ڈالتے ہیں اور اُسکا صحیح مفہوم جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔

شئے (چیز) کی تعریف (Defination) :۔

1۔ شئے وہ ہے جس کے متعلق کچھ خبر دے سکیں۔ دیکھو! شئے کے اِسی مفہوم (معنی) میں اللہ تعالیٰ بھی شامل ہے۔

2۔ شئے وہ ہے جس پر لفظ صادق(Evident) آتا ہے اور اُسے ''مصداق'' (Evidence) کہتے ہیں۔

لفظ ''ہے'' اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے اسلئے ''ہے'' کا مصداق اللہ تعالیٰ ہے۔

معلوم ہوا کہ جب ''ہے'' اللہ تعالیٰ پر صادق آتا ہے اور ''ہے'' کا مصداق(Evidence) اللہ تعالیٰ ہی ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں۔ یہ اُس بات کی دلیل(Evidence) ہے جو اِس عربی مقولہ اَلَا کُلُّ شَیْیءٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِلُ '(ہاں ہر چیز اللہ تعالیٰ کے سوا باطل ہے جھوٹ ہے) میں کہی گئی۔

یہی بات اس حدیث شریف سے بھی ثابت ہے۔ اَصْدَقَ کَلِمَةُ قَالَهَا الْعَرَبُ اَلَا کُلُّ شَیْیءٍ مَا خَلَا اللّٰهُ بَاطِل (ترجمہ) سب سے زیادہ سچی بات وہ ہے جو عرب نے کہی کہ ہاں ہر چیز جو خدا کے سوا ہے، باطل ہے۔ (حدیث)

......اب اور آگے غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ''ہے'' سے پہلے کیا کوئی چیز ہے۔ اگر ہے تو وہ ''ہے'' ہی ہے۔ اور 'ہے' کے بعد کچھ ہے ...... تو 'ہے' ہی ہوسکتا ہے۔

......جو شئے ایسی ہو کہ اُس سے پہلے کوئی اور شئے (چیز) نہیں۔ اُس کے بعد کچھ نہیں اور پھر یہ کہ ''ہے'' کو ہر شئے یا چیز کے ساتھ لگاتے جاؤ تو سب میں ''ہے'' موجود ہو۔ اور اُس ''ہے'' کا مصداق (Person or Evidence) اللہ تعالیٰ ہی ہو تو اب اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ باطل ہے یعنی ہے ہی نہیں۔ اور جو ''نہیں'' ہوگا یا ''نہیں'' ہے، وہ کب ہوسکتا ہے۔ یعنی ''نہیں'' کا کوئی مصدق ہی نہیں۔ بس ''نہیں'' سے عدم(Lavide) یعنی نہ

ہونا سمجھ میں آتا ہے جو ''وجود'' کے مقابل (خلاف) ہے۔حالانکہ ''عدم'' اور پھر ''ہونا'' کیا بات؟ معلوم ہوا کہ ''عدم'' کا کوئی ذاتی وجود نہیں۔عدم صرف سمجھ میں (خیال میں) آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ (Almighty)

2۔**سوال**: توحید الٰہی سے ہمارا کیا مطلب ہے؟

جواب: اِس حسب بالا تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ جب ''ہے'' سوائے اللہ تعالیٰ کے کچھ نہیں، تو یہ جو ''ہے'' کے ساتھ لگاتے ہیں یا کہتے ہیں وہ ''وجودِ حق'' ہی ہے۔

اب اگر ''ہے'' کا خارجی وجود (External Existance) دیکھیں تو یہاں ''ہے'' کی دو قسم یا دو اعتبارات (Credance) کرنے پڑھتے ہیں۔

1۔ بالذات (Absolute) 2۔ بالعرض (Contingent) یا عطا کردہ۔دیا ہوا۔

1۔ اللہ تعالیٰ کا وجود بالذّات (اصلی) (Absolute Being) ہے۔

2۔ ماسواء اللہ تعالیٰ کا کوئی اصلی وجود نہیں۔مخلوقات کا وجود عطیہ خداوندی ہیں یعنی وجود بالعرض (Contingent Beings) ہیں۔

3۔**سوال**: کفر اور اسلام کا دارومدار کن حقائق کے سمجھنے پر منحصر ہے؟

جواب: خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ بالذّات (Independent)، باقی سب بالعرض (Dependent) یعنی اللہ تعالیٰ کے ''وجود'' سے ہیں۔کفر اور اسلام کا دارومدار بالذات و بالعرض سمجھنے پر ہے۔چنانچہ معلوم ہو کہ!

خدائے تعالیٰ..........مطلق (Absolute)، و باقی سب (Confined) مقید ہیں۔

خدائے تعالیٰ..........حقیقی (Primonial)، و باقی سب (Reflective) اضافی ہیں۔

خدائے تعالیٰ..........عین (Precise)، و باقی سب (Possible) ممکن ہیں۔

......اگر بالعرض یعنی مقید (مخلوق) پر اتنا ذور دیں کہ بالذّات یعنی مطلق (خالق) کی حد تک پہنچ جائے تو یہ ''شرک'' (Polytheism) ہوگا۔جیسے یہ کہیں کہ ہم اللہ کے جیسے ہیں۔اُسکی جیسی قدرت رکھتے وغیرہ۔یہ شرک ہے۔

......اور اگر مطلق یا بالذّات پر مقید یا بالعرض کے احکام لگائیں تو ''زندقہ والحاد'' (Hypocracy & Atheism) ہوگا۔جیسے یہ کہیں کہ ''اللہ ہمارے جیسا ہے۔ہنستا ہے روتا ہے، کھاتا پیتا ہے وغیرہ'' یہ زندقہ ہے۔الحاد ہے۔

دیکھو! لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے بالذّات (Absolute) کوئی نہیں۔
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سے حقائق اشیاء ثابت مگر بِالْعَرَضْ (Contingent)۔گویا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے ''توحید'' آئی۔ اور محمد رسول اللہ سے ''زندقہ'' سے بچایا گیا۔

اسلام (Islam) :

4۔**سوال**: اسلام ایک فکری مذہب ہے یا عملی؟ اسلام میں ''اعتدال'' کی کیا اہمیت ہے؟
جواب: ایک فکری (نظیری) نہیں، عملی فلسفہ (دین) ہے۔لہذا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر گُم ہو جانا نہیں ہے بلکہ محمد رسول اللہ کہہ کر عملی (Practical) ذمہ داریوں کو قبول کرنا اور اُن کو پورا کرنا ہے۔

دیکھو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد لوگوں میں ''توحیدِ محض'' (صرف توحید) کا رنگ ایسا چھایا تھا کہ لوگ راہب، تاریکُ الدّنیا (Monk) ہو کر رہ گئے۔اور زندقہ والحاد پھیل گیا تھا۔کیوں کہ بالعرض (مخلوق) سے لاپروہی ہوگئی تھی۔اِسلئے اب محمد رسول اللہ کہہ کر بندے کی ذمہ دایوں سے باخبر کیا گیا۔ہر چیز کا حق اَدا کرنے کی تعلیم دی گئی۔محمد رسول اللہ ''حقائق اشیاء'' (Facts of Things) بن کر تشریف لائے۔اور حقوقُ اللہ کے ساتھ ساتھ حقوقُ العباد کی ادائی پر زور دیا یعنی تعلیم دی۔

......یاد رہے! کہ صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے سے مسلمان نہیں ہوتے۔کیوں کہ وہ ''حقائق اشیاء'' سے انکار کر رہے ہیں۔اور ایسا کرنا زندقہ والحاد ہے۔جب تک مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہے ''حقائقِ اشیاء'' کا اقرار نہ ہوگا۔ لہذا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے اور اُس پر قائم ہو جانے سے ایمان کی تکمیل ہوگی۔
......مگر ایک بات اور بھی ہے کہ جہاں تک تعلیم اور ہدایت (Guidance) کا تعلق ہے، جب جب ''وجود بالذات'' (Absolute Being) یعنی اللہ تعالیٰ سے بے التفاتی (غفلت) ہوتی ہے، تب ''توحید'' والے (اللہ والے) زور دیتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر یعنی کہتے ہیں اللہ کے سوا ہے کون؟ اُسکے سوا جو کچھ ہے باطل (جھوٹ) ہے اور جب جب اَحکام الٰہی سے پہلوتہی (لاپرواہی) ہوتی ہے تو کہنے والے زور دیتے ہیں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا ضروری ہے۔ ہر ایک کو اُسکا حق دینا ضروری ہے۔

توحید الی اللہ

تیرے راز نہفتہ کو مولا، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے
ہے ذات تیری بے چون وچرا کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

تیری ذات احد ہے تو ہے صمد، نہیں تیرا مقابل دنیا میں
تو سب سے منزہ، سب سے سوا، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

تیرا نور ہی ارض وسما میں ہے، ذرّات دوعالم تیرا ظہور
تو سب سے نہاں، سب سے پیدا، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

ہے سب سے مطہرّ ذات تیری، اور تیرا وجود مقدس ہے
نہیں کون ومکان میں تیرے سوا، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

تو آیا احد سے احمد ﷺ میں، اُسی میم سے سارا ظہور ہوا
تو نہ ہوتا تو کچھ بھی نہ ہوتا، کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

میں کون ہوں میری عقل ہے کیا، جو کُنہہٗ ذات کو پاسکتی
خالؔد ہے فقط اک بندہ تیرا کوئی کیا سمجھے کوئی کیا جانے

حضرت خالؔد وجودیؒ

8۔ ضروری اصطلاحات

Essential Terminologies

لفظ (World):

1۔**سوال**: ''لفظ'' کی تعریف بیان کرو؟

جواب: 1۔ لفظ معنٰی دار (Meaningful) کو''موضوع'' کہتے ہیں جیسے'انسانیت'اور بے معنٰی لفظ کو''مہمل'' (Meaningless) کہتے ہیں جیسے''واکم''(کوئی معنی نہیں)۔

2۔کبھی لفظ کے ساتھ معنٰی اور معنٰی کے ساتھ اُس کا مصداق (Evidence) ہوتا ہے جو خارج میں (Externally) پایا جاتا ہے۔اور اُسی پر یہ لفظ اور معنٰی صادق (True) آتے ہیں۔جیسے''اِنسان'' کے مصداق زید، عمر یا بکر ہیں۔لہذا مصداق وہ خارجی (Externally existing) شئے (Thing) ہے جس پر لفظ (word) صادق (Evident) ہوتا ہے۔

3۔بعض دفعہ''لفظ'' کے معنٰی تو ہوتے ہیں مگر خارج میں اُس کا مصداق نہیں ہوتا۔جیسے''عنقا'' (Phenix) کہ اُسکا مصداق خارج میں موجود نہیں۔

وجود (Being or Existence) :

2۔**سوال**: لفظ''وجود'' کتنے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے؟ مثال کے ذریعے سمجھاؤ؟

جواب: لفظ''وجود'' تین معنوں میں اِستعمال ہوتا ہے۔

1: مابہ الموجودیۃ (Essence of Existence):

وہ خارجی شئے ہے جس کو دیکھ کر ہونے (ہے) کے معنٰی سمجھے جاتے ہیں۔

2: کون وحصول (Cosmic Perception):

''ہونے (ہے) کے معنٰی'' جو مابہ الموجودیہ (شئے) کو دیکھ کر سمجھے جاتے ہیں۔مثلاً''زید'' کو ہم دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں''زید ہے''۔

پس''زید'' مابہ الموجودیۃ ہوا اور یہ''ہے'' کون وحصول کہلایا۔معلوم ہوا''کون'' (Cosmic) انتزاعی

(سمجھنے آنے والے)معنےٰ (Meaning) ہیں جو ذہن (Mind) میں رہتے ہیں۔

3: ظہور (Manifestalion):

پہلے سے موجود شئے کا کسی عالَم (World) یا کسی مقام میں ہونا ''ظہور'' کہلاتا ہے۔

ذرا اِس مثال پر غور کرنے سے ''وجود'' کے تینوں معنے بہ آسانی سمجھ میں آ سکتے ہیں۔

''زید'' کو پیدا ہوئے کئی سال ہوئے۔ ''زید'' ایک شئے (شخص) ہے جس میں اَصل اُسکی ذات ہے لہٰذا اُسکے پیدا ہوتے ہی اُسکا ''مابہ الموجودیۃً'' موجود ہوگیا۔ یعنٰی وہ اِس قابل ہوگیا کہ اُس سے ''وجود'' کو انتزاع کریں۔ اور سمجھیں کہ وہ ''موجود'' ہے۔ اِس سمجھنے یا انتزاع کرنے کے مرتبہ کو ''کون وحصول'' کہتے ہیں۔ اور چونکہ وہ (زید) عالَمِ شہادت یعنی دنیا میں آیا ہے، پیدا ہوا ہے تو اُس کا دنیا میں ''ظہور'' ہوا کہیں گے اور ظہور ہونے کے لحاظ سے اُسکو ''موجود'' بھی کہتے ہیں۔ یاد رہے کہ لفظ ''موجود'' مخلوق کے ہونے (Existence) کو ظاہر کرتا ہے۔

وجود (Being): کسی شئے کا ''ہونا'' (Being) جس پر آثار (Traces) مُرتب (لاگو) ہوتے ہیں۔ لفظ ''وجود'' (Being) اللہ تعالیٰ کے ہونے کیلئے مستعمل (اِستعمال) ہوتا ہے۔

3۔ **سوال**: ذات، صفت، اسم، فعل اور اثر کی تعریفات بیان کرو؟

جواب: ذاتِ (Person/unity):۔ وہ مستقل (Permanent) شئے جس میں غیر مستقل شئے یعنی ''صفات'' ہوتے ہیں۔ یعنی موصوف (Person) اور متصف (صفت والا) کو ''ذات'' کہتے ہیں۔

صفت (Attribute): صفت وہ غیر مستقل شئے ہے جو کسی مستقل شئے (ذات) سے متعلق ہو یعنی ''ذات'' میں پائی جاتی ہو۔

اسم ((Name/Apithet): ذات اور صفت کے مجموعہ (Combination) کو ''اِسم'' کہتے ہیں۔

پس ''قدرت'' (Omniputence) ''صفت'' ہے، ''اللہ'' اُسکی ''ذات'' ہے، ''قدیر'' اسکا ''اِسم'' ہے۔

کیوں کہ اسم ''قدیر'' اللہ تعالیٰ کے صفتِ قدرت سے موصوف ہونے پر دلالت کرتا (Evident) ہے۔

اُسی طرح رحمانیت، رحیمیت صفات ہیں۔ ذاتِ حق اُن صفات کی ذات یا مُسمّٰی ہے۔

فعل (act): فعل وہ غیر مستقل شئے ہے جو مستقل شئے (ذات) میں ہو کر دوسرے پر اثر کرتی ہے۔ یعنی 'فعل' متعدی (Transitive) ہوتا اور اُس کا اثر دوسرے پر پڑتا ہے۔

اَثر (Traces) :۔ وہ شئے (چیز) جو فعل کی وجہ یا اَثر سے پیدا ہوگئی ہو۔ یعنی موجود بالغیر ہوگئی ہو۔ گویا ہمارا ''وجود'' اثر ہے اسماء وصفات الٰہی کی تجلّی کا۔

4۔**سوال**: صفتِ انضمامی اور صفتِ اِنتزاعی اور کذب کی تعریفیں اور فرق بیان کرو؟

جواب: **صفتِ اِنضمامی**: وہ صفت (غیر مستقل شئے) جو ذات (مستقل شئے) سے وابستہ اور اُس سے قائم ہو کر موجود ہو۔ خود علحدہ موجود نہ ہو سکے جیسے دیوار کی سپیدی (Whiteness)۔

صفت اِنتزاعی: وہ صفت جو خارج (External) میں خود موجود نہیں رہتی مگر خارج میں اُسکا موصوف یا منشا (ذات) اِس طرح واقع ہوتا ہے کہ اُس سے صفتِ انتزاعی سمجھ میں آجاتی ہے یا اِنتزاع کی جاسکتی ہے۔ جیسے ''اُوپر''، ''نیچے''۔

کِذب: جھوٹ کو کہتے ہیں۔ وہ جھوٹ جسکو واقع، خارج، یا نفس الامر (Factual) سے کوئی علاقہ، کوئی ربط، کوئی تعلق نہیں رہتا۔ مثلاً ایک شخص جو ''شامی'' (شام کا رہنے والا) ہے ہمارے سامنے بیٹھا ہے۔ یہ ایک واقع، خارج، نفس الامر ہے جس سے اُسکی ''ذات'' معلوم ہوئی، گوراپَن معلوم ہو جو ''صفتِ انضمامی'' ہے، بیٹھا ہوا ہونا معلوم ہوا جو ''صفت انتزاعی'' ہے۔ اس بیٹھے رہنے کے وقت کوئی اُس کو کھڑا کہے، یا گورے کے عوض کالا کہے، یا شامی کو مصری یا غیر موجود کہے تو یہ خبر کاذِب، جھوٹ اور خلافِ واقع بیان، غیر نفس الامری حکایت ہے۔

5۔**سوال**: توحیدِ وجودی، توحیدِ حقیقی اور توحیدِ حکمی میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: **توحیدِ وجودی** (Monothism in Being): وجودِ مطلق (Absolute Being) کو بالذات (Realy, Original) ایک جاننا ''توحیدِ وجودی'' ہے اور یہ ہی مرتبہ وحدتِ مطلقہ الٰہی کہلاتا ہے۔

توحید حقیقی (Factual Monothiesm): ایک ہی شئے کو ایک کی حیثیت سے دیکھنا یعنی ذات الٰہی (Divine Unity) کو احد (ایک) ہی جاننا ''توحید حقیقی'' ہے اور یہ ہی مرتبہ احدیتِ الٰہی کہلاتا ہے۔

توحیدِ حکمی (Infallible Monotheism): کثرتِ شئے کو بحیثیت اجمال (Comprimensively) (ایک) دیکھنا یعنی ذات الٰہی کو صفات الٰہی کی قابلیت کے ساتھ واحد (ایک) جاننا ''توحید حکمی'' ہے اور یہ ہی مرتبہ وحدتِ الٰہی کہلاتا ہے۔

6۔ **سوال**: علم بسیط اور علمِ مرکب میں کیا فرق ہے؟

جواب: علم مرکب (Compuound Knowledge): واحد (ایک) کو بھی کئی ایک جہت یعنٰی متعدد جہتوں (Directions or angles) سے دیکھنا یعنٰی ذاتِ الٰہی کو صفات و اسماء الٰہی اور تجلیات کے ساتھ جاننا ''علم مرکب'' ہے اور یہ مرتبہ واحدیتِ الٰہی کہلاتا ہے۔

علم بسیط (Principle knowledge): کئی اشیاء کے متعلق اجمالی علم (وحدت میں) ہونا۔ تفصیل سے گزیر کرنا علمِ بسیط ہے۔ یہ ہی ''توحیدِ حکمی'' بھی ہے۔

7۔ **سوال**: ''حضور'' سے کیا مراد ہے اور اسکی حقیقت کیا ہے؟ فنا فی اللہ، فنا الفناء اور غفلت کن احوال کا نام ہے؟

جواب: حضور (Divine Presence): علومِ مرکب کو ہٹا کر واجبُ الوجود (حق تعالیٰ) کا علم ایسے رہنا کہ ہمیشہ یا اکثر جمیعت (Comprehensivenness) یعنی وحدت (indefinity) میں رہنا ''حضور'' کہلاتا ہے۔

فنا فی اللہ: بالفاظ دیگر جو تفرقہ (Dissension) ماسوا اللہ کے دل میں آنے سے پیدا ہوتا ہے اُس سے گریز (Desistor Avoid) کر کے جمیعت (وحدت) میں پناہ لیناہی ''حضور'' ہے اور یہ ہی 'فنا فی اللہ' ہے۔ یہ ہی 'توحیدِ حکمی' بھی ہے۔

فنا الفناء: 'حضور' یعنٰی وحدت میں پناہ لینے کے شعور (اِحساس) سے بھی فناء ہو جائے (حضور کا اِحساس ختم ہو جائے) تو یہ ''فنا الغنا'' ہے۔ 'توحید حقیقی' ہے۔

غفلت (Negligence): کئی اَشیاء کے متعلق اجمالی علم (وحدت) کے اِحساس میں نہ رہنا یہ ''غلفت'' ہے۔ یعنی ''توحیدِ حکمی'' میں نہ رہے تو ''غفلت'' ہے۔

8۔ **سوال**: وجودِ حق اور وجودِ ممکن (بندہ) میں کیا فرق اور کیا نسبت ہے؟

جواب: وجود حق بالذات (Primordial or Absolute Being): اللہ تعالیٰ اکیلا تھا۔ اُس کے ساتھ کچھ بھی موجود نہ تھا۔ پس وہ ہی اول ہے بلا اِبتداء کے اور وہ ہی آخر ہے بلا انتہا کے۔

ممکن یا مخلوق: یہ بات بھی مانی ہوئی ہے کہ کوئی چیز (شئے مخلوق یا ممکن) بغیر وجودِ مطلق کے پیدا اور 'صورت نما' نہیں ہوتی۔

چونکہ اللہ تعالیٰ کا وجود بالذات (مطلق) ہے؟ ذاتی ہے۔ اسلئے کسی 'ممکن' یا بندہ کے موجود ہونے کیلئے وجودِ مطلق کے پرتوَ (تجلی ریز) ہوئے بغیر چارہ نہیں۔

کرعطا صدقہ اپنی رحمت کا

پالیا بھید جب سے وحدت کا کھل گیا راز سارا کثرت کا
پارہا ہوں جو حق کو اپنے میں یہ نتیجہ ہے غرقِ الفت کا
گم ہوں اور حدِّ گم سے ہوں برتر کیا بتاؤں کمال حیرت کا
جلوہ آنکھوں میں دل میں ہے اُسکا لطف اندوز ہوں میں جلوت کا
تیرے صدقے میں وہم سے چھوٹا پالیا عمل استقامت کا
رات دن ہوں حضوریِ حق میں پردہ اب اُٹھ گیا ہے غفلت کا
جان دے دی جو تیری اُلفت میں مرحلہ طئے ہوا محبت کا
نفس کی معرفت ہے حق کی شناخت ماننا اقتضاء ہے فطرت کا
راہِ توحید میں ضروری ہے چھوڑنا پہلے اپنی عادت کا
چل کے کرچاک دامنِ صحرا یہ تقاضا ہے جوشِ وحشت کا
روزِ محشر خدا کے آگے مجھے ہے بھروسہ تیری شفاعت کا
چشمِ حق بیں ہے محو دیدِ حق کیا بگاڑے حجاب غفلت کا
اُٹھ نہیں سکتا سر ہے صرفِ سجود مِل گیا جب سے در عبادت کا
دِیدنِ حق سے ہٹ کے دیکھوں غیر وقت اتنا کہاں ہے فرصت کا

قابلیت نہیں ہے خالدؔ میں
کر عطا صدقہ اپنی رحمت کا

حضرت خالدؔ وجودیؒ

مراتب داخلیہ (Intrinsic-States)

9۔**سوال**: مراتبِ داخلیہ الٰہیہ میں ''احدیت'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: اَحدیت(Infinity): اللہ کی ذات (Unity) یکتا ہے۔ کسی کو اسکی بارگاہِ عزت (ذاتِ الٰہی) میں شرکت (دوئی) کی گنجائش نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس مرتبہ کو ''احدیت'' کہتے ہیں یہ مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ہے اور اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ (حٰم السجدہ۔54) ہے یعنی اور اللہ ہر شئے کو احاطہ کئے ہوئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات (احدیت) پاک ہے اور ہمارے خیال و قیاس، وہم و گمان سے پَرے (آگے) ہے۔ جو کچھ بھی اُس کے بارے میں بیان کیا گیا۔ سنا گیا اور پڑھا گیا وہ اُس سے بھی اَرفع و اعلیٰ (Su preme) ہے۔ اُسکی توصیف (Praised & Discription) میں اَب بھی ہم اُسی طرح ہیں جیسے ابتداء میں تھے۔

10۔**سوال**: مراتب داخلیہ میں ''واحدیت'' سے مراد کونسا مرتبہ ہے؟

جواب: واحدیت (Multiplicity) : مرتبہ اَحدیت جو مرتبہ ذات ہے اُسکے بعد صفات کا مرتبہ ہے جس کو ''واحدیت'' کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے تمام صفات (Attributes) میں سب سے افضل صفت ''علم'' (Divine knowledge) ہے۔ اُس کے بعد قدرت (Omnipotence) کا درجہ ہے۔ ساری اشیاء (چیزیں) خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی، پہلے ہی سے علمِ باری تعالیٰ میں ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ (سبا۔3) ترجمہ: رائی کے دانے کے برابر کوئی چیز بھی آسمانوں اور زمین کی اُس کے علم سے باہر نہیں۔

11۔**سوال**: معلوماتِ حق تعالیٰ سے مراد کیا ہیں؟ اور یہ کتنی قسم کے ہیں؟

جواب: **معلوماتِ باری تعالیٰ** (Divine Awareness): معلومات الٰہی کو جو اُسکے علم میں ہیں ''اعیان ثابتہ'' (Probate Architype) یا حقائق اشیاء (Facts of things) بھی کہتے ہیں پس ''عیان ثابتہ'' علمِ الٰہی میں ہیں۔ اِس وجودِ علمی کو ''ثبوت'' کہتے ہیں۔ (عین کے معنی حقیقت ممکن یا چیز کے ہیں اور اَعیان اُسکی جمع ہے۔)

اعیانِ ثابتہ (Probate Architypes) :

اعیان ثابتہ یعنی ''معلوم الٰہی'' اُس کی دو قسمیں ہیں۔

1۔ عین ثابتہ کلّی (Integral Reflective)　　　2۔ عین ثابتہ جزئیاتی (Fractional Reflective)

عین ثابتہ کلی کو عین الاعیان یا حقیقتِ محمدی ﷺ بھی کہتے ہیں۔عین ثابتہ جزئیاتی کو''حقیقت اشیاء'' بھی کہتے ہیں۔

12۔**سوال**: اسماء وصفات الٰہیہ کتنے قسم کے ہیں؟اسماء وصفات الٰہی اورعیانِ ثابتہ میں باہمی ربط سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسماء و صفاتِ الٰہی (Divine epithets and Attributes) :اسماء وصفاتِ الٰہیہ کی بھی دو قسمیں ہیں۔

1۔ کلی (Integral) جس کو شان الوہیت (divinity) کہتے ہیں۔

یا تجلی اعظم (Supreme Refulgence) بھی کہتے ہیں۔

2۔ جزئیاتی (Fractional) جس کو صرف تجلی (Refulgence) کہتے ہیں۔

جب تک عین ثابتہ (حقیقت شئے) پر اُس اسمِ خاصِ الٰہی کی جس سے وہ خصوصیت رکھتا ہے تجلی نہ پڑے کوئی مخلوق پردۂ عدم (From nonexistence) سے ظہور پزیر (Manifest) نہیں ہوسکتی۔اِسمِ الٰہی کی اُس تجلی کو ''ربّ'' (Sustainer) اور اُس عین ثابتہ کو''مربوب'' (Sustainee) کہتے ہیں۔

اِسطرح عین الاعیان جو اَجمالی یا کُلّی (Integrated) ہے''حقیقتِ محمدی'' بھی کہلاتی ہے اُسکے مقابل حقیقت جامعہ الٰہیہ (اُلوہیت۔Divinity) ہے جو''ربُّ الارباب'' کہلاتی ہے۔جو جامع تجلیات جزئیات (ارباب) ہے۔

......لہذا حقیقت محمدی ﷺ پر تجلی ربُّ الارباب یعنی''تجلی اعظم'' (Supreme Refulgence) ہے۔معلوم ہوا''تجلیِ ربِّ محمد ﷺ'' ہی تجلی اعظم (شان الوہیت) ہے۔اسلئے اسم''ربّ محمد ﷺ'' (محمد ﷺ کا رب)،اسمِ اعظم ہوا۔ کیونکہ جو کچھ ہے چھوٹا بڑا، بلند و پست،سب ربُّ الارباب کے احاطۂ قدرت میں ہے۔

......چونکہ اعیانِ ثابتہ اورتجلیات الٰہیہ میں باہم ایک عظیم ترین تعلق اورقوی تر خصوصیت ہے لہذا ہر ایک عین ثابتہ پر ایک نئی تجلی ہے اور اللہ تعالیٰ کی تجلی میں عود و تکرار (Repetition) نہیں۔

......جب عیان ثابتہ پر اَسمائے الٰہی کا پَرتو (اَثر) پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ''اَمرِ کُن'' فرماتا ہے تو مخلوقات کی صورتیں نمایاں ہوتی ہیں یعنی اُنکو وجودِ خارجی عطا ہوتا ہے۔وہ پَردۂ عدم (غیب) سے عالَم اَرواح پھر عالم مثال اور پھر عالم شہادت (دنیا) میں بتدریج ظہور پزیر (Manifest) ہوتے ہیں یعنی''فیکون'' ہو جاتے ہیں۔

13۔**سوال**: مرتبہ وحدت کا مقام اورعظمت بیان کرو؟

جواب: وحدت (Indefinity) :۔ یہ ذاتِ حق تعالیٰ کا ایک مرتبہ ہے جو مرتبہ احدیت اورمرتبہ واحدیت کے درمیان مانا جاتا،مرتبۂ وحدت میں قابلیتِ کثرت بالقوہ (Potential) ہے بالفعل (Active) نہیں۔اُن قابلیتِ کثرت

کوشیوانِ ذاتیہ(Unitral Affinities) کہتے ہیں۔وحدت کو ''حقیقت محمدی ﷺ، بشرط شئے بالقوۃ'' یا بعض لوگ اُس کو ''نفس رحمانی'' کہتے ہیں۔چونکہ وحدت میں 'عین الاعیان' جو اجمالی یا کلّی ہے اور اُسکے درجات (عیانِ ثابتہ) کی تفصیل ''مرتبۂ واحدیت'' میں ہوتی ہے۔مرتبہ وحدت کو ''رفیع الدّرجات'' بھی کہتے ہیں۔رفیع الدّرجات ذُوالعرش اُس پر اِشارہ ہے۔اور بعض لوگ اِس لحاظ سے کہ وحدت اپنی تفصیل کو واحدیت میں چاہتی ہے، وحدت کو حُبِ ذاتی کہتے ہیں فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْرَفَ (حدیث قدسی) یعنی پھر میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، اِسی مرتبہ وحدت کی طرف اِشارہ ہے۔

حقیقتِ محمدی ﷺ

ایک رازِ نہفتہ میں ہوکر، پھر بھی ہیں نمایاں عالَم میں
دیکھیں یا نہ دیکھیں اُنکو کوئی، پر ہیں وہ درخشاں عالَم میں

وہ ماہِ حسیں وہ مہرِ مبیں، وہ جلوۂ یکتا نورِ اَحد
ہے مثلِ مہ و خورشید فلک ہر وقت درخشاں عالَم میں

وہ زلفِ سیاہ بردوش لیئے اور سحر بہ داماں کیا کہنا
وہ حسنِ ازل وہ نورِ مبین رہتا ہے خراماں عالَم میں

کونین کا نقشہ بنکے رہا ہر ایک تجلّی ساتھ لئے
خود مرکزِ جلوہ گاہ بناوہ جلوۂ جاناں عالَم میں

حیران رہی ہے عقل و خرد لیکن نہ کبھی پہچان سکی
گو بن کے رہا وہ عبد محض عالَم کا نگہباں عالَم میں

اِس شانِ تغافل سے ہٹ کر خالؔد کی ذرا لو اپنے خبر
دیوانہ وہ بن کر پھرتا رہا، با زلفِ پریشان عالَم میں

حضرت خالؔد وجودیؒ

مرتبہ صفاتِ الٰهیه :State of Devine Attribute

14۔**سوال**: مرتبہ صفات الٰہیہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: مرتبہ صفاتِ الٰہیہ کو جبروت (Divine Radiance) کہتے ہیں۔ یہ ہی مرتبہ الوہیت (Dwinity) بھی کہلاتا ہے۔مرتبہ الوہیت (Divinity) تمام کمالات الٰہیہ کا اجمال (Integration) ہے۔اسکو مرتبہ لاہوت (State of Uniquity) بھی کہتے ہیں۔صفاتِ الٰہیہ ''عین ذات'' ہیں باعتبار منشاء (Intention) کے یعنی ذات الٰہی سے انتزاع (Derive) کئے جاتے ہیں۔اورغیرِ ذات ہیں باعتبار مفہوم (سمجھنے) کے یعنی یہ جدا جدا اعتبارات (Hypostasis) ہیں اوراُن کے جدا جدا معنٰی وآثار ہیں۔پس اُسماء وصفاتِ الٰہی ''لاعین ولا غیر'' ہیں۔

15۔**سوال**: کیا صفاتِ الٰہیہ ،انتزائی ہیں یا انضامی؟ حق تعالٰی کے علاوہ جو کچھ ہے اُن کا اعتبار کیا ہے؟

جواب: صفاتِ الٰہیہ انتزاعی (Derivable Attribute) ہیں۔انضامی (Cotiguous) نہیں۔چونکہ وجود،عینِ ذاتِ واجب تعالٰی ہے۔لہٰذا کوئی شئے ذاتِ واجب تعالٰی سے خارج نہیں ہوسکتی،خواہ وہ واجب تعالٰی کے اسماء وصفات ہوں یا پھر ذواتِ ممکنات ہوں۔پس خدائے تعالٰی کے سوائے جو کچھ ہے وہ انتزاعی ہے خواہ ''وجودی'' ہو یا ''عدمی''۔ اور ذاتِ حق کا ہر شئے کیلئے محیط ہونا (احاطہ علمی) ثابت ہے۔

اسماءالٰہیہ اور عین ثابتہ چونکہ قبل امرِ ''کن'' ہیں،یعنٰی مرتبہ داخلیہ میں ہیں لہٰذا اُن میں باہمی امتیاز (Distintion) صرف ''علم الٰہی'' میں ہے۔اُن کے امتیاز سے تعدادِ ذوات لازم نہیں آتے بلکہ ایک ذاتِ حق کے مختلف اعتبارات سمجھے جاتے ہیں۔اس لئے کہا جاتا ہے کہ صفات واسماءالٰہیہ ذات حق سے لاعین ولا غیر ہیں یعنی مفہوم (سمجھنے) کے لحاظ غیرِ ذاتِ حق ہیں اور منشاء (Purpose) کے لحاظ سے عین ذات حق ہیں۔

16۔**سوال**: اعتباراتِ ''وجود''اور''موجود'' کیا ہیں؟ اوراُن کی تعریف بیان کرو؟

جواب: ''وجود''یا''موجود'' کے دو اعتبارات ہیں:۔

ا۔مرتبہ داخلیہ (Intrinsic State)   2۔مرتبہ خارجیہ (Extrinsic State)

ا۔ **مرتبہ داخلیه**: یہ امرِ الٰہی ''کُنْ فَیَکُوْن'' سے قبل (پہلے) کے مراتب ہیں جو علمِ الٰہی میں ثابت ہیں اور بالذات (مطلق۔Absolute) ہیں،یہاں مخلوقات کو دخل نہیں،اور نہ یہاں متعدت ذوات موجود فی الخارج مانے جاتے ہیں۔

۲۔ **مرتبہ خارجیہ**: یہ مرتبہ خَلق (Creation) ہے جو امرِ ''کن فیکون'' کے بعد کے مراتب ہیں اور خارج میں موجود بالعرض ہیں یعنٰی عطیہ خداوندی (Manifeslation) ہیں۔

17۔**سوال**: بدسٹ، بدپرست اور مسلمان میں کیا تمیز ہے؟　اِن میں مسلمان کا امتیاز کیا ہے؟

جواب: بدھ مت کے ماننے والے (Buddhest)، معتزِلی (Non-formist) اور زنادقہ (Hypocrite): یہ لوگ اسماء الٰہیہ کے موجود ہونے، باہم ممتاز (Distinct) ہونے سے اِنکار کرتے ہیں۔توحید پر اُن لوگوں نے اِتنا زور دیا کہ حقائق سے اِنکار کر بیٹھے۔اُن کے خیال میں اَسماء الٰہیہ کے قائل ہونا تعدّدِ قدماء یا تعدّدِ جباء (تعدّدِ ذوات) کا قائل ہونا ہے۔حالانکہ تعدّدِ اِعتبارات سے تعدّد ذُوات لازم نہیں آتا۔

بدھپرست (Atheists) دیو، دیوی پرست، مثال (Similitude) پرست نے اسماء وصفات کے باہمی امتیاز اور اُن کے مختلف آثار کے نمایاں ہونے پر اِتنا زور دیا کہ ہر ایک اِسم کو مستقل خدا ماننے لگے۔اُن لوگوں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اَسماء الٰہیہ کو ذاتِ حق سے کیا ربط (Connection) ہے۔اُن لوگوں کے لئے عالَمِ مثال میں مختلف اَسماء و صفاتی تجلیات کا دیکھنا تو قیامت ہی ہوگیا۔اور یہی اَسماء وصفات جو علمِ حق کا راستہ اور ذاتِ حق پر دلالت (Evidence) کرتے ہیں، اُن کے حق میں مانع (رکاوٹ)، حجاب اور سدِراہ (Barrier) ہوگئے۔

یہ لوگ توحید (Monotheism) کے سمجھنے سے عاجز ہوکر مشرک (Atheists) بن گئے۔اُن سے کہا جاتا لَوْکَانَ فِیْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَ تَا (الانبیاء 22) (ترجمہ) اگر اُن میں کوئی معبود ہوتے اللہ کے سوائے، تو وہ دونوں (زمین وآسمان) فاسدو تباہ ہوجاتے۔تو وہ تعجب کرتے اور کہتے ہیں۔اَجَعَلَ الْاٰ لِهَةَ اِلٰهًا وَّ احِدًااِنَّ هٰذَا الشَّیْءُ عُجَابٌ (ص:5) (ترجمہ) کیا اُس شخص نے تمام معبودوں کو ایک معبود بنادیا۔یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔

مسلمان (Muslims): پناہ بخدا، ''توحید'' بڑھ کر زندقہ (Hypocracy) ہوگی۔یا پھر ''توصیف'' (Praise) بگڑ کر ''شرک'' (Polytheism) بن گئی۔مگر اِسلام کا بگڑا موحد یعنٰی ایک خدا کو ماننے والا ہی رہا کیونکہ وہ اِس آیتِ قرانی پر ایمان رکھتا ہے۔هُوَاللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسمَآءُ الْحُسنٰی (ترجمہ) وہی ہے خالق صحیح اندازہ والا۔نیست سے ہست کرنے والا (عدم سے وجود میں لانے والا) مختلف صورتیں دینے والا۔اُس کے تمام نام اچھے ہیں۔(پیارے ہیں اَحسن ہیں) (الحشر 24)، اور اِسلام کا مشبہ (چاہنے والا) آیات قرآنی لَیْسَ کَمِثْلِهٖ شَیْءٌ (ترجمہ) کوئی اُس کے جیسا نہیں ہے۔(الشوریٰ 11) اور لَا تُدْرِکُهُ الْاَ بْصَار (ترجمہ) (لوگوں

کی) آنکھیں اُس (اللہ) کا اِدراک (احاطہ) نہیں کرسکتی۔ (الانعام 103) کو بھی مانتا ہے۔ یہ اجمالی علم (Integral Knowledge) ہے جو نور (Light or effulgence) ہے۔

یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جان آپ ﷺ پر قربان، دل آپؐ پر سے صدقے۔ آپؐ نے کیسی عظیم الشان تعلیم ہم کو دی کہ اسلام ہمارا مذہب وملت ہے اور ہم مسلمان ہیں۔ الحمدللہ۔

18۔**سوال**: ''عدم'' سے مراد کیا ہے؟ اور اس قول ''الحق محسوسٌ وَالخلق معقولٌ'' کی صداقت کیا ہے؟

جواب: **عدم** (Non-Being) : ''وجود'' کے متعلق تو جاننے کی کوشش ہوچکی اَب ''عدم'' کے متعلق بھی کچھ بحث کرلیتے ہیں۔ کیا ''عدم'' خارج (Externally) میں موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر وہ سمجھا کس طرح جاتا ہے؟ اور مُنتزاع (Derive) کس سے ہوتا ہے؟ یہ ہر وقت یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیشہ ''عدم'' (Nothing)، ''وجود'' (Being) سے مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ اسلئے کہ اشیاء اضداد (Opposites) میں واضح ہوتی ہے۔ یعنی دو اَشیاء (چیزوں) میں پہچان اور اُن میں باہم جو فرق ہے اُسی وقت معلوم ہوگا جب اُن دونوں کو بالمقابل (Opposite) سامنے رکھا جائے اور یہی عربی مقولہ ''وَبِضِدِّھَا تَتَبَیَّنَ اَلاَ شْیَاء'' سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ چونکہ ممکن (بندہ) عدمی و اِنتزاعی شئے (Derivable Thing) ہے اور واجب (اللہ تعالیٰ) موجودِ حقیقی ہے ''وجود'' (Being) اس کے لئے عین ذات (Precise Unity) ہے۔ لہذا یہ قول صحیح ہوا۔ ''اَلْحَقُّ مَحْسُوسٌ وَ اَلْخَلْقُ مَعْقُولٌ'' (حق تعالیٰ محسوس ہوتا ہے اور خلق سمجھ میں آنے والی چیز ہے) چونکہ حق تعالیٰ کا ''وجود'' عینِ ذاتِ حق ہے یعنی اصلی حقیقی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ محسوس ہوتا ہے اور برخلاف اِس کے مخلوقات (ممکنات) کی اصل ''عدم'' ہے اور انکو ''وجود'' واجب تعالیٰ کی طرف سے عطا ہے، عارض ہے۔ اسلئے خلق سمجھ میں آنے والی چیز ہے، کہنا صحیح ہوا۔ یعنی حق تعالیٰ بہ اعتبارِ ''وجود'' (Being) محسوس اور بندے معدوم (فانی) نظر آتے ہیں اور سمجھ میں آنے والی چیز معلوم ہوتے ہیں۔

دیکھو! مخلوقات وممکنات، عدم سے رونما ہونے کے معنے نکلے ممکنات ''وجود'' کے کنزِ مخفی (Hidden Treasure) سے نمایاں ہوئے۔ سبحان اللہ نظر ''وجود'' (Being) پر ہے۔ اور عدم (Non-Being) سمجھا جاتا ہے۔ پس جب ہم واجب (اللہ) کو وجودِ محض (Absolute Being) سمجھیں گے تو ہم اپنے آپ کو ضرور عدمِ محض (Absolute non being) سمجھیں گے۔

9۔ اقسام صفات الٰہیہ

1۔**سوال**: صفات الٰہیہ کو جملہ کتنے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ پہلی تقسیم کے لحاظ سے صفات کمالیہ اور صفات اضافیہ محضہ کی تعریف بیان کرو؟

جواب: صفات الٰہیہ کو جملہ چھ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ کلی اعتبار سے پہلی تقسیم میں تین صفات ہیں۔

1۔ **پہلی تقسیم** (First Div.) ا۔صفات حقیقت محضہ (Absolute Primordial Attribute) :

یہ اَصلی صفات ہیں، اُن کو کسی اور کی طرف نسبت کرنے کی ضرورت نہیں۔ جیسے صفتِ ''حیٰوۃ'' (حیات) یا Life۔

2 ۔ صفاتِ حقیقت ذاتِ اِضافت (Primordial Appendage Unity Attributes) یہ ہیں تو حقیقی صفات مگر اُن کو اضافت ونسبتِ الٰہیُ لاحق ہوتی ہے۔ جیسے ''علم'' (Knowledge) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے۔ مگر ''معلوم'' (Knowner Awareness) سے بھی اُس کو ربط تعلق ہے۔

3۔صفاتِ اضافیہ محضہ (Absolute Appendage Attributes) : یہ وہ صفات ہین جن کا نفسِ موصوف (Person) میں کوئی مبداء (Origin)، کوئی وصف (Attribute) قائم نہیں ہوتا بلکہ موصوف کو کسی اور سے نسبت دی جاتی ہے تو ایک صفت پیدا ہوتی ہے یا منتزع (Derived) ہونے لگتی ہے جیسے خالقیّت (پیدا کرنا) یعنی ''خالیقیّتِ زید'' کہ وہ زید کی طرف اِضافت (Appendage) سے پیدا ہوتی ہے۔

واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کے صفاتِ حقیقت اور صفاتِ حقیقت ذات اضافت ازلی وابدی (Eternal & Antiquated) ہیں۔ اُن کے وجود میں کسی اور کی طرف اِضافت ونسبت کی حاجت نہیں۔ ایسے صفات ہی صفات کمالیہ (Perfect Attributes) ہیں۔

صفات اضافیہ محضہّ جو اضافت ونسبت سے پیدا ہوتے ہیں اُن کے ظہور (ظاہر ہونے) میں مخلوق کا اِعتبار (Credence) بھی ضرور ہوتا ہے۔

2۔**سوال**: صفات الٰہیہ کی دوسری تقسیم سے چھٹی تقسیم تک وضاحت سے بیان کرو؟

جواب: **دوسری تقسیم** (2nd Dev.) : 1۔ایجابی (Nominative): جس میں کسی کمال (Perfection) کے پائے جانے پر دلالت ہو جیسے ''حیّ'' (Alive)، عالم (Knowledgable) قدیر (Omnipotent) وغیرہ۔

2۔ **سلبی** (Divertive) : جس میں کسی نقص (Short Coming) سے پاک ہونے پر دلالت ہو جیسے
"غنی" (Rich) **صمد** (Independent) **قدوس**(Sanctified) وغیرہ۔

تیسری تقسیم (3rd Div.) : **امہاتِ صفات** (Mother of Attributes) : یہ تین ہیں۔

1۔ **حیات**(Life)　　　2۔ **علم** (Knowledge)　　　3۔ **قدرت**(Omniputence)

علم کے دو مددگار ہیں۔　　1۔ **سمع** (Hearing)　　2۔ **بصر** (Seeing)

اسطرح سے قدرت کے بھی دو مددگار ہیں۔

1۔ **اِرادہ** (Will)　　　2۔ **کلام** (Speach)

گویا امہات صفات اصل تین (3) ہیں مگر ہیں سات (7)۔

واضع ہو کہ صفات دو طور کے ہوتے ہیں۔　1۔ صفات بسیطہ　2۔ صفات مرکبّہ

1۔ **صفات بسیطہ** (Elementary Attributes): جو ایک معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں جیسے "حیات" (Life)۔

2۔ **صفات مرکبہ** (Compoud Attrbutes): جو کئی معنیٰ (Meanings) پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے
خالق(Creator)، ربّ(Sustainer)، رازق (Charisher) وغیرہ۔

یہ بھی واضع ہو کہ اُمہاتِ صفات ہی صفات بسیطہ ہیں۔ اور صفات مرکبۃ، اُن امہاتِ صفات کے مختلف
اجتماعات (Combinations) کا نام ہے۔ جیسے "خلّاق" (Creator)۔ غور کریں تو "خلاق" کیلئے "کُن" کہنا، اِرادہ
(will)، قدرت (omnipotence)، علم، سمع، بصر، حیات کی ضرورت ہے۔ بے شک "خلاق" اسمِ مرکب ہے۔

چوتھی قسم (4th Div.) : واضع ہو کہ ذات اور صفت کے مجموعہ (Combination) ہی "اسم"
(Epithet) کہلاتا ہے۔ یہ تین طرح پر ہیں۔

1۔ **اسمِ ذات** (Unitral epithet): جیسے قدوس، غنی، صمد، وغیرہ۔

2۔ **اسمِ صفت**(Attributive Epithet) جیسے علیم، سمیع، بصیر، جمیل وغیرہ

3۔ **اسم فعل**(Active Epithet): جیسے خلاق، رزق یحی، ممیت وغیرہ

پانچویں تقسیم (5th Div.) :

1۔ **اسماء لاھوتی** (Amorphous Attributes) : اُن اَسماء کے دو جفت (Pairs) ہیں کوئی شیئے (Things) اُن

سے خالی نہیں۔ جفت اول : الاوّل اور الاخر (First & Last)

جفت دوم : الظاہر اور الباطن (Extrinsic & Intrinsis)

چھٹی تقسیم (6th Div.) :

1۔ جلالی (Majestic) : جو قہر (Wrath) سے متعلق ہو جیسے قہّار، مذلّ، منتقم وغیرہ۔

2۔ جمالی (Graceful) : جو لُطف (Kindness) سے متعلق ہو جیسے رحمٰن، لطیف، رحیم۔

3۔ **سوال**: جمال کب کمال کہلاتا ہے؟ متوسط صفت سے کیا مراد ہے؟

جواب: یہ بات یاد رہے کہ ''جمال'' جب کمال (Excellence) پر آتا ہے تو نا قابلِ برداشت (Unbearable) ہو کر ''جلال'' ہو جاتا ہے۔ جیسے بارش (Rain) زیادہ ہوتی ہے تو قحط (Drought) ہو جاتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اُس کا (اللہ کا) جلال بھی بے شک جمال سے خالی نہیں۔ جیسے اِس آیتِ قرآنی وَلَكُمْ فِى الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّا اُولِى الْاَلْبَابِ (سورۃ البقرہ آیت 178) (ترجمہ) قصاص میں تمہارے لئے حیات ہے اے سمجھ بوجھ والو۔ سے معلوم ہوتا ہے۔

واضح ہو کہ ہر دو صفتوں کے درمیان ایک متوسط (درمیانی) صفت پیدا ہوتی ہے اسی طرح بعض اَسماء بعض اَسماء سے ملتے ہیں تو مجموعہ (Combination) سے ایک نیا ہی ''اِسم'' پیدا ہوتا ہے اور ہر ''اسم'' کا ثبوتِ علمی (علمِ الٰہی) اور وجودِ خارجی (عالمِ شہادت) میں ایک جدا ہی ''مظہر'' ہوتا ہے وہ اسم (Epithet) اُس مظہر (Sustainable) کا ''رب'' (Sustainer) کہلاتا ہے۔

تجھ سے واقف جو ہو گیا تو پھر

سرِ کون ومکاں جلال تیرا جلوہ گاہِ جہاں جمال تیرا
بے خیالی میری، خیال تیرا میری معراج ہے وصال تیرا
میری بیگانگی، فراق تیرا میری وابستگی وصال تیرا
کردیا مجھ کو سب سے مستغنی مجھ پہ طاری ہوا جو حال تیرا
تجھ سے واقف جو ہو گیا تو پھر پیدا ہوتا نہیں سوال تیرا
یہ ظہورو خفا، بطون و غَیب دیکھو سارا ہے یہ مآل تیرا
بچنا مشکل ہے حسن کی زد سے بچھ گیا ہر طرف ہے جال تیرا
یافت ہے تیری، دید ہے تیری ہے تصور تیرا، خیال تیرا
شبِ دیجور کو کیا پُرنور بدرِ کامل ہے اک کمال تیرا
سُرخرو بن گیا دو عالم میں ہوگیا جو کہ پائے مال تیرا
عاصی بندے پہ اتنا فضل و کرم یہ تو احساں ہے ذوالجلال تیرا
تجھکو خالدؔ کوئی سمجھ نہ سکا
ہے کچھ ایسا عجیب حال تیرا

حضرت خالدؔ وجودیؒ

10۔ شئے اور اعتبارات
(Thing And It Hypostasis)

1۔**سوال:** شے کی تعریف کیا ہے؟ لفظ ''ہے'' کس پر صادق آتا ہے اور اسکا مصداق کون ہے؟

جواب: شئے:۔ شئے وہ ہے جس پر لفظ صادق (True) آتا ہے۔ اور اس شئے کو اس لفظ کا ''مصداق'' (Person) کہتے ہیں۔

پس، لفظ ''ہے'' اللہ تعالیٰ پر صداق (True) آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی ''ہے'' کا مصداق ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں۔

2۔**سوال:** شئے کے اعتبارات سے کیا مراد ہے اور وہ کتنے اعتبارات ممکن ہیں؟

جواب: اعتبارات ِ شئے (Hypostaisis of Object) :معلوم ہونا چاہئے کہ کسی شئے سے کوئی قید (Stipulation) لگائی جائے تو تین اعتبارات پیدا ہوتے ہیں جیسے!

بشرط لاشئے (Non-Stipulative Thing) :یعنی مطلق قید سے پاک۔ (مثلاً ننگا بچہ)

بشرط شئے (Stipulative Thing): یعنی شئے مقیدّ یا قید کے ساتھ۔ (مثلاً کپڑے پہنا ہوا بچہ)

لا بشرط شئے (Absolute Thing): یعنی مطلق شئے جو قید اور بے قید دونوں سے عام (Comon) ہے۔ (مثلاً بچہ خواہ ننگا یا کپڑے پہنا ہوا۔)

3۔**سوال:** ''وجود حق'' کے اعتبارات سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کون کون سے ہیں؟

جواب: وجود حق تعالیٰ اور اِعتبارات (Primordial Being & Hpostasis) :پس وجودِ حق تعالیٰ کے بھی تین (3) اِعتبارات ہیں۔

تعین ذاتی : 1۔لابشرط ئے یعنی لاتعین۔ ''وحدتِ مطلقہ'' (سب سے عام)

2۔بشرط لا شئے یعنی تعینِ ذاتی، ''احدیت'' (قید اور اِعتبارات سے پاک)

3۔بشرط شئے یعنی تعینِ اسماءصفات (مقید یا قیود کے ساتھ) اِسکی پھر دو صورتیں ہیں۔

تعین اسمآ صفات : a) بشرط کثرت بالقوہ (تعینِ اسماء وصفات مُجمل) ''وحدت''

b) بشرط کثرت بالفعل (تعینِ اسماء وصفات مُفصل) ''واحدیت''

اس سے واضح ہوا کہ تعین دو قسم پر ہوتا۔

1) : تعین ذاتی (Concept of unity) : جو تعین اوّل ہے یعنی ''احدیت''

2): تعین اسماء وصفات یا باعتبار اسماء وصفات (Hypostasis of Apithe & Attributes)۔

تعین ذاتی (احدیت) ہر حال میں باقی رہتا ہے۔ جبکہ تعین اَسماء وصفات (واحدیت) بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً زید کہ پہلے بچہ تھا۔ پھر جوان ہوا۔ پھر بوڑھا ہوا۔ یعنی بچپن، جوانی، بڑھاپا زید کے صفاتی تعین ہیں جو بدلتے رہتے ہیں۔ مگر زید کا ذاتی تعین یعنی زیدیت (زید ہونا یا انا) جوں کا توں رہتا ہے۔ باقی رہتا ہے۔

کشکول قادریہ

(QUADRIS' HANDBOOK)

باب اول　Vol I

الاحسان والتصوف

(Divine Perception & Obligacellence)

حصہ دوم

Part II

انسان کی شکل وصورتِ

انساں کی شکل، صورتِ ربِ غفور ہے
آئینۂ خودی میں خدا کا ظہور ہے

غفلت ہے جس سے سب کو وہ میرا شعور ہے
غافل جہاں ہے جس سے وہ میرا حضور ہے

میں خود کلیم ہوں میرا دل کوہِ طور ہے
دن رات یار کا مجھے حاصل حضور ہے

جبریلؑ کے بغیر تکلم ہے یار سے
مجھ سے زیادہ مجھ سے وہ نزدیک دور ہے

ہے اَینَمَا میں رویتِ دلدار کا پتہ
پھر بھی نہ دیکھے اُسکو تو اپنا قصور ہے

وہ پاک ذات ہے، نزدیک دور سے
اپنی سمجھ کے پھیرمیں نزدیک و دور ہے

وحدت کی جو شراب پلائی ہے شمسؒ نے
غافل ہوں اپنے آپ سے ایسا سرور ہے

گواِسم و رَسم و جِسم میں خالؔد ہے مُبتلا
تحقیقِ حال کیجئے تو وہ نور نور ہے

حضرت خالؔد وجودیؒ

11۔ اصول تصوف

(FUNDAMENTALS OF TSAWOOF)

سوال: فلسفہ تصوفِ اسلام کا دارومدار کن اصول پر مبنی ہے؟

جواب: مسلم فلسفہ یا تصوف کا دارمدار اِن اصول پر مبنی ہے۔

1۔ وجود بالذّات (Absolute Being) حق تعالیٰ میں منحصر ہے۔ ماسوا اللہ تعالیٰ (مخلوق) کا وجود بالعرض (اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ) ہے۔

2۔ وجود بہ معنیٰ ''ہے'' مابہ الموجود یہ (Essence of Existence) عینِ ذات حق ہے۔ حق تعالیٰ کے سوا جتنے ہیں سب انتزاعی (Derivative) ہیں۔ اُن کا وجودِ مستقل تو کُجا وجود انضامی (Contigious Being) بھی نہیں۔

3۔ اسماء الٰہیہ (Divine Apithets) اور ممکنات (مخلوق) ''لاعین ولا غیر'' ہیں یعنیٰ ان کا منشا (محل (Origen)) عین ذاتِ حق ہے اور بعد انتزاع (Derivation) و مفہوم (Meaning) ہونے کے غیر ہیں۔

4۔ علم و معلوماتِ حق (Devine Knowledge & Awareness) یعنیٰ اعیان ثابتہ (Probate Architype) کا مرتبہ قبل قدرت و ارادہ ہے یعنیٰ غیر مخلوق ہیں۔

5۔ اعیانِ ثابتہ و حقائق اشیاء ظہورات اسماء الٰہی (Manifestation) کے امکانات (Possibilities) ہیں جن کو وجود و خارجی (Manifestation) کی بو تک نہیں پہنچی۔ یعنی یہ مرتبہ داخلیہ میں ہیں۔

6۔ ''کن'' "(Be)" سے پہلے مراتب داخلی (Intrinsic State) ہیں۔ اور ''کن'' کے بعد مراتب خارجی و مخلوقات (Extrinsic State And Creature) ہیں۔

7۔ اعیان ثابتہ مخلوقات یا حقائق کونیہ یا طباع ممکنات پر اسماء و صفات الٰہی کی تجلی ہوتی ہے۔ یا یوں کہو کہ علم کے ساتھ قدرت الٰہی ملتی ہے تو ان دونوں کے ملنے سے جو چیز نمایاں ہوتی ہیں وہ مخلوقات و ممکنات ہیں۔

8۔ اعیان ثابتہ و حقائق اشیاء پر ویسی ہی تجلّی ہوتی ہے جیسا اُن کا اقتضاء (طبیعت کے لحاظ سے ضروری) ہے۔

9۔ حقیقتِ کلّی پر تجلّی کلّی اور حقیقت جزئی پر تجلی جزئی ہوتی ہے۔

10۔ اعیان وحقائق کے متعلق سوال نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ایسے کیوں ہیں۔

11۔تقدیر(Fate) کیا ہے۔عالم(دنیا) میں جو کچھ نمایاں ہونے والا ہے' اسکا نظام العمل (پروگرام) ہے۔

12۔ A سے B پیدا ہوا۔B کا نتیجہ C ہے اور C کا D لازم ہے۔تو یہ استلزام (Sequential Inter Related action) ہے نہ کہ جبر (Overbearance)، یعنی سلسلہ علّت و علل(Cause & Reason) ہے۔

13۔ وجود مطلق خیر مطلق(Absolute Virtuous) ہے اور عدم محض' شرِ محض(Absolute Evil) ہے۔

یہ وجودِ اضافی(ApendageBeing) کے ساتھ عدمِ اضافی لگا رہتا ہے لہذا اس سے کچھ خیر کچھ شر ظاہر ہوتا ہے۔

14۔ مرکبات(Compounds) کو جو اعتباری مگر واقعی ہوتے ہیں، مخلوقیت مجعولیت (پیدا ہونا) عارض ہوتا ہے نہ کہ بسائط(Principle) کو۔

15۔مَرکب گو اعتباری(Hypostasis) ہوتا ہے مگر اسکی بھی ایک طبعیت وحقیقت ہوتی ہے اور اُس کے لوازم (Requirement) وآثار(Effects) ہوتے ہیں' جو اسکے اجزاء کے آثار کے سوا (الگ یا جدا) ہوتے ہیں۔

16۔ علم معلوم کا تابع ہوتا ہے۔یعنی جیسی چیز ہوتی ہے ویسا ہی خدائے تعالیٰ جانتا ہے' نہ یہ کہ چیز کچھ اور ہے اور جانتا کچھ اور طرح ہے۔

17۔ انقلابِ حقائق(Revolution of Facts) جائز نہیں۔پس عدم(Non-Being) وجود(Being) نہیں ہوسکتا نہ وجود کبھی عدم ہوسکتا ہے۔

18۔ وجودِ علمی کو''ثبوت''اور وجودِ خارجی کو''وجود'' کہتے ہیں۔لہذا اعیان ثابتہ' جو معلوماتِ حق ہیں غیر موجود فی الخارج اور معدوم(Externally non Existed) ہیں۔

19۔ عین ثابتہ کی استعدادِ کلی کے مطابق عین خارجی کے استعدات(Capabilities) پیدا ہوتے ہیں۔

20۔حق تعالیٰ سے ہر دم ہر لحظہ امدادِ وجود(Bestowal of Existence) ہے اور ممکن ومخلوق ہر لحظہ اُس (حق تعالیٰ) کی طرف محتاج(Dependable) ہے۔ حق تعالیٰ قیوم السمٰوٰت والارض ہے۔

21۔ ظہورات وتعلقات (نسبتوں) کے حُدوث(Incipients) ہونے سے اصل شئے (ذات حق وصفات حق) کو حدوث لازم نہیں آتا۔

22۔ شئے (چیز یا مخلوق) کے دو تعین (Stipulations) ہوتے ہیں۔اول تعینِ ذاتی، ذات کے لحاظ سے جو

کبھی نہیں بدلتا۔ دوم تعینِ صفاتی جو صفات کی وجہ سے جو بدلتا رہتا ہے۔ اِس تعین صفاتی کے بدلنے سے ذات کی جزیت (بسیط ہونا) وتشخص (منشاء ہونا) پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

23۔ ''جعل'' کے دو معنیٰ ہیں(Modulation)

I۔ جعل بسیط (Principle):۔اعیان کا تجلی علمی وفیض اقدس(Sanctified Beneficient) سے علم میں نمایاں ہونا۔ یہ حقیقتاً احتیاج الی الواجب(Indigence on Independent) کے معنیٰ ہیں، یہ جعل بسیط ہے کیوں کہ فیض اقدس سے صرف ذوات وحقائق علم میں نمایاں ہوتے ہیں۔

II۔ جعل مرکب(Compound):۔اعیانِ مخلوقات کا فیض مقدس(Consecrated beneficially) کی وجہ سے خارج میں(Externally) موجود ہو کر منشاء وآثار ہونا۔ یہ جعل بمعنیٰ خلق وایجاد (Creation) ہے۔اور یہ جعل مرکب ہے کیوں کہ فیض مقدس سے حقائق اشیاء (اعیان ثابتہ) پر تجلیاتِ اسماء وصفات کے پڑنے سے آثار واحکام مرتب ہوتے ہیں۔

نعتِ رسول مقبول ﷺ

جن سے پیدا ہو گیا کُل عالمِ اِمکان ہے فخرِ آدم، رحمتِ عالَم، شہ ذیشان ہے
ساقئ کوثر، حبیب حق خدا کی شان ہے نامِ نامی ہے محمد مظہرِ سبحان ہے
آپ ﷺ پر صدقے دل وجاں دین اور ایمان ہے

آپ ﷺ ہی سب کچھ ہیں کیوں کہ آپ ہیں عالی وقار آپ ﷺ ہی سے ہے دوعالم کا یہ سب نقش ونگار
میں نہیں ہوں آپ ہی ہیں کیا بتاوں حالِ زار میں سراپا ہو گیا ہوں آپ ہی پر سے نثار
میری صورت سے عیاں بس آپ ہی کی شان ہے

بس ازل ہی سے بھرا ہے سر میں سودا آپ کا دل میں الفت آپ کی ہے جانگزیں بتلاؤں کیا
جان و دل میرے ہوئے سرتا پہ صدقہ آپ کا زہد وتقوی دین وایماں آپ پر سے ہیں فدا
آپ ﷺ پر سے میں ہی کیا سارا جہاں قربان ہے

چشم میگوں کا رہے مست مستِ صہبائی نہ ہو آپ کا دیوانہ بنکے پھر تماشائی نہ ہو
خم پہ خم پینے پر بھی مستی کبھی چھائی نہ ہو جامِ وحدت پی کے بھی لغزش جسے آئی نہ ہو
اپنے متوالے کی سچ پوچھو نرالی شان ہے

جو نہ ہوتا تھا ہوا، جو کچھ نہ ملنا تھا ملا آپ کی قدرت کو میں اچھی طرح ہوں جانتا
جاہلِ مطلق جو تھا علمِ حقیقی پالیا خادمِ ادنیٰ کو اپنے آپ نے سب کچھ دیا
آپ کے نعلین ہی کا صدقہ و فیضان ہے

چشمِ حق بیں کھول کر تو، دیدِ حق میں جا کے دیکھ حق کو پانا ہے حقیقت میں تو حق میں آ کے دیکھ
پردۂ غفلت کو تو، آنکھوں سے اب سرکا کے دیکھ بندہ تو بندہ ہے خالدؔ رب کو رب سے پا کے دیکھ
بس یہی علمِ تصوف بس یہی عرفان ہے

حضرت خالدؔ وجودیؒ

12: تنزلاتِ ستہ (Six Emanations)

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
یُحْیِ وَ یُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

مراتب داخلیہ (Intrinsic State)

1۔سوال: تنزلاتِ ستہ (6) سے کیا مراد ہے؟

جواب: حقیقتِ وجود ایک ہی ہے، زیادہ نہیں لیکن اسکے دو مراتب (اعتبارات) ہیں۔

1) مرتبہ داخلیہ (Intrinsic State) قبل ''کن'' ہے۔ 2) مرتبہ خارجیہ (Extrinsic State) بعد کن ہے۔

☆ مرتبہ داخلیہ کے مزید دو اعتبارات ہیں:۔ (1) لاتعین (Absolute)، (2) تعین (Stipulated)

مرتبہ لاتعین کو ''وحدت مطلقہ'' کہتے ہیں۔اور مرتبہ تعین کے مزید دو اعتبارات ہیں۔

1) تعینِ ذاتی جو ''احدیت'' کہلاتا ہے۔

2) تعین اسماء وصفات جو ''وحدت اور واحدیت'' کے نام سے موسوم ہیں۔

☆ مرتبہ خارجیہ کے جو بعد ''امرِ کن'' ہے، تین اعتبارات ہیں۔

1۔عالَم ارواح 2۔عالَم مثال 3۔عالَم شہادت

2۔**سوال:** مراتبِ داخلیہ کے تین اعتبارات لاتعین، تعین ذاتی اور تعین اسماء وصفات کے متعلق مختصر واضح بیان کرو؟

جواب: وحدت مطلقہ (Absolute Entity): مرتبہ اول (First state) لاتعین، ذات (Unity)، ھویت (Divinity)۔ انا (Divine Concept) قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ o اَللّٰہُ الصَّمَدُ، اے حق! اے غیب مطلق! اے اللہ! اے اوّل لابدایت (بغیر ابتداء کے)، اے آخر لانہایت (بغیر انتہا کے)، اے نُورعلی نور (نور ہی نور)! اے عین الکافور (آنکھ کی ٹھنڈک)! تو عینِ وجود ہے، اجمال (Undividable) ہے۔ بالذات موجود ہے۔تو علم و عالِم و معلوم (Aware ness) اور شہود و شاہد، مشہود (Omni present & witness) ہے۔اللہ تعالیٰ کے مرتبہ اول کو ''وحدت مطلقہ'' کہتے ہیں۔پس ذات کے معنے کے لحاظ سے اس کے مقابل کوئی شئے نہیں۔اگر کوئی مفہوم اُس کے مقابل ہے تو وہ ''عدم'' (Non Being) ہے جو موجود نہیں ہوسکتا ہے۔اس مرتبہ وحدتِ مطلقہ میں اللہ تعالیٰ وہ ''ذات'' ہے جو

لاتعین ولا عدم انحصار ہے جو ہر قید (Stipulation) اور اعتبار (Hypostasis) سے آزاد ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ (سورۃ ال عمران۔97) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ تمام عالمین سے بے نیاز ہے۔

یہاں اِمکان (بندہ) کو کہاں اِمکان (امید) کہ اُس (ذاتِ الٰہی) سے آشنا ہو یا جان سکے۔

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِہٖ عِلْماً (سورۃ طہ۔110) ترجمہ: کوئی علم اُس کا احاطہ نہیں کرسکتا۔ یہاں مرتبہ وحدتِ مطلقہ میں اعتبارِ معتبر (بندہ) ناشادونامراد (ناکام) بلکہ تباہ وبرباد (فنا) ہے۔ نعوت (تعریف) اور صفات کی اِضافت سے نسبتوں (Relations) اور الفاظ ولغات کی حجتوں (Arguments) سے اور دلائل سے پاک (Free) ہے۔ وَ یُحَذِّرُکُمُ اللّٰہُ نَفْسَہٗ وَاللّٰہُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ (سورۃ ال عمران۔30) ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نفس سے (یعنی اپنے غضب سے) ڈراتا ہے۔ حالانکہ وہ رؤف ورحیم ہے۔ حجر بحت (Purity stone) یہی ہے، مقام حیرت (astonishment) یہی ہے۔ کشف والے بھی اُسکی حقیقت کا ادراک (احاطہ) کرنے سے پردہ میں ہیں۔ اور علم والے بھی اُس کی معرفتِ اتباع (پہچان ممکن نہ ہونے) کی وجہ سے مضطرب وبے قرار ہیں۔ اُسکی (اللہ تعالیٰ) کی بڑی نشانی ''بے نشانی'' ہے۔

اور اُس کا نہایت پتہ لگانا ''بے پتہ'' ہے۔ اسکی معرفت ''حیرانی'' ہے۔ گویا اِس مرتبہ وحدتِ مطلقہ میں صرف ذات ہی ذاتِ الٰہیہ ہے اور کوئی صفات کا امتیاز نہیں۔

اس مرتبہ اوّل کو وجود حقیقی، وجود بالذّات، واجب الوجود، لاتعین، مطلق غیب، مطلق وحدت اور لاشرط شئے بھی کہتے ہیں۔ مثلاً بچہ مطلقا، خواہ ننگا یا کپڑے پہنا ہوا۔

احدیت Infinity :**مرتبہ دوم** (Second State) ، **تعین اول** (1st Hypostasis) :۔

یہ تعین اول: تعین ذاتی ہے ''احدیت'' ذات حق کا وہ مرتبہ ہے جو وہم وگمان سے پاک۔ بشرط لا شئے ہے۔ بالکل قیود سے آزاد ہے، اس مرتبہ احدیت میں قابلیتِ کثرت کے صرف امکانات ہی ہوتے ہیں۔ مثلاً بچہ جو طرح طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے۔

اس مرتبہ احدیت میں علمِ الٰہی عینِ ذات ہے جو فاعل (Active) اور مفعول (Pasive) یعنی عالِم ومعلوم چاہتا ہے۔ اس مرتبہ میں حق تعالیٰ ''علم'' ہے۔ وہی معلوم ہے وہی شاہد وہی مشہود ہے۔ وہی واجب ہے، وہی موجود ہے اور یہاں غیریت واعتبار کی گنجائش نہیں۔ اس مرتبہ میں ''علم'' کا نام ''نور'' (Effulgence) ہے جو علم ذاتی ہے، ذاتِ حق نورِ محض (Absolute Effulgence) ہے۔ یہاں ظلمت (Ignorance) کو رسائی نہیں، اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ الْاَرْضِ (سورۃ النور۔34) ترجمہ: اللہ تعالیٰ خود آسمانوں وزمین کا نور ہے۔ نور علیٰ نور ہے۔ یہ مرتبہ احدیت

(infinity) الہٰی ہے۔ اِسکو ہاہوت (Unicity)، ہو (Unility)، شان تنزیہ (purgative Magnificene) غیب مطلق (Absolute Unseen) بشرط لاشئے (Non-stipilative thing)، بشرط کثرت (Stiplative Multiplicity) انانیت حقہ (Divine Solitude)، ھویۃِ حقہ (Truthful Divinity) بھی کہتے ہیں۔

(Second Hypothesis) **تعین دوم۔ تعین اسماء صفات** (مرتبہ وحدتِ ثانیہ واحدیت):۔

وحدت ثانیہ (Secondary Indefinity)۔ مرتبہ سوم (3rd Hypotasis)۔ حقیقت محمدیؐ۔ بشرط شے بالقوہ:۔

وحدت (Indefinity): کو حقیقت محمدی (Veracity of Muhammad, PBUH) بشرط شے بالقوہ (Stipulative Potential Thing)، بشرط کثرت بالقید (Stipulation) کہتے ہیں۔ بعض لوگ اس مرتبہ وحدت کو نفس رحمانی یا رفیع الدرجات (Absolute Beneficient/Dignified, Exalted) اور حُبِّ ذاتی کے نام سے جانتے ہیں۔

تعین دوم، جو الوھیت (Divinity) ہے، مرتبہ وحدت کہلاتا ہے۔ یہ مرتبہ تمام تعیناتِ فعلیہ (تجلیات الٰہیہ) کی احدیت اور تمام قوائے موثرہ کی کلیت کا اجمال (Abstract) ہے۔ یہ منبع جمیع صفاتِ کمالیہ (Origin of Comprehnsive Divine Attributes)، مرکز اسماء صفاتِ جمالیہ وجلالیہ (Magistic & Gracefull Attributes) ہے۔

ربّ اور عبد اِس ''مرتبہ وحدت'' میں ایک دوسرے سے جدا ہو جاتے ہیں۔ ایک طرف ناز (ربّ) ہے تو دوسری طرف (بالمقابل) نیاز (عبد) ہے یعنی حق تعالیٰ کی شانِ الوھیت کے مقابل شان عبودیت (حقیقت محمدیؐ) ہے۔

''وحدت''، ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے جس میں قابلیتِ کثرت بالقوہ ہے، مگر ہنوز (اب تک) کثرت موجود نہیں یعنی بالفعل نہیں۔ قابلیاتِ کثرت (Potential Multiplicity) کو ''شیونِ ذاتیہ'' کہتے ہیں۔ گویا اس مرتبہ وحدت میں، قابلیتِ کثرت کے صرف امکانات ہی امکانات ہیں، جس کو کثرتِ بالقوہ کہتے ہیں جو ابھی تک لباسِ ظہور میں جلوہ گر ہونے نہیں پائے یعنی کثرت بالفعل نہیں ہے۔ مثلاً، بچہ جو طرح طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے۔ اِس مرتبہ میں معلومات حق (Divine Awareness) کو ''شیون کونیہ'' کہتے ہے۔ یہ مرتبہ وحدت ہے جو مرتبہ احدیت کے بعد اور مرتبہ واحدیت سے پہلے ہے۔

حقیقتِ محمدی ﷺ: ۔غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ عین الاعیان (Supreme Probate Architype) (حقیقت محمدی) کے دو تشخّص (اعتبارات) ہیں۔

۱۔ ایک تشخصِ ذاتی (اعتبارِ ذاتی) کہ اُس کی ذات ایک ہے۔

۲۔ دوسرا تشخصِ عارضی بہ اعتبار عیان ثابتہ اُس کو جو کلّیت عارض ہوتی ہے۔

''عین الاعیان'' جو تمام اعیان کو شامل اور اُن کو حاوی (Controlling) ہے' اُس پر جو تجلی ہوگی وہ تمام تجلیاتِ (جزوی) کو حاوی ہوگی۔ اُسی کو شانِ الوہیت (Magnificience of Divinity) کہتے ہیں۔ اور اُس کے مقابل شانِ عبودیت ہے۔ صوفیہ کے پاس تجلی کو ربّ (Sustainer) اور عین ثابتہ کو مربوب (Sustainer) کہتے ہیں۔ جو تجلیِ جامع، عین الاعیان پر ہے اُس کو ''رب الارباب'' (Supreme Sustainer) اور ''تجلی اعظم'' (Supreme Refulgence) کہتے ہیں۔ عین الاعیان کو عبداللہ یا مربوب اعظم (Supreme Sustainee) بھی کہتے ہیں اور یہی ''حقیقت محمدی ﷺ'' ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو ربّ الارباب ہے' تجلیِ اعظم ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ کا مُستجمع (کُل) ہے' حقیقتِ محمدیؐ پر تجلی فرماتا ہے۔ اِن دونوں کے ملنے سے موجود خارجی اعظم جامہ وجود لیتا ہے یعنی موجود فی خارج ہوتا ہے اور یہ یہی روح اعظم (Supreme soul) کہلاتا ہے۔ بعض حضرات اس مرکب (شانِ اُلوہیت اور شانِ عبودیت) کو حقیقت محمدیؐ کہہ دیتے ہیں۔ اُن حضرات کی نظر صرف دینے والے پر ہے حالانکہ اِس حدیث قدسی سے معلوم ہوتا ہے اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِیْ (متفق علیہ) یعنی ''حق تو یہ کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ دیتا ہے''۔ لہذا لینے والے اور دینے والے میں امتیاز نہ کرنا درست نہیں۔ خلاصہ یہ کہ حقیقت محمدیؐ، لینے والا ''عبداللہ'' ہے اور دینے والا ''اللہ تعالیٰ'' ہے۔

واحدیت (Implicity): مرتبہ چہارم (4th State)، بشرط شئے بالفعل (Stipulative Active Thing):۔

واحدیت ذاتِ حق کا ایک مرتبہ ہے جس میں کثرت بالفعل ہے جو بشرط شئے بالفعل کہلاتا ہے اور مرتبہ وحدت (بشرط شئے بالقواہ) کے بعد ہے۔ مرتبہ واحدیت میں ''کثرت'' سے مراد اسماء وصفات ومعلوماتِ الٰہیہ کی کثرت ہے۔

مرتبہ واحدیت میں حقیقتِ اشیاء کو ''اعیان'' اور اعیان کے علمِ الٰہی میں ہونے کو ''ثبوت'' کہتے ہے۔

اعیانِ ثابتہ (Probate Archtype) ہی معلوماتِ الٰہیہ (Divine Awareness) کہلاتے ہیں۔

جب تک عین ثابتہ (جزی حقیقی) پر اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کی تجلی نہ ہوگی عین ثابتہ موجود فی خارج نہ ہوگا۔ پس اعیان ثابتہ جزوی پر تجلیِ اسماء صفات جزوی طور سے توجہ فرماتی ہے۔ اس طرح ایک عین ثابتہ پر جو تجلی ہے وہ دوسرے عین پر ہرگز نہیں ہوتی ورنہ دو عین کے دوجُد اجُد اظہور نہ ہوں گے۔

مراتب خارجیہ(Extrinsic States)

3۔**سوال:** مرتبہ داخلیہ اور مرتبہ خارجیہ کے مقامات کی وضاحت کرو؟

جواب: تنزلات ستہ(6) میں ۔(1) وحدت مطلقہ (2) احدیت (3) وحدت (ثانیہ) اور واحدیت تک مراتب داخلیہ میں شامل ہیں کیونکہ یہاں کثرت کا اعتبار علم الٰہی میں عیان ثابتہ (حقیقت) ہیں جن کو اب تک خارج کی بُو بھی نہیں لگی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے ''امر کُن'' کے بعد عین ثابتہ ''فیکون'' ہو کر خارج میں موجود ہوتا ہے یعنی ظہور پزیر (Manifest) ہوتا ہے اس لئے (5) عالَم ارواح (6) عالَم مثال (7) عالَم شہادت مراتب خارجیہ کہلاتے ہیں۔

4۔**سوال:** مرتبہ خارجیہ میں تین اعتبارات (1) عالَم ارواح (2) عالَم مثال اور (3) عالَم شہادت کے متعلق تفصیل بیان کرو؟

جواب: عالم ارواح(World of Souls)

عالَم ارواح کو عالَم ملکوت و عالَم اَمر (World of Angels or Behest) بھی کہتے ہیں۔ عالَم ارواح مرتبہ خارجہ اول ہے اور یہ شکل(Form)' وزن(Weight) ومکان(Dwelling) سے پاک ہے۔ ارواح کا پیدا ہونا اور کمال (Perfection) کو پہنچنا تدریجا(Gradually) نہیں بلکہ دفعتہً(Sudden) ہے جیسا کہ ارشا باری تعالیٰ ہے وَمَا اَمرُنَآ اِلَّا وَاحِــدَۃٌ کَلَمحٍ بِالْبَصَرْ (سورہ القمر 50) ترجمہ: ہمارے حکم تو آنکھ کے جھپکنے کی طرح ایک بات ہو جاتی ہے۔ مگر ارواح میں امہات الصفات ۔(1) حیات،(2) بصر (دیکھنا) (3) سمع (سننا)(4) قدرت (ارادہ)(5) کلام، ضرور رہتے ہیں۔غرض روح عین ثابتہ اسماء الٰہی سے رونما (جعل) اور حادث(Manifest) ہے۔

جعل بسیط: ۔اعیان کا تجلیِ علمی و فیضِ اَقدس سے ''علم'' میں نمایاں ہونا ''جعل بسیط'' (Principle Modulation) ہے جو حقیقتاً ''اِحتیاج الی الواجب'' (Indigence Towards Independent) ہے۔ ذوات وحقائق اشیاء، فیض اقدس سے ہی علم الٰہی میں نمایاں ہیں۔ پہلے پہل اعیان ثابتہ جو ''معلومِ اِلٰہی'' ہیں، علمِ الٰہی میں فیضِ اقدس اور جعلِ بسیط سے نمائش وظہور حاصل کرتے ہیں اِس طرح کہ:

(a) اول اللہ تعالیٰ عین ثابتہ پر ''حیات'' کی تجلی فرماتا ہے۔

(b) پھر اسم ''بَصِیرٌ'' کلیۃً اور اجمالاً عین ثابتہ کی حقیقت کو ملاحظہ کرتا ہے۔

(c) اسکے بعد اسم ''سَمِیعٌ'' اُس پر اپنا پرتو (اثر) ڈالتا ہے۔ اور عین کے اِقتضاآت(Needs) کو دیکھتا ہے۔

(d) تب قدرتِ الٰہی (Divine Omnipotence) کلّی اور اَجمالی طور سے وجودِ خارجی (External Existence) عطا کرنے کے لئے توجہ فرماتی ہے (یہ فیضِ مقدس ہے)۔

(e) پھر اسم "مُرِیدْ" عین ثابتہ کو پیدا کرنے کی طرف متوجہ کرتا (یہ جعل مرکب ہے)۔

(f) اور بالآخر عین ثابتہ پر کلمہ "کُن" اثر انداز ہوتا ہے۔ یعنی "کُن" کے مخاطب عین ثابتہ ہوتے ہیں جو "فیکون" یعنٰی ہوجاتے ہیں، اور لباسِ وجود (Existence) پہن لیتے ہیں۔ فرمان "کُن" کے بعد "روح" پیدا ہوتی ہے۔ روح غیر مادی ہونے کے اِعتبار سے اِس حد تک تنزل فرمانے کے بعد بھی ذاتِ خداوندی کے سوا کچھ نہیں ہوتا، جہاں حدوث (Incipiences) کو قدم تک رکھنے کی مجال نہیں۔

فرمان "کن" کے بعد "روح" (Soul) پیدا ہوتی ہے' جو نہ تو کوئی شکل ہی رکھتی ہے نہ رنگ اور نہ کسی زماں و مکان (Time and space) سے مقید ہوتی۔ البتہ اُس پر سبعہ صفات الٰہی (حیات' علم' سمع' بصر' قدرت' ارادہ اور کلام) پَرتَو فگن (Reflected) ضرور رہتے ہیں۔

عالم مثال:۔(world of Similitude):۔ مرتبہ روح کے بعد عالمِ مثال کا مرتبہ ہے' جو کمالات روح کے ساتھ رنگ' بُو' وصورت شکل بھی رکھتا ہے۔ اِس مرتبہ میں معانی (Meanings) تک صورت لے لیتے ہیں۔ بلکہ ایسی قوت کے ساتھ اُجاگر ہوتے ہیں کہ عالم شہادت کے لوگوں کو بھی دکھائی دینے لگتے ہیں' جیسے فرشتوں کا آدمی کی شکل میں موجود ہو کر نظر آنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے" فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا○ (بی بی مریم کے سامنے جبرئیلؑ انسان کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ (مریم۔آیت 17)

وَهَلْ اَتٰكَ نَبَؤُ الْخَصْمِ م اِذْ تَسَوَّرُ وُا الْمِحْرَابَ ○ اِذْ دَخَلُوْ اعَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ (ص آیت 22,21) ترجمہ:۔ کیا تم کو اس مخاصمے (واقعہ) کی خبر پہونچی جبکہ وہ عبادت خانے میں داؤدؑ کے سامنے آئے تو وہ اُن (فرشتوں) کو دیکھ کر گھبرا گئے۔

ایک جگہ ارشاد ہے فَلَمَّآ اَتٰهَا نُوْدِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَيْمَنِ فِى الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ يّٰمُوْسٰٓى اِنِّىٓ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ○ (القصص 30) ترجمہ:۔ پس جب (موسیٰؑ) اُس وادی میں داخل ہوئے تو اُن کو ندا دی گئی، وادی کی سیدھی طرف درختوں کے جُھنڈ میں، بقیعہ مبارک سے کہ اے موسیٰ! میں ہی اللہ ہوں' تمام جہانوں کا ربّ ہوں"۔

عالم مثال کو اچھی طرح سمجھ جاؤ تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ دیکھو! بہ بحالتِ خواب' نیک لوگ مکۂ معظّمہ' مدینہ منورہ' نجف اشرف' کربلا معلیٰ' بغداد شریف یا اجمیر شریف پہنچ جاتے۔ بعض خوش نصیب تو اُن مقاماتِ مقدسہ کے صاحبانِ قبور کی زیارت سے بھی مُشرف ہو جاتے ہیں۔ اُن مقامات تک پہنچنے کے لئے اور فاصلہ طے کرنے کے لئے نہ تو زمانے کی کچھ مدت درکار ہوتی ہے اور نہ مشکلات و آفات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اُسی طرح بُرے لوگ بھی اپنے معبودوں یعنیٰ شیاطین جن وانس تک پہنچ کر اُن سے مدد حاصل کرتے ہیں۔

غرض کہ عالم مثال میں معانی اور علویات (Rhetoric & Subtleties) مناسب صورت و شکل میں ظاہر ہوتے ہیں جیسے ''علم'' دودھ کی شکل میں، ''زانی مرد'' مردار خوار کی صورت میں' ''سخت بیماری'' بھینس اور ہاتھی کی شکل میں، ''موذی آدمی'' بچھو کی شکل میں، ''مکار شخص'' لومڑی کی شکل میں، ''چور'' کوّے کی شکل میں' ''کمزور ایمان'' ضعیف آدمی کی شکل میں نظر آتے ہیں۔

علمِ رویا' (علمِ خواب) کا دارومدار غیر مرئیات (Unvisible) سے مشابہت اور تشاکل (Forms) کے سمجھنے پر ہے اور عالَمِ رویاء کو حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ خاص مناسبت ہے۔ عالم مثال کو ''برزخِ اصل'' بھی کہتے ہیں۔

کشف یا مثال کا نظر آنا دو قسم پر ہے (۱) صحیح (۲) غلط۔ صحیح بھی دو قسم پر ہے

(a) حقیقی صورتیں جیسے رویائے صادق (سچے خواب) میں، کہ واقعہ مَنْ وَعَنَ (جیسا کا ویسا) نظر آجاتا ہے (b) مجازی صورتیں۔

مجازی صورتیں بھی دو طرح ہیں (1) نفس کی طرف سے بلا زیادت و نقصان (2) نفس کی طرف سے بزیادت و نقصان۔ یاد رہے کہ نفس جس قدر پاک رہے گا، مہذب، بے خواہش اور ساکن ہوگا اُس کا کشف یا خواب اُسی قدر صحیح اور درست ہوگا۔

جس کشف و خواب میں مجازی صورتیں دکھائی دیتے ہیں تعبیر دینے والے، معنیٰ بیان کرنے والے کو دیکھنے والے کے حالات سے واقف ہونا ضروری ہے۔

عالم مثال میں صورتیں ارواح اور اُس کے اوپر کے مراتب سے بھی آتی ہیں اور عالم شہادت اور اُس کے نیچے کے مراتب سے بھی آتی ہیں۔

عالم شہادت (World of Manifestation): عالم مثال کے بعد عالم شہادت و ناسوت و اَجسام کا درجہ ہے کہ جس

میں روح اور مثال کے کمالات کے علاوہ زماں ومکان(Time and Space) سے مقید(Confined) ہونے کی وجہ، جسم (Mass)، وزن(Weight) بھی ہوتا ہے۔ عالمِ شہادت کو عالم معادیت(Materalistic world)، عالم خلق اور عالم اجسام بھی کہتے ہیں۔

عالم شہادت میں اشیاء (چیزیں) محسوس ''بحواسِ ظاہری'' (By Physical Senses) ہوتے ہیں۔ عالمِ شہادت میں صرف زمانہِ حال، معلوم ومشہود(Known Manifest) ہوتا ہے۔ ماضی(Past)، مستقبل(Future) مشہود نہیں ہوتے۔ کوئی شئے عالم شہادت میں نہیں ہوتی مگر یہ کہ اُس کا وجود عوالمِ مافوق (عالم مثال اور عالم ارواح) میں ہوتا ہے، خواہ جوہر(Atom) ہو یا عرض (چیز)، خط ہو یا ہندسہ یا کچھ ہی ہو۔

13۔ عالم برزخ (World of Death)

13۔**سوال**: عالمِ برزخ کے متعلق گونا تفصیل بیان کرو؟

جواب: آدمی کے مرجانے کے بعد اس پر ایک دوسرے عالم کا راستہ کھل جاتا ہے۔ جس کو ''عالم برزخ ثانی'' اور ''عالم قبر'' کہتے ہیں۔ اُس برزخ ثانی میں نیک آدمی کی دکیفیت اُمیدوارِ فضل وکرم کی سی ہوتی ہے۔ اور بُرے آدمی کی حالت اُس شخص کی سی ہوتی ہے جو حوالات (قید) میں گرفتار ہو جائے اور جسے بعد میں سزا ملنے والی ہو۔ عالم برزخ میں روح انسانی کو عالمِ اجساد و ناسوت سے ایک گونہ تعلق وربط رہتا ہے۔ مگر اُن پر ایک قسم کی روک ٹوک بھی رہتی ہے۔ اپنا ماجرہ صاف صاف بیان کرتے' کبھی اِشارے، کنائے سے کام لیتے ہیں۔ مرنے کے بعد برزخ والوں کو شہادت والوں کی خبر رہتی ہے۔ قبر پر آنے والوں کو اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ یَا اَھۡلَ الۡقُبُوۡرِ اَنۡتُمۡ سَلَفٌ وَنَحۡنُ خَلَفٌ وَاِنَّا اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمۡ لَاحِقُوۡنَ (حدیث) کہنے کا حکم ہے۔

ترجمہ:۔ اے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو۔ تم پہل کر کے گزر گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے اور اِنۡ شَاءَ اللّٰہ ہم تم سے مل جانے والے ہیں۔

اہلِ قلیب بدر (بدر کی جنگ میں مارے گئے کفار) کے متعلق صحابہؓ سے حضرت رسول ﷺ نے فرمایا لَسۡتُمۡ بِاَسۡمَعَ مِنۡھُمۡ (نہیں ہو تم زیادہ سننے والے اُن (کفار) سے)۔ اگر سَماعِ مُوتیٰ (سننا مرنے کے بعد) نہ ہوتا تو یہ سب کیوں ہوتا۔ اگر اہل قبور کا کہنا' سُننا آنا' عالم شہادت کے اُصول ونوامیس (Rules) کے تحت ہوتا تو ظاہر ہے اتنی گزوں مٹی کے نیچے سے تو سُننا ممکن نہیں۔ بلکہ اُن کا سننا آنا اور ہی (دوسرے) اُصول وقوانین کے ماتحت ہے۔

عالم آخرت (World n Hereafter)

2۔سوال: عالم آخرت کے متعلق مختصر بیان کرو؟

جواب: جب تمام اَجسام(Bodies)بوسیدہ(Decayed)ہوکر چُورہ چُورہ ہوجائیں گےتوانسان کامحلِ نظر(جسم)گُم اورنابودہوجائے گا۔اورتمام ارواح،عالم برزخ سے عالم آخرت کی طرف لوٹ جائیں گےاورہرایک اپنے اپنے اعمال کابدلہ دیکھ لے گا آخرت میں،حسبِ فرمان الٰہی "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ o وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه (الزلزال۔8) ترجمہ۔جوشخص رائی برابربھی نیکی کرے گاوہ اُس کودیکھ لے گا۔اورجوکوئی رائی برابربھی بُرائی کرے گاتووہ اُس کودیکھ لے گا۔جیسی کرنی ویسی بھرنی ہوگی۔نیک کوجزاءاوربدکوسزاملے گی۔

3۔**سوال** : آخرت میں تَن(جسم)کوعذاب ہوگایارُوح کو؟ دنیامیں تَن کوتکلیف ہوتی ہے یارُوح کو؟

جواب: تَن(جسم)توبےادراک (بےجان)ہےاُس کوکیاتکلیف ہوگی۔اصل میں تَن کےذریعہ(توسط) سےرُوح کوتکلیف ہوتی ہے۔پھرتوآخرت میں آخرت ہی کےتَن کےتوسط سےرُوح کوعذاب ہوگا۔عذاب و ثواب توصاحبِ اِدراک(Sensible) کوہوتاہےاوروہ رُوح (Soul) ہے،مگربتوسطِ تَن۔

کیاآخرت بھی ایک خواب ہے؟نہیں دنیاایک خواب ہے۔یہاں جوہورہاہےاُس کی تعبیرآخرت میں دیکھنی ہوگی۔

4۔**سوال**: نجاتِ مسلم کی مختلف صورتیں بیان کروَ؟

جواب: نجاتِ مسلم (Resurrection of Muslim):۔دنیا دارالعمل ہے۔اچھےکام کرنےوالےمُسلم تواپنےنیک عمل کی جزاپائیں گے۔اوربُرےکام کرنےوالےمسلم بھی دوقسم کےہیں۔

(1) تائب(جنہوں نےتوبہ کرلی) (2) غیرتائب (جنہوں نےتوبہ نہیں کی)۔

اگرتوبہ کی ہےتوبغیرکسی عذاب کےنجات۔غیرتائب کےنجات کےدوصورتیں ہیں۔(1) یاتووہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت(Intercession)سےنجات پائیگا (2)یاپھراپنےاعمال کی کچھ نہ کچھ سزاپاکرنجات پائیگا۔

اَللّٰهُمَّ اَرِنِی حَقَآئِقَ الاَشْيَآءِ كَمَا هِيَ تَوَفَّنِي مُسْلِماً وَّاَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِيْنَ۔

ترجمہ:۔اےاللہ مجھےاشیاءکی حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں دکھلادے مجھےمسلمان اُٹھالےیعنٰی مجھےمسلمان مارااوراُن کے ساتھ ملادےجوتیرےقُربِ خاص کی صلاحیت رکھتےہیں یعنٰی نیک لوگوں میں کےزمرےمیں مجھےشامل کردے۔

14۔ شیون واعیانِ ثابتہ

(AFFINITIES & PROBATE ARCHE TYPES)

1۔**سوال**: ''شیون'' سے کیا مراد ہے اور یہ کتنے قسم کے ہیں؟

جواب: مرتبہ وحدت(INDEFINITY) میں ہر قسم کی کثرت کی قابلیت(Potential of Multiplicity) ہوتی ہیں۔اَن قابلیتوں کو ''شیون''(Affinities) کہتے ہیں۔''شیون'' دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(1) شیونِ الٰہیہ (DIVINE AFFINITIES):۔مرتبہ وحدت میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو جانتا ہے یہ شیون الٰہیہ ہے اور یہ حقائق الٰہیہ کہلاتے ہیں۔یہی مرتبہ الوہیت ہے۔

(2) شیونِ خلقیہ (CREATIVE AFFINITIES):۔مرتبہ وحدت میں اللہ تعالیٰ مخلوقات کو جانتا ہے۔یہ ''شیون خلقیہ'' ہے اور یہ حقائق خلقیہ یا حقائق ممکنات سے موسوم ہوتے ہیں اِن کو ''حقائق کونیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔یہی عین الاعیان یا عین ثابتہ اعظم ہے۔ یہ ہی مرتبہ عبودیت ہے۔

2۔**سوال**: مرتبہ الوہیت اور مرتبہ عبودیت سے کیا مراد ہے اور اِن مراتب کا جامع ''اسم'' بتاؤ؟

جواب: مرتبہ ''وحدت'' میں،تمام حقائق الٰہیہ کا جامع اسم (INTEGRATED EPITHET) ''اللہ'' ہے یہ مرتبہ ''الوہیت'' ہے۔مرتبہ الوہیت کا عبد یا مربوب جو حقیقتِ جامہ ممکنات یا عین ثابتہ اعظم ہے،وہ ''عینِ محمدیؐ'' ہے یہ مرتبہ عبودیت ہے۔لہذا مرتبہ الوہیت کی تفصیل،تمام اسماءِ الٰہیہ ہیں اور عین محمدیؐ کی تفصیل،تمام اعیانِ ثابتہ ہیں' جو مرتبہ ''واحدیت'' ہے۔

3۔**سوال**: اسماء وصفات الہیہ کا مبدا و اسم اور اسکی تفصیل کیا ہے؟اور کلمۃ اللہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسماوصفات میں سے تمام اسمأ کا مبدء(SOURCE) حیات(LIFE) ہے اور اسم(Apethet) ''حَی'' تمام اسماء کا پیشرو(پہلا)اِسم ہے۔

اسم ''حَی'' کی تفصیل(Details) علیم۔سمیع۔بصیر۔قدیر۔مرید۔کلیم ہیں۔

اسم ''علیم'' تمام اسماء پر حاکم اور تمام عوالم(Universe) کا اُسی پر دارومدار ہے۔

اسم ''بصیر''(Seeing) کے ذریعے سے تمام اعیان یعنی معلوماتِ الٰہیہ باہم ممتاز(Distinguish) ہوتے ہیں۔

اسم ''سمیع'' (Hearing) کے ذریعے سے عین ثابتہ کے اِقتضا (Needs) کا علم ہوتا ہے۔

اسم ''قدیر'' کے ذریعے سے قدرت بطورِ کلی ''عین'' (حقیقتِ شئے) کو وجود عطا کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

اسم ''مرید'' کے ذریعے سے قدرت بطورِ خاص ''عین'' کو وجود و خَلق عطاء کرنے اور اُس کے اقتضاء آت (Requirement) کے نمودار کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔

اسم ''کلیم'' عین ثابتہ کو ''کُن'' سے خطاب فرماتا ہے اور وہ ''وجود'' سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

''کُن'' سے جو شئے حاصل ہوتی ہے وہ اَمرِ حَقْ وَكَلِمَةُ اللّٰه ہے۔ سب سے پہلے کلمة اللّٰه "روح" (Soul) بنتا ہے۔ اس لئے عالم ارواح کو عالم ''امر'' (World of Commands) بھی کہتے ہیں۔

15۔ کُن فیکون
(BE! AND IT IS THERE)

1۔**سوال**: معیارِتقدّم اورتاخّر کی کتنی صورتیں (اقسام) ہیں؟

جواب: کُنْ فَیَکُوْن کو سمجھنے سے پہلے ہم معیارتقدیم وتاخر (CONCEPT OF PRECEDENCE & FOLLOWING) سمجھیں گے۔

معیارتقدّم وتاخر (پہلےاور بعد) = اِس کی بہت سی صورتیں ہیں، اِن میں اہم تین صورتیں ہیں۔

(۱)تقدّم ذاتی (2)تقدّم دہری (3)تقدّم زمانی

2۔**سوال**: تقدّ مِ ذاتی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ وضاحت سے بیان کرو؟

جواب: تقدّم ذَاتی (ETERNAL ANTIQUITY) اِسکو ''تقدیم سرمدی'' بھی کہتے ہیں۔اِس میں ایک مقدّم (پہلا) ہوتااوراُسکے مقابل ایک موخّر (بعدکا) ہوتا ہے۔تقدیمِ ذاتی میں مقدّم اورموخّر دونوں ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ صرف مقدم کی ذات ہی پہلے ہوتی ہے۔اِس مثال پرغور کریں!

کسی نے قفل(LOCK) میں کنجی(KEY) کولگا کرکنجی کو پھرایا(گھمایا)۔کنجی کی حرکت اور ہاتھ کی حرکت دونوں معاً (ایک ساتھ ہی) رہتے ہیں۔مگر کہنا پڑتا ہے کہ ہاتھ کی حرکت پہلے ہےاورکنجی کی حرکت بعد۔گو دونوں کی حرکت کا زمانہ(PERIOD) ایک ہے۔مگر ہاتھ کی حرکت بالذات(Absolute) ہےاورکنجی کی حرکت بالذّ ات نہیں بلکہ ہاتھ سے کنجی حرکت کی ہے۔لہذا ہاتھ کی حرکت بالذات اورکنجی کی حرکت سے پہلے ہےاورکنجی کی حرکت بالعرض(Contingent)اور بالواسطہ(Indirect) ہے۔

اللہ تعالیٰ ''قدیم'' ہےاوراُسکے صفات بھی قدیم ہیں۔لہذا ذات الٰہی اور صفات الٰہی میں نسبت سرمدی ہے۔مگر کہنا پڑتا ہے خدا کی ذات پہلے (مقدّم) اورصفات بعد (موخّر) ہے۔اِس تقدّم کو''سرمدی'' کہتے ہیں۔نست سرمدی علمِ الٰہی سے متعلق ہے۔

3۔**سوال**: تقدّم زمانی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

جواب: تقدّم زمانی(PERIODIC PRECEDENCE)

اس میں مقدّم کا زمانہ الگ اور موخّر کا زمانہ الگ ہوتا ہے۔جیسے زیدؔ عمر سے گھنٹہ بھر پہلے آیا۔تو زید کا آنا

زمانے میں پہلے ہے اور عمر کا آنا بعد۔ دونوں کا زمانہ کبھی ایک نہیں ہوسکتا۔ بہرحال حادث (نَو پید) (Incipient) کا مقابلہ بعد پیدا ہونے والی چیز سے کیا جائے تو یہ "تقدّم زمانی" ہے۔ اجسام (Bodies) سے نسبت لگائیں تو یہ تقدّم زمانی ہے جو عالم شہادت سے متعلق ہے۔

4۔ **سوال**: تقدّم دہری کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

جواب: تقدّم دہری (Timeless Antiquity) :

اِس میں مقدّم اور موخّر کا زمانہ ایک نہیں مگر مقدّم کو "حادث" کہنا پڑتا ہے تو اِس کو مقدّم دہری کہیں گے۔ جسے ہم اپنے کو ارواح (Souls) سے نسبت لگائیں تو یہ "دہری" ہوگی۔ کیونکہ روح غیر مادہ ہے مگر حادث کہنا پڑتا ہے۔ اور ہم تو حادث ہی ہیں۔ "نسبتِ دہری" عالم مثال سے متعلق ہے۔

5۔ **سوال**: اللہ تعالیٰ کے "امرِ کن" اور "فیکن" یعنی تجلیاتِ الٰہی کے اثر کے متعلق وضاحت سے بیان کرو؟

جواب: **کُن فیکون**:

معیاد تقدّم و تاخّر کو سمجھنے کے بعد ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو "علم" ہے اور "علم" بھی "قدیم" ہے۔ "علمِ" فعلِ متعدی (Transective) ہے جو فاعل (Subject) اور مفعول (Object) کو چاہتا ہے۔ فاعل تو اللہ تعالیٰ ہے۔ چونکہ اللہ "علیم" ہے تو اُس کے "معلوم" (Awareness) بھی ہیں جو مفعول ہیں۔ اُن معلومِ الٰہی کو اعیانِ ثابتہ کہتے ہیں۔ اعیان ثابتہ کو موجود ہونے کیلئے اُن پر اسماء وصفات کی تجلی کی ضرورت ہے۔

اللہ کی "ذات" قدیم۔ اس کا "علم" قدیم۔ اُس کے "معلوم" یعنی عیان ثابتہ یا حقائق اشیاء قدیم۔ اللہ تعالیٰ کے تجلیات کے اعیانِ ثابتہ پر ڈالنے کا نام حکم "کن" (Be) ہے یعنیٰ اللہ تعالیٰ نے تجلی کی تو عیان ثابتہ یا "حقیقتِ معلوم" نمایاں اور پیدا ہوگیں۔ یہی معنیٰ ہے "کن فیکون" کے، وجود بخشی (Bestowal of Existence) کے۔ تجلیات الٰہیہ کے اثر ڈالنے متوجہ ہونے کو حکم "کن" کہتے ہیں اور معلومِ الٰہیہ، عیان کے نمایاں ہو جانے کو "فیکون" کہتے ہیں۔

دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اَزل سے اَبد تک (شروع سے آخر تک) اللہ تعالیٰ کے اسماء الٰہی کے ذریعے سے ظاہر کرنے کا ایک سلسلہ ہے کہ چلا جا رہا ہے۔ قدیم (Eternal) ہو یا حادث (Incipient) سب اللہ تعالیٰ کے اسماء کے اثرات ہیں۔

یہ اسماءِ الٰہی ظاہر (Monifest) ہوتے ہیں تو ایک ترتیبِ خاص (Special order) سے ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً پہلے دادا' بیٹا اس کے بعد، پوتا اسکے بعد۔ علت (Reason) پہلے معلول (Pretence) اُسکے بعد۔ سبب (Cause) پہلے مسبب (Causer) بعد، اُسی ترتیب کا نام تقدیر (Fate) ہے۔ پوتا' باپ سے پہلے' باپ دادا سے پہلے نہیں ہوسکتا۔ تقدیر سے جس ترتیب (Arrangement) کے ساتھ ظہور ہو رہا ہے وہ اٹل اور نا قابل تغیر (Irreversable) ہے۔ اِس بہترین ترتیب کے ساتھ ساری دنیا کو لے کر چلنا علیم' حکیم' قدیر (اللہ) کا کام ہے۔ اُس پر کوئی جبر (Overbearance) نہیں، مگر اُس (اللہ) کی حکمت (Wisdom) کا تقاضہ (Need) ہے، حکیم جو کچھ کرے گا حکمت سے کریگا۔ ہم کو چاہئے کہ اُس کی حکمت کے تماشہ دیکھے اور داد (Compliment) دیتے جائیں ہر آن، پر لحظ، اُس کے ہر کام پر ''الحمدللہ'' کہیں، سبحان اللہ کہیں۔

16- علم (KNOWLEDGE)

1۔ **سوال:** کیا ''علم'' کا سرچشمہ ومنبع ذاتِ باری تعالیٰ ہے؟

جواب: ''علم'' حیات' قدرت تمام کمالات کا سرچشمہ ومنبع ذاتِ باری تعالیٰ واجب جلّ مجدہ ہی ہے کیوں کہ ممکن یا بندہ جس کا وجود بالعرض ہے' عطا کردہ ہے۔ اُس کا ذاتی نہیں تو پھر کون سی شئے' کون سی صفت اسکی بالذات ہوسکتی ہے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

پس نہ ''علم'' ممکن (بندے) کیلئے بالذات (Absolute) ہے نہ قدرت۔ حیات' علم، قدرت اور جتنے بھی اللہ تعالیٰ کے ''صفات'' ہیں سب اللہ تعالیٰ کے لئے ازلی وابدی (Eternal) ہیں۔ ''ذات'' جو عینِ وجود ہے' اُس کی وجہ سے سب کا وجود (Existence) ہے۔ اُس کی حیات (Life) سے سب کی حیات ہے' اُس کے علم سے سب کا علم ہے' اس کی قدرت ہی سب کی قدرت ہے۔

2۔ **سوال:** علمِ الٰہی کے مختلف اطوار اور اعتبارات کیا ہیں۔ مختصر وضاحت کرو؟

جواب: علمِ الٰہی کے مختلف اطوار واعتبارات تین ہیں۔

(1) علم ذاتی (احدیت)　　　(2) علم فعلی (واحدیت)

(3) علم افعالی (بعد کن فیکون)

1- **علمِ ذاتی** (ABSOLUTE KNOWLEDGE) :

واضح ہوا کہ علمِ الٰہی کے مختلف اَطوار (Ways) ہیں۔ جدا جدا اِعتبارات (Hypostasis) ہیں۔ مرتبہ احدیت(STATE OF INFINITY) میں ''علم'' عینِ ذات(Precise unity) ہے۔ ذاتِ حق نورِ محض (ABSOLUTE DEVINE LIGHT) ہے۔ ظلمت (Ignorence) کو وہاں رسائی نہیں۔ علم ہی نور ہے، جہل ظلمت ہے۔ اُس مرتبہ احدیت میں، اللہ ہی ''عالم'' ہے، وہی ''معلوم'' ہے، وہی ''شاہد'' ہے وہی ''مشہود'' (Obvious) ہے، وہی ''شہود'' (Witness) ہے۔ وہی ''واجد'' (Founder) ہے، وہی ''موجود'' (Manifest) ہے، وہی ''وجود'' (Being) ہے۔ احدیت میں بالکل غیریت(Otherness) کی گنجائش نہیں۔

اِس مرتبہ میں ''علم'' کا نام ''نور'' ہے اور علم ذاتی ہے۔ اَللّٰـهُ نُـوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ (اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور ہے)۔ (سورۃ النور آیت 34)

اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو اجمالی طور سے جانا۔ یہ مرتبہ احدیت ہے۔

2- **علم فعلی** (KNOWLEDGE OF DEEDS) :

مرتبہ احدیت کے بعد مرتبہ واحدیت (Mutiplicity) میں ذواتِ ممکنات نمایاں (Salient) ہوتے ہیں، مگر اُن ممکنات کا موجود ہو جانا ضرور نہیں کیوں کہ وہ ''کُن'' کے بعد مخلوق و آثار ہوں گے۔ اِس مرتبہ واحدیت میں علمِ الٰہی کو علمِ تفصیلی یا فعلی کہتے ہے۔ اُس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ ہی ''علم''، ''عالم''، وہی ''معلوم'' ہے۔ یعنی اللہ بحیثیت ''معلوم'' (Awareness) کے عین ثابتہ (Probat Arche Types)، بحیثیت ''علم'' کے تجلیاتِ خداوندی ہے۔ اُس مرتبہ میں اللہ تعالیٰ عین ثابتہ پر اسماء الٰہی کی تجلی فرماتا ہے۔ ''کُن'' کا حکم دیا جاتا ہے تو وہ (شئے) موجود فی خارج (Externally Existed) ہو جاتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے اِنَّمَـآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـئًـا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ o (اس کے سوا نہیں کہ کسی چیز کیلئے ہمارا فرمان جب ہم اُس کا ارادہ کرتے ہیں تو بس کہتے ہیں ''ہو جا'' پھر وہ چیز ہو جاتی ہے۔ (سورۃ یٰس۔82)

3- **علم اِنفعالی** (KNOWLEDGE OF PASSIVITY) :

فرمانِ الٰہی ''کن فیکون'' کے بعد مخلوقات جس جس عالم (عالم ارواح عالم مثال، عالم شہادت، عالم برزخ، عالم قیامت) میں پہنچتے جائیں گے علمِ الٰہی اُن سے متعلق ہوتا جاتا ہے، یہ ''علمِ انفعالی'' ہے۔ اِس علم کا تعلق

مخلوقات،حوادث(Incipeinces)سے ہونے کی وجہ سے خود ''علم'' حادث(Incipience) نظر آتا ہے مگر اِس تعلق یا ظہور (Manisfestation) کے حدوث ہونے سے علمِ قدیم پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

نوٹ: علم فعلی ''کن'' سے پہلے کا فعلِ تخلیق ہے اور علمِ انفعالی بعد ''کن'' کے ہے۔

3۔**سوال:** معلومِ الٰہی سے کیا مراد ہے؟ اور معلومات الٰہیہ کتنے قسم کے ہیں۔معلوم اعظم سے کیا مراد ہے؟

جواب: معلوم(DIVINE AWARENESS)

اللہ تعالیٰ پیدا کرنے کے بعد نہیں جانا بلکہ جان کر ہر چیز کو پیدا کیا۔پس،اللہ تعالیٰ کا علم انتہائی قدیم ہے اور معلومات الٰہیہ کو ''عیانِ ثابتہ'' کہتے ہیں۔کُن کا حکم اعیان کو ہوا۔''کن'' کے بعد مخلوقات پیدا یا ظاہر(Manifest) ہوئے۔لہٰذا ''اعیانِ ثابتہ'' مرتبہ داخلی (واحدیت) میں ہیں اور ''مخلوق'' مرتبہ خارجی (شہادت) میں ہیں مرتبہ داخلی میں نہیں۔

''معلوماتِ الٰہی'' دو قسم کے ہیں''۔

1) حقائق الٰہیہ (Fact of Divinity) یہ اسماء الٰہیہ ہیں جو معلومِ حق ہیں۔

2) حقائق ممکنہ (Facts of Possibles) یہ صورِ ممکنات ہیں جو حق کو معلوم ہیں۔

مرتبہ وحدت(State of Indefinity): یہ مرتبہ واحدیت سے پہلے اور مرتبہ احدیت کے بعد ہے۔مرتبہ وحدت میں ہر قسم کی کثرت کی قابلیت(Potential) ہے۔اُن قابلیتوں کو شیون(Affinities) کہتے ہیں۔

شیون بھی دو قسم کے ہیں:۔ 1) شیون الٰہیہ 2) شیون خلقیہ

مرتبہ وحدت میں شیونِ الٰہیہ کو ''حقائقِ الٰہیہ'' بھی کہلاتے ہیں اور شیونِ خلقیہ حقائقِ ممکنات سے بھی موسوم ہیں۔

معلوم اعظم (Supremely Known):

تمام ''حقائق الٰہیہ'' کا جامع اسم(Supreme Epithet) ''اللہ'' ہے اور اُس کو ''مرتبہ الوہیت'' (State of Divinity) کہتے ہیں،اُس کا عبد(Servant) یا مربوب(Sustainee) حقیقتِ جامع ممکنات (Abstract of Fact of Creature) یا عین ثابتہ اعظم(Supreme Probate Architype) یا عین الاعیان(Archetype Premordiom) ہے جو عینِ محمدی (ﷺ) یا معلوم اعظم ہے اور یہ ''مرتبہ عبودیت'' (State of Servitude) بھی کہلاتا ہے۔

لہذا ''مرتبہ الوہیت'' کی تفصیل(Details) تمام اسماء الٰہیہ ہیں۔اور مرتبہ عبودیت یعنی عین محمدیؐ

یا معلوم اعظم کی تفصیل اعیان ثابتہ مخلوق ہے جو مرتبہ واحدیت سے نمایاں (Prominnet) ہے۔

4۔**سوال**: مرتبہ احدیت (ذات حقہ) اور مرتبہ وحدت (الوہیت وعبودیت) کی وضاحت کرو کہ شانِ عبداللہ ہی شان و رتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟

جواب: رب و عبد (SUSTAINER & SERVANT):۔

اب ربّ اور عبد کے متعلق گفتگو کریں گے جو بہت اہم ہے اور اِس کو غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔

1۔مرتبہ ذاتِ حق، عینِ وجود ہے، اجمال(Epitome) ہے، مابہ الموجودیۃ(Essence of Existence) ہے۔اور یہی مرتبہ احدیت بھی کہلاتا ہے۔ یہاں ذاتِ حق کے مقابل کوئی شئے نہیں اگر کوئی مفہوم (Meaning) اُس کے مقابل ہے تو وہ ''عدم'' (Non-Being) ہے جو موجود نہیں ہوسکتا۔ معلوم ہوا کہ ذات(Unity) کے معنٰے کے لحاظ سے اللہ تعالٰی کے کوئی مقابل ہے نہ اُس کا کوئی مظہر ہے۔

2۔الوہیت (Devinity) جو مرتبہ وحدت میں ہے اور جملہ صفاتِ کمالیہ کا اجمال(Epitome) ہے۔اس مرتبہ میں الوہیت (اللہ) کے مقابل ''عبداللہ'' ہے جس کا مرتبہ ''عبودیت'' کہلاتا ہے۔

واضع ہو کہ الوہیت میں تاثیر (Effect) اور فعلیت (Activeness) ہے تو عبودیت میں تاثیر پذیری (To be affected) اور انفعال (Passiveness) ہے۔ الوہیت میں استغناء (Self Contentment) ہے تو عبودیت میں احتیاج وافتقار (Indigence & Exigency) ہے۔

3۔ ہر چند کہ ہر ممکن (عبد) اپنی ذات اور حقیقت کے لحاظ سے کچھ بھی وجود (Existence) نہیں رکھتا یعنی اُسکا وجود ذاتی نہیں بلکہ بالعرض (دیا ہوا) ہے، ممکن (عبد) اپنی موجودیت کے زمانے میں بھی اپنے عدمِ ذاتی (Absolute Non-Beings) سے کبھی باہر نہیں نکلتا جیسے اِن مثالوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔

مثال: چودھویں رات کا چاند کتنا ہی تاباں اور درخشاں (چمکتا) ہو پھر بھی اپنی ذات اور حقیقت کے لحاظ سے ''بے نور'' ہی ہے یعنی اُس کیلئے ظلمت ذاتی ہے اور نور کا انعکاس (Reflection) سورج کے نور (Light) سے ہے۔ اُسطرح بقول اس مقولہ کہ! اَلْعَبْدُ مَا یَدَاہُ بِمَوْلَاہُ یعنی غلام یا بندہ اور جو کچھ اُس کے قبضہ میں ہے بہ طورِ ملکیت ہی ہے کیونکہ سب کچھ تو اس کے آقا کا ہے، رب کا ہے، اللہ کا ہے۔

4۔ تاہم ''عبداللہ'' وہ ہے جس میں تمام کمالاتِ الٰہیہ تاباں اور نمایاں ہوں۔ جس طرح ایک آئینہ

(Mirror) جس پر ذاتی نقش ونگار نہ ہوں، کوئی داغ دھبہ نہ ہو، خود نظر نہ آئے' وہ بیشک خورشید جہاں تاب (سورج) کو دکھا سکتا، اُسی طرح جو عبد کچھ نہ رکھے، وہ سب کچھ کا مالک ہو جاتا ہے۔ سب اُسکو غنی (Rich) سمجھتے ہیں اور وہ اپنے آپ کو سراپا احتیاج (Extremely Indigence) سمجھتا ہے۔ یہ علمِ صحیح (Factual Knowledge) ہی اُسِ (عبد) کو ''خلیفہ اللہ'' بنا دیتا ہے۔ یہ ہی تو ہے شان ومرتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کا کوئی بھی ہمعصر یا برابر ہو نہیں ہو سکتا۔ ہاں پیرو اور امّتی ہونے کے لحاظ سے محبوب اور پسندیدہ ہو سکتا ہے اگر اللہ چاہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لینا چاہیئے کہ کوئی بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے برتر یا برابر ہے۔ آپ ہی اور صرف آپ ﷺ ہی عبد اللہ و خلیفۃ اللہ ورسول اللہ ہیں، باقی سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع وغلام ہیں۔

﴿کرم انکا نہیں یہ حال پر میرے تو پھر کیا ہے﴾

جھلک جب سے نظر آئی کسی کے حُسن کی دل میں
اُسی کو پارہا ہوں ہر گھڑی میں دل کی محمل میں

کسی کا راز ہے پنہاں جو میری ہر رگ جاں میں
وہ ظاہر کسطرح ہوگا بھلا غیروں کی محفل میں

عجب انداز ہیں اُنکے منزہ سب سے رہکر بھی
ہوا کرتے ہیں وہ جلوہ نما آئینۂ دل میں

نمائش کر رہے ہیں جو مہ و خورشید و انجم میں
حقیقت میں وہی خود ہیں نمایاں حق و باطل میں

کرم اُنکا نہیں یہ حال پر میرے تو پھر کیا ہے
جو اُنکو پارہا ہوں میری ہر بے تابیِ دل میں

کسی کی بے نیازی سے ہوا جب سے نیاز حاصل
نظر آتا نہیں سود و زیاں کچھ بھی تو حاصل میں

کسی سے میری نسبت کو کوئی کیا جان سکتا ہے
فنا ہوں ذات میں اُسکی نہاں ہے جو میرے دل میں

ہے ترکِ امتیاز ہی تو سکونِ دائمی خالؔد
تخیل ہی سے پیدا فرق ہے طوفاں میں ساحل میں

حضرت خالؔد وجودیؒ

17۔ متفرقات

(MISCELLANEOUS ISSUES)

1۔**سوال**: ذات اور صفات میں کیا فرق ہے واضح بیان کرو؟

جواب: ذات وصفات میں فرق۔ (UNITY & ATTRIBUTES, A COMPARISON)

1۔ ذات، مستقل شئے ہے اور واحد (ایک) ہے، اُس میں کثرت (دوئی) نہیں۔

2۔ صفات، غیر مستقل شئے ہے، اُس میں کثرت ہے۔

3۔ ذات خود اپنے سے قائم ہے۔جبکہ صفات ذات کے ساتھ قائم ہے۔

4۔ ذات، باطن (Intrinsic or Internal) ہے اور صفات اُس (ذات) کے افعال کی وجہ ظاہر (Externally Manifested) ہے۔

5۔ ذات، خارج میں (Externally) مستحقق (Proved) یعنٰی ثابت ہے' صفات کا ثبوت علم میں معتبر (واضع) ہے۔

6۔ ذات میں تعارض (بے جوڑ یا عینت) ہے' تخالف (ضِد اور غیریت) (Confortation) نہیں۔ صفات میں تعارض وتخالف ہے۔

7۔ ذات، ظہور (Manifestation) وبطون (Eternal) کے اعتبارات (Hypostasises) سے منزہ (Free) ہے' صفات اُن اعتبارات سے موصف (جانی جاتی) ہے۔

8۔ ذات، صفات سے رُتبۂ مُقدم (پہلے) ہے اور صفات اُس سے رتبۂ مُوخر (بعد) ہے۔

9۔ ذات دلالت (Evidence) سے منزہ (Free) ہے' صفات ذات پر دلیل (Evident) ہیں۔

10۔ حدوث وقِدم (Incipience & Precedance) وغیرہ کے اعتباراتِ عقلیہ میں جیسی ذات ویسے صفات مانے جاتے ہیں (یعنٰی دونوں ایک وقت ساتھ ساتھ) صفات میں عدد (گنتی) کا اعتبار ہے۔ذات میں عدد کا اعتبار نہیں۔

11۔ نفسِ وجود (Absolute Being) کے لحاظ سے وہاں کوئی عدد نہیں' کوئی امتیاز (Distingtion) نہیں کہ وہی (ذات) ہر ایک صفت کا عین (Precise) ہے۔(یہ ہی تقدّم ذاتی یا سرمدی ہے یعنٰی ذات وصفات

بیک وقت ساتھ ہیں۔)

2۔**سوال**: حدوث وقِدم کی وضاحت اور باہم ربط، مثال کے ذریعہ بیان کرو؟

جواب: حدوث وقِدم (Incipiences & Antiquity) :

واضح ہو! ''نور'' سے مراد روشنی یعنی کھلنا اور واضح ہونے کے ہیں۔

...... نورِعلم (قِدم)، نورِبصر (حادث) سے یعنی الطف وشہور (Grace & Manifestation) سے منزہ (آزاد یا Free) ہے۔

...... نورِعلم کی یافت (پہچان) علم سے ہی ہوتی ہے

...... نورِبصر (Seeing Sight) کی یافت علم وشہود سے ہوتی ہے۔

...... نورِسمع (Hearing) کی یافت صرف علم سے ہوتی ہے۔

...... صفت سمع کا تحقق (ثبوت) بغیر صفت کلام (Speech) کے ظہور (Manifest) نہیں پاتا۔

...... اس تمہید کے بعد واضح ہو کہ جب صاحب وجود (اللہ تعالیٰ) کا وجود کسی صفت (Attribute) کے ساتھ تجلی کرتا ہے تو اُس صفت کے ساتھ اُس کی صورت اُس کے (اللہ تعالیٰ کے) علم وشہود میں اسی صفت کے مناسب تجلی میں ظاہر ہوتی اور اُسکا اِسم کہلاتی ہے۔ اور نورِ وجود (علم الٰہی) میں جس حالت وحیثیت (Status) پر کہ وہ ہے، شہود ومدرک (Manifest and Perceive) ہوتی ہے لیکن وہ صفت وہ صورت کس نوع یا قسم (Spacies) وحیثیت یا وضع (Status) کی ہے اُسکا ادراک (شہود) نورِعلم سے ہوتا ہے۔

لہٰذا نورِعلم، اشیاء (چیزوں) کی صفات میں تمیز (Distinction) ہے اور اُس نورِعلم کی وجہ ہر شئے اپنی حیثیت (Status) پر جیسے کہ وہ ہے معلوم ومدرک ہوتی ہے (جانی اور پہچانی جاتی ہے)۔

...... جہاں (جب کبھی) غلبۂ نورِ وجود (قربِ الٰہی) کی وجہ اشیاء (چیزوں) کے درمیان امتیاز (Distinction) مُتعذر (معلوم) ہوں یا بصرِ مُشاہد (دیکھنے والے کی آنکھ) مرتبۂ شہود (حادث) (Manifestation) سے ترقی کرکے مرتبۂ نورِعلم (قدیم) میں فانی ہو، وہاں نورِ شہود عین نورِعلم ہے یعنی حقیقتِ نور (جو نورِعلم ونورِشہود کے اعتبارات کا جامع وعین ہے)، کے لحاظ سے ''علم'' کا عین ''شہود'' اور ''شہود'' عین علم ہے۔ یہ اَمر (ایسا مشاہدہ) حقیقتِ نور کے لحاظ سے ہے جو عین حیات ووجود ہے اور سالک مشاہد

(عارف) پر منکشف (Inspire or appear) ہوتا ہے۔

...... گو "وجود" (The Being) بسیط (Principle) ہے' مگر وہی ہزاروں بار (لاتعداد) عالم میں جلوہ گر ہے۔ باطن (Esotric) ہی ظاہر (Exorteric) ہو گیا ہے۔ واحد ہی کثیر (Multiple) بن گیا ہے۔ تفصیل (Expantion) کا مرجع (Antecedent) اجمال (Abstract) ہے۔ کثرت (Multipilicity) کا منبع (Source) وحدت (Indefinity) ہے۔ مگر "نہ وحدت کثرت ہے نہ کثرت وحدت"۔

اب ہم اِس مثال پر غور کرتے ہیں۔

موجِ دریا (Wave and River):۔ موج (Wave) 'دریا (River) پر قائم ہے اور اُس (دریا) کی محتاج ہے۔ اگر دریا نہ ہو تو موج بے پتہ ہے۔ دریا سے موجیں اُٹھتی ہیں، کوئی چھوٹی کوئی بڑی، بڑی موج چھوٹی موج کو نگل جاتی ہے۔ کشتیوں کو پارہ پارہ (ٹکڑے) کر دیتی ہے۔

یہ موجیں کہاں تھیں؟ دریا میں۔ کہاں چلی جائیں گی؟ دریا میں کیا موجوں کے حدوث (Manifestation) سے دریا کا حدوث لازم آتا ہے؟ نہیں۔

موجوں میں تغیر تبدل (Variation) آتا ہے۔ مگر دریا تو جوں کا توں رہتا ہے۔ موج لاکھ سر اُٹھا اُٹھا کے ادعائے وجود (Claim for self existence) کرے مگر وہ پابر ہوا (پانی پر ہوا کی وجہ سے) ہے۔ اور اُس کا دعویٰ (وجود) جھوٹا ہے۔ کہاں وجود بالذات (Independent Existence) کہاں وجود بالغیر (Dependable Existence)۔

اُسی طرح ظہورِ عالم (Manifestation of World or Cosmos) سب وجود کا نمونہ (Specimen) ہے مگر ظہور عالم حادث (Incipient) 'وجود حقیقی (Primordial Being) کا محتاج' ہے لہذا یہ تمثیل "موج و دریا" بھی ذات حق پر پوری طرح منطبق (کافی) نہیں۔ کیوں کہ دریا "کُل" (Integral) ہے اور موج جُز (Fraction) ہے۔ انتقاء جُز (Alteration of Fraction) سے انتقاء کل (Integral Variation) لازم آتا۔ لیکن ذات باری تعالیٰ تو تفسیر و تقسیم سے پاک ہے۔

ہوا (Wind) جو غیرِ دریا ہے آ کر ملتی ہے تو موج نمودار ہوتی ہے، بروئے کار ہوتی ہے۔ یہاں وجود حقیقی (اللہ تعالیٰ) جو بالذات ہے اُسکے سوا ہے ہی کیا جو آ کر ملے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) تو وَحۡدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ

ہے۔وجود حقیقی، جز حقیقی (بسیط)(Primarily Factual) ہے۔بالذات موجود(Absolute Being) ہے۔ اُس کے سوا ہے ہی کیا جو ہے سُو بے بود (عدم) ہے۔دوسروں کی موجودیت اُس (موجود حقیقی) سے ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) اپنے وجود میں جو اُس کا ذاتی ہے بلکہ جزی ہے، دوسروں کا محتاج نہیں۔اگر وجود حقیقی کلّی (مرکب) اور موجودات (مخلوق) جزئیات ہوں۔تو وجود حقیقی کا دوسرے کی طرف یعنے تشخص و تعین کی طرف احتیاج(Dependence) لازم آتا ہے۔مگر ایسا نہیں ہے۔تَعالیٰ اللّٰہُ وَ عَمَّا یَصِفُوْن۔ (سورۃ الانعام آیت 100) ترجمہ: بڑائی اللہ تعالیٰ کو اُس سے کے وہ کہتے ہیں۔یعنٰی اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔

نورِ علم و نورِ بصر

دونوں عالم میں نور ہے اُسکا	یہ جہاں سب ظہور ہے اُسکا
میرے دل میں مقام ہے اُسکا	میری آنکھوں میں نور ہے اُسکا
نَحنُ اَقرَبُ کہانہ ہو غافل	جلوہ نزدیک و دور ہے اُسکا
دیکھتا ہوں عیاں بیاں اُسکو	ہر حجاب خود حضور ہے اُسکا
طور پر ہی نہیں تجلی ریز	ہر تجلی تو طور ہے اُسکا
دیکھا کر اسکو ہوش کھوکر بھی	بے خودی میں شعور ہے اُسکا
اللہ پن کیا ہے جامہ ہستی کا	بندہ پن کیا ظہور ہے اُسکا
ہے محمد [ﷺ] کا نور نورِ خدا	جملہ اعیاں میں نور ہے اُسکا
میں ہوں عاجز نواز کا خادم	عجز میرا غرور ہے اُسکا

دیکھ خالدؔ کو حق کی نظروں سے
حق کا یہ حق ضرور ہے اُسکا

حضرت خالدؔ وجودیؒ

18- توحید۔فنا۔تجلی

(MONOTHEISM-EXTINCTION-REFULGENCE)

1۔**سوال**: بندگی کی شان کیا ہے اور اسکے لوازم کیا ہیں؟ امکان وواجب کی تعریف بیان کرو؟

جواب: اِمکان (بندگی) کی شان سے ہے کہ اُس کا وجود اور عدم کا برابر ہونا۔ بندے کے لوازم (Needs) سے ہے، کسی شئے کا مالک نہ ہونا۔ غنائے مطلق (Absolute Richness) واجب تعالیٰ عزّ وعلا کے ساتھ خاص ہے اللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآء (سورہ محمد۔38) ترجمہ: اللہ تعالیٰ غنی ہے اور تم سب فقیر ہو۔ معلوم ہوا کہ بندہ جس کی حقیقت میں افتقار (Submission) واِحتیاجِ محض (Absolute Indigence) ہو، اُس کے دونوں ہاتھ خالی رہیں گے۔ وہ ہر آن، ہر لحظہ ذاتِ بالذّات (Absolute Being) کے دستِ قدرت کی طرف محتاج رہے گا۔

مانگنا اور دامن پھیلانا ہمارا کام ہے اور عطا کرنا اور کرم کرنا اللہ سبحانہٗ عمّا نوالہٗ کا کام۔

تو میرا خدا ہے میں ہوں بندہ تیرا — حاجت مجھ میں ہے اور ہے تجھ میں غنا
جب ہے صفاتِ ذات کا اظہار کمال — میں مانگتا جاوں اور تو دیتا جا

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

2۔**سوال**: توحید۔فنا۔اور تجلی سے مراد کیا ہے اور یہ امور کتنے طرح پر ہیں؟

جواب: **توحید**: ذاتِ واجب کو یگانہ سمجھنے یا جاننے کا نام توحید (Monotheism) ہے۔

فنا: ممکن (بندے) کی اِحتیاجِ ذاتی (Absolute Indigence) کا اُس پر مُنکشف (Clear) یا واضح ہو جانا ''فنا'' (Extinction) کہلاتا ہے۔

تجلی:۔قیّوم ذُوالجلال (اللہ تعالیٰ) کے ہر اَمر (کام) کے بالذّات (اُس کا ذاتی) ہونے کا پتہ چل جانا ''تجلی'' (Reffulgence) کے نام سے موسوم ہے۔

لہٰذا ''توحید'' جاننا ہے، ''فنا'' نسبت الیٰ الخُلق (مخلوق سے تعلق) کو ساقط (ختم) کر دینا ہے اور ''تجلی'' نسبت اِلیٰ اللہ (اللہ تعالیٰ سے ربط) کا پالینا ہے۔

اللہ سُبحانہٗ تعالیٰ کی ذات ہے، صفات ہیں اور افعال ہیں۔ لہذا توحید، فنا و تجلی بھی تین طرح پر ہوتے ہیں۔

1۔ توحیدِ افعال............ توحیدِ صفات............ توحیدِ ذات

2۔ فنائے افعال........... فنائے صفات........... فنائے ذات

3۔ تجلی افعال........... تجلی صفات........... تجلی ذات

ممکنات (مخلوق) میں سے کسی کی حرکت بالذّات (ذاتی) نہیں۔ تمام افعال (کام) کا خالق (پیدا کرنے والا) ربّ العالمین ہے۔ بندہ کام کرتا ہے۔ بندے کے کام کو خدائے تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (الصفات۔96) ترجمہ:۔ہم تم کو اور تمہارے کاموں کو بھی پیدا کرتے ہیں۔ چونکہ فعل (کام) بھی ممکنات (مخلوق) میں سے ہے، ممکن بغیر واجب تعالیٰ کی وجود بخشی کے پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ یعنی بالعرض کا وجود بالذات کے بغیر محال (ناممکن) ہے۔

3۔**سوال**: توحید وفنائے افعالی اور تجلی فعلی سے کیا مراد ہے؟

جواب: توحید افعالی، وفنائے افعالی، وتجلی فعلی:

بار بار اسماء الٰہیہ کے پڑھنے اور اَن کا ذکر کرنے سے اُن اسماء کا ظہور (اثر) ہوتا ہے اُن سے نسبت پیدا ہوتی ہے۔ اُن کا یقین ہوتا ہے۔ مخلوقات کے افعال (Deeds) فناء ہوتے ہیں تو خالق کے افعال نمایاں ہوتے ہیں۔ مثلاً لوگوں کی رزاقیت نظر سے ساقط (فناء) ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت کو رازق مانتا ہے، ''رزاقیت'' کو اللہ تعالیٰ میں منحصر (Resting on) سمجھتا ہے تو اللہ کی رزاقیت تجلی کرتی ہے۔ اسماء افعال وہ ہیں جو دوسروں پر اثر (تجلی) کریں اور اُن اسماء کی تجلی کو ''تجلی فعلی'' کہتے ہیں۔ یہ ہی تو توحیدِ افعالی اور (Monotheism in deeds) فنائے افعال (Extinction of Deeds) ہے۔

4۔**سوال**: توحید وفنائے صفات وتجلی صفاتی سے کیا مراد ہے؟

جواب: توحیدِ صفات۔ فنائے صفات۔ تجلی صفات:

توحیدِ افعال کے بعد صفات کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ پھر ماسوٰی اللہ کے صفات نظر سے گر جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے صفات کی طرف توجہ ہوتی ہے اور صفات الٰہیہ کی تجلی ہوتی ہے اور وہی سب میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اَب صفاتِ الٰہیہ اصل (Original) اور صفاتِ مخلوق فرع (Subordinated) معلوم ہوتے ہیں۔ ہر ایک میں کمالاتِ حق کا ظہور ہوتا ہے۔ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (سورۃ البقرہ) ترجمہ: وہ سب سنتا جانتا ہے۔ وَمَا تَشَاءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ (التکویر۔29) ترجمہ: اور تم صرف وہی چاہتے ہو جو خدا چاہتا ہے جو ربُّ العالمین ہے۔

یہ ہی توحیدِ صفات(Monotheism in attribute)وفنائے صفات(Extinction of attributes)ہے۔

5۔**سوال**: توحیدوفنائے ذات وتجلی ذاتی سے کیا مراد ہے؟

جواب: توحید ذات ۔ فنائے ذات ۔ تجلی ذات:

توحیدصفات کے بعدتوحیدِ ذات کا مرتبہ ہے۔ یہاں ممکن (بندے) کواُسکے عدمِ اصلی،نیستیِ ذاتی کا تعین (احساس) ہوتا ہے تو ذاتِ حق مشہود(Realise) ہوتی ہے۔وجودِحق معلوم ہوتا ہے۔اُس کے بعدایک غشی یا موت طاری ہوتی ہے۔یہ موتِ اختیاری ہے،فنائے ذات ہے،اِس میں خودکا کہیں پتہ نہیں ملتا۔حق حق رہ جاتا ہے۔باطل،باطل ہوجاتا ہے یہ تجلی ذات ہے،اِس حالت میں اُس پراسم ''ولی'' کااطلاق کیا جاسکتا ہے یعنیٰ اسکو ''ولی'' کہاجاتا ہے۔اِس سے پہلے ابرار(Pious)اخیار(Virtuous)اتقیاءواصفیاء میں شامل تھا۔

اب زمرہ (جماعتِ)اولیاء میں داخل ہوتا ہے۔پھرہوش آتا ہے تو خودی سے خودی کی طرف رجوع کرتا ہے۔اُس کو بقاء(Endurance) کہتے ہیں۔پہلے ''عبد'' کو ''رب'' سے،بندے کوآقا سے جدا(الگ) سمجھتا تھا۔اَب اُس کا مظہر،متجلیٰ(Manifest)،تجلی گاہ (جلوہ) جانتا ہے۔اورخودبھی تجلی گاہ ہوجاتا ہے،جیسے آفتاب (سورج) کا نور،قمر(چاند) پر پڑتا ہے تو وہ بھی تاباں (چمکدار) ہوجاتا ہے۔

اَب اِن مثالوں پرغورکریں گے۔

1۔فلم یاسنیما میں پردَے(Screen)پرآدمی ناچتے کودتے ہیں۔کونسا کام ہے کہ وہ نہیں کرتے؟ مگرعقل مند کی نظراُن ناچتی کودتی (تصویروں) کے بجائے ایک نور(روشنی کی شعاء) پر پڑھتی ہے۔وہ تلاش کرتا ہے کہ یہ نور(Light been) پیچھے کے حجرے (کمرے) سے آرہا ہے۔گویا،روشنی کی موج ہے کہ آرہی ہے جس سے یہ پردہ پرتماشا(فلم)لوگوں کے لئے تعجب(دل چسپ)ہوجاتا ہے۔

تماشا گاہ ہے عالَم کسی استادِ کامل کا　　　　یہ ہم تم کیا ہیں گویا سینما کی چندتصویریں

حضرت حسرت صدیقیؒ

2۔ایک نادان دیکھتا ہے کہ قلم(Pen)دوات(Ink Bottle)میں ڈوبتا ہےاورسفیدکاغذپرکیسے خوش وضع خوبصورت حروف لاکرجماتا ہے۔یہ قلم کیا خوب ہے؟ مگرجس کوخدانےعقل سلیم دی ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ قلم،دوات،سیاہی سب جمادات(Inorganic Matters) ہیں۔اِن میں بالذات حرکت کہاں؟ کوئی دوسرا ہی ہے جواُن کو

حرکت دے رہا، تب تو وہ متحرک نظر آتے ہیں۔

اُسی طرح ممکنات (مخلوق) میں سے کسی کی حرکت بالذّات (ذاتی حرکت) نہیں۔ تمام اَفعال (کاموں) کا خالق ربُّ العٰلمین ہے۔ بندہ کرتا ہے۔ بندے کے کاموں کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ یعنیٰ بالعرض کا وجود بالذّات (Absolute Beings) سے ہی ممکن ہے۔

6۔ **سوال:** کیا یہ دنیا ایک عالمِ اسباب اور بڑے امتحان کا مقام نہیں ہے؟ یہاں کیسے توکل کے ذریعہ غفلت سے بچ کر حضورِ حق میں رہنا اور صبر کرنا ممکن ہے؟

جواب: یہ دنیا عالم اسباب (World of Means And Resources) ہے اور بڑے امتحان کا مقام ہے۔

دیکھو! لوگ نہایت غفلت ورزی (Neglect) کرتے ہیں۔ ایک ممکن (سبب) کو جو سلسلہ وجودِ ممکن میں پڑتا ہے علّت (Reason) سمجھتے ہیں اور خدا کو بھی مجبور وناچار سمجھتے ہیں کہ جب تک اسباب پورے نہ ہوں' خدا بھی کچھ نہیں کرسکتا۔ اسباب (Causes) میں اسقدر منہمک (Absorbed) ہیں کہ مسبب (Causer) (خدا) اُن کے پاس لفظ بلا معنیٰ ہے۔ جو کچھ کرتا ہے بندہ کرتا ہے گویا خدا برائے نام ہے، نعوذ باللہ

فنائے افعال کی وادی (راستہ) دشوار گزار ہے۔ اسباب کا نظر سے ساقط (ختم) ہو جانا آسان بات نہیں۔ مرئی (Visible) سے نکل کر غیر مرئی (Unvisible) تک پہنچنا ہمت کا کام ہے۔ توکل (Trust in Allah) جس کی قرآن مجید میں تاکید ہے، وہی تو فناء اَفعال ہے، تجلی افعال ہے، شرک فی الفعل سے بچنا ہے، تجلی فعلی کا اِدراک (علم) ہے۔ ایمان رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ فَتَوَكَّلُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ (سورۃ ال عمران آیت 150) ترجمہ: توکل علی اللہ کرو اگر تم مومنین ہو۔ وَمَنۡ يَّتَوَكَّلۡ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ (سورۃ الطلاق۔3) ترجمہ: توکل کرنے والے کو خدا بس ہے۔ کافی ہے۔

7۔ **سوال:** تجلیِ صفاتی سے کیا مراد ہے؟ نور اور ظلمت کا ماخذ کیا ہے؟

جواب: تجلی صفاتی (Refulgence of Attributes) :

یہ جو مختلف رنگ برنگ کی چیزیں' پھول وغیرہ نظر آتے ہیں مگر اُن میں سے کیا کسی کا رنگ اصل ہے؟ نہیں کبھی نہیں؟ یہ تمام آفتابِ عالم (سورج) کے نور (Light) کے کرشمے ہیں۔ آفتاب کے نور کے سات (7) رنگ ہیں۔ جب نورِ آفتاب کسی پر پڑتا ہے تو بعض چیزیں بعض رنگوں کو پی جاتی ہیں (جذب کر جاتی ہیں) اور بعض رنگوں کو

منعکس(Reflect)' واپسی کرتی ہیں۔ پھر انعکاسِ نور(Reflection of light) کے بھی درجات ہیں، اُسی سے ہزار ہا قسم کے رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ سفید رنگ(White) تمام شعاعوں(Rays) کو واپس کرتا ہے اور ساتوں رنگوں کو دیکھاتا ہے۔ واہ رے سپید رنگ!! ساتوں رنگ تو تجھ میں ہیں اور تو بے رنگ کہلاتا ہے۔ سیاہ رنگ(Black) کسی شعاعِ شمسی کو منعکس و واپس نہیں کرتا وہ البتہ بے رنگ ہے۔ نور(Light) ''وجود''(Being) ہے تو سیاہی یا ظلمت (Darkness)''عدم''(Non-Being) ہے۔

اُسی طرح اسماءالٰہیہ کا پَرتَو (تجلیِ صفائی) حقائقِ امکانیہ (حقائق مخلوقات) پر پڑتا ہے تو بعض صفات کا ظہور(Manifestation) ہوتا ہے اور بعض صفات کا ظہور نہیں ہوتا۔ ظہورِ اسماؤصفات بھی مختلف درجات پر ہے، اِسی لئے تو یہ سب دنیا کی رنگارنگی قائم ہے۔ غرض کے مخلوقات میں کوئی صفت اصلی (ذاتی) نہیں جو کچھ ہے قیومِ حق (اللہ تعالیٰ) کا ہے۔

اَب اِس مثال پر غور کریں گے! ایلکٹرک کے گولہ (Electric Bulbs) مختلف وضع اور رنگ برنگ کی روشنی دیکھاتے ہیں۔ جیسے گولے ہوں اُن سے ویسی ہی روشنی پھیلے گی۔ کوئی سچ کہے! کسی گولے میں کچھ نور ہے؟ یا ہے بھی تو کیا اُسکا اصلی ہے؟ ہرگز نہیں مخزنِ برق(Electric Station) سے سارا نور تقسیم ہوتا ہے۔ جیسے ہی کھٹکا(Switch) کھلا کے سارا شہر(City) روشن، جہاں کھٹکا بند ہوا تمام شہر تاریک (اندھیرا)۔

بس اُسی طرح صفات الٰہیہ سے تمام ممکنات (مخلوق) کو امداد ہوتی ہے۔ کسی کی صفت یا طاقت یا زور اُسکا ذاتی نہیں سب عطائی ہے۔ دوسرے مال کو اپنا کہنا غصب (حماقت) ہے۔ خدائے تعالیٰ کے کمالات کو اپنا کہنا شرک ہے۔

8۔ **سوال**: ''تجدوامثال'' سے کیا مراد ہے۔ تجلی اسماء کی جلوہ فرمائی کا بندہ پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے؟

جواب: حق بات تو یہ ہے کہ ''کُن'' سے سارا عالم ''یکُن'' ہو جاتا ہے۔ پھر قہرِ احدیت تمام عالَم کو نیست (بے جان) کر دیتا ہے۔ اور'' لِمَنِ الْمُلْكُ '' کا اِعلان ہوتا ہے پھر شانِ رحمانیت تمام جہاں کو کتم عدم (نیست) سے ظاہر (ہست) کر دیتی ہے اور ہر ایک کو حسبِ استعداد، حوصلہ وصفات سے بہرہ ور (عطا) فرماتی ہے۔ ہر آن یہ سلسلہ فناء و بقاء جاری رہتا ہے، اِس کو ''تجدّ دِامثال''(Revival of Similitudes) کہتے ہیں۔

جب بندے کو اپنے اور ماسوا اللہ تعالیٰ (مخلوق) کے اِفلاس (خالی ہاتھ) ہونے، ناداری، احتیاجِ

ذاتی(Absolute indigene)، افتقارِ حقیقی(Factual Humbleness) کا علم ہوتا ہے تو سارا غرُ ور کافور (ختم) ہوجاتا ہے اور ''شرک'' دور ہوجاتا ہے اور تجلی اسماء جلوہ فرما ہوتی ہے۔

جس قدر اسمِ الٰہی سے ربط زیادہ ہوتا جائے گا (خواہ ذکر سے یا شغل سے) اُس کے آثار بھی زیادہ نمایاں ہوتے جائیں گے۔ اور اللہ جلّ وعلا کی صفت ظاہر ہوتی جائے گی۔ تمام اسماء الٰہیہ ایک دوسرے سے ممتاز (الگ) ہیں۔ یہ امتیاز(Distinction) ذات(Unity) کے اعتبار سے نہیں تمام اسماء کی ایک ہی ذات ہے۔ امتیاز مفہوم (Meaning) میں ہے، اعتبار میں ہے۔ منشاء ومصداق(Person) سب کا ایک ذاتِ حق تعالیٰ ہے۔

مشرکین(Polithiests) ہر اسم(Epithet) کو مستقل(Exist by itself) سمجھتے ہیں اور ہر کام کا ایک الگ ''دتوتا'' یا ''رب'' سمجھتے ہیں۔ اور اپنی نادانی سے شرک میں مبتلاء ہیں۔

بہرحال جب اللہ تعالیٰ کے افعال(Deeds) کا ظہور ہوتا ہے تو بندوں کے افعال(Deeds) کالعدم (Disappear) ہوجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے انوارِ کمالات تاباں (روشنی) ہوتے ہیں تو بندوں کے اوصاف 'فنا' ہو جاتے ہیں۔ یہ بھی فنائے افعال ہے۔ فنائے صفات ہے۔ توحید افعال وصفات ہے۔

9۔ **سوال**: تجلی ذات کا ادراک ممکن نہیں تو پھر اُس کا حاصل کیا ہے؟

جواب: تجلی ذات(Refulgence of Unity):

بندہ تجلیِ صفات الٰہیہ تک تو خود قائم تھا اور سمجھتا تھا کہ ''میں ہوں'' مگر میرے صفات اصلی (ذاتی) نہیں، حقیقی صفات اللہ تعالیٰ کے ہیں۔ جب تجلی ذات ہوتی ہے تو اُس کی (بندے کی) ذات بھی نیست ونابود (فناء) ہو جاتی ہے، اُس وقت ذوالجلال والکرام ندا (آواز) دیتا ہے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ (المؤمن۔16) ترجمہ: کون ہے آج کے دن۔ جواب دینے والا (بندہ) ندارد (فنا) ہے۔ خود (اللہ) اپنے آپ جواب دیتا ہے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (المؤمن۔17) ترجمہ: صرف اللہ ہی ہے جو قھار ہے۔ یہ حالت بندے کی موت سے مُشابہ (ملتی جلتی) ہے بلکہ اِس سے بھی زیادہ۔ بخودی وبیہوشی بیماری اور صدمات میں بھی آتی ہے مگر اُس بیہوشی میں جہل وغفلت ہوتی ہے۔ یہاں سراپا علم ومعرفت ہے، وہ ظلمت ہے یہ نور ہے، وہ رنج ہے یہ راحت ہے، وہ تکلیف ہے یہ راحت ہے، لذّت ہے۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تُو ،نورِ خدا، تونور مبین، تُو نور فشانِ عالَم ہے
تُو و مہرِ خفی، تُو رازِ جلی، تُو جلوہ کنانِ عالَم ہے

تُو گنج خفی سے جب نکلا، خود زینتِ اکواں بن کے رہا
محبوب خدا کا ہو کر بھی تُو راحتِ جانِ عالَم ہے

تُو نورِ مُجسّم مظہرِ حق، تُو جلوۂ یکتاذاتِ احد
واللہ حبیبِ خدا تُو ہے، تُو نفسِ جانِ عالَم ہے

تُونورِ جبینِ آدمؑ ہے، تُو رونقِ عرشِ اعظم ہے
ہے رحمتِ عالَم شان تیری، تُو فخرِ زمانِ عالَم ہے

تُو منبع نورِ دوعالم ہے، تُو مرجعِ ذاتِ عوالَم ہے
خود برزخِ کون ومکان بنکر، تُوفیض رسانِ عالَم ہے

ہے صورتِ انسانی تیری، کچھ ایسی منّور سب سے جدا
بے سایہ ترا جسمِ اطہر، تُوروح روانِ عالَم ہے

ہرایک اداہے مستانہ، ہر ایک ہے تیرا دیوانہ
انداز ہیں معشوقانہ تیرے، تُونازِ بُتانِ عالَم ہے

پھر چشم حقیقت دیکھے کسے، کوئی اورنہیں جب اسکے سوا
خاؔلد میں وہ خود ہے جلوہ نما خاؔلد کا گمانِ عالم ہے

حضرت خاؔلد وجودیؒ

19- حادث وقدیم۔عبدورب میں ربط
(INCIPIENT & ANTIQUITED)

1۔**سوال**: شانِ تنزیہ اورشانِ تشبیہ الٰہی سے مراد کیا ہے؟

جواب: شانِ تنزیہ (Purgation): یہ حق تعالیٰ سبحانہٗ سے متعلق ہے۔اِس سے مراد، ذاتِ حق سبحانہٗ کو تمام قید (Confinment) تمام نقائصِ امکانیہ وعیوبِ مخلوقات سے پاک سمجھنا۔

شانِ تشبیہ (Smile):۔اس سے مراد کبھی مخلوقات وممکنات لیتے ہیں اور تنزیہ وتشبیہ کے معنیٰ ''عبد'' و'' رب'' کے لیتے ہیں۔

کبھی تشبیہ کے معنیٰ بندوں کی طرح خدائے تعالیٰ کو محدود اور محلِ عیوب ونقائص سے سمجھنا ہے۔کبھی تشبیہ کے معنیٰ عالمِ مثال(WorldofSimilitude) میں کسی ایسی شے کا جس کی حقیقت صورت (Form) سے پاک ہو،بتوسّط صورت کے ظاہر ہونا۔مثلاً آنحضرت ختمِ رسالت ﷺ نے ''علم'' کو خواب (مثال) میں ''دودھ'' (Milk) کی شکل میں دیکھا۔

2۔**سوال**: عبداوررب کی نسبت وربط کے تعلق سے لوگوں کی مختلف رائے وخیالات کیا ہیں؟اختصاراًایک خاکہ پیش کرو؟

جواب: مختلف خیالات (Diversity of Opinions):

عبدوربّ میں کیا ربط (Connection) ہے۔اُس کے متعلق لوگوں کی مختلف رائے وخیال ہیں،اُن میں سے چند خیالات بیان کئے جاتے ہیں۔

1- بعض لوگ کہتے ہیں دنیا میں چند چیزیں ہیں جیسے،ہیولی (Amorphous) صورت (Form) 'زماں ومکان (Space and Period)۔زماں ومکان کے لحاظ سے ہیولی پر صورتیں آتی ہیں۔ہیولی کی مختلف حالتیں ہیں۔اُن کے منجملہ علم و قدرت ہیں۔

اُن لوگوں سے کوئی پوچھے کہ دنیا میں صورتوں کے وارد (نمودار) ہونے کا کوئی نظام کوئی سسٹم،کوئی نوامیسِ فطرت (Laws of Nature) اوراُن میں کوئی ترتیب' کوئی باقاعدگی بھی ہے۔یا یہ دنیا یوں ہی بغیر ربط کے علت ومعلول (Cause & Causer) کے،بغیر کسی ہم آہنگی (Hormony) کے چل رہی ہے۔اِسکا اُن کے پاس کوئی جواب نہیں،یہ لوگ فلاسفر اور لا مذہب ہیں۔

2۔ بعض لوگ ہیں کہ اُن کے پاس ہر کام کا ایک ''خدا'' جدا ہے۔اُن خداؤں(Gods) میں بعض نر(Male) ہیں اور بعض مادہ(Female) ہیں جن کو وہ دیوتا، دیوی کہتے ہیں۔اُن کے ملنے سے بچے بھی پیدا ہوتے ہیں۔اُن میں ہمیشہ جنگ رہتی ہے۔کوئی نیا کام، نئی حالات نہیں پیدا ہوتی جب تک پہلے کام کے خدا کو شکست اور نئے کام کے خدا کو فتح نہیں ہوتی۔

دراصل اُن لوگوں کی نظر نہ عالمِ نظام پر پڑتی ہے نہ اللہ کی قدرت پر۔اُن کے پاس دنیا دَرندوں(Beasts) یا وحشیوں(Brute) کا ایک جنگل ہے۔سچ پوچھو تو یہ لوگ ''اللہ'' کے معنیٰ ہی نہیں سمجھتے۔یہ لوگ کافر و مشرک ہیں اُن سے کہنا چاہئے،

"قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝ لَمْ يَلِدْ۝ وَلَمْ يُوْلَدْ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُوًا اَحَدٌ۝"۔

3۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ عالم(world) کیا ہے؟ ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم کا فیضان ہے کہ ہو رہا ہے۔اُن سے کوئی پوچھے آخر تم ہو کون؟ تم میں اور خدا میں کچھ ربط ہے بھی یا نہیں؟ تم بذاتہٖ قائم(Self Existed) ہو یا کسی پر تمہارا قیام(Dependent) ہے؟

4۔بعض لوگ کہتے ہیں صرف ایک مادّہ(Matter) ہے۔اُس کے تمام ظہورات (Manifestation) ہیں۔

آخر ''مادّہ'' کی تعریف اور خواص(Properties) میں ہے ''ساکن ہو تو ہمیشہ ساکن(Passive) جب تک کوئی متحرک(move) نہ کرے' جگہ گھیرنا۔تقسیم قبول کرنا وغیرہ وغیرہ۔حرکت بالا رادہ (Action by will) تو مادّہ کی صفت ہی نہیں۔نہ اُس کی شان سے ''علم'' ہے نہ اِرادہ(will)۔شاید یہ لوگ اُن کے خیال میں تنِ بے جان ہیں۔نہ زندہ ہیں نہ صاحبِ علم ہیں۔

5۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام عالَم کے مجموعے(Worlds Together Combined) کا نام ''خدا'' ہے۔عالَمِ شہادت بمنزلہ(Like) تن (جسم) ہے اور عالَمِ اَرواح بمنزلہ روح(Soul) ہے۔اِس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ اگر کوئی چیز فنا(Distruct) ہو جائے تو کیا خدا میں کچھ کم ہو جاتا ہے؟ یہ اہلِ مجسم، خدا کو ''مجسمّہ'' کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو وجود بالذّت(Absolute being) ہے، نا قابلِ فنا ہے، وہ آلاٰن کَماکَان ہے، نا قابل تغیر ہے، وہ کامل ہے۔

6۔بعض لوگ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے جدا (الگ) ہے۔عرش (آسمان) پر بیٹھا ہے وہیں

سے ''ان کا تماشا دیکھتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ کیلئے تمام اعضاء لوازم بشری (Exigencies of Human Beings) ثابت کرتے ہیں۔یہ اہل تشبیہہ (People of simile) ہیں،اُن میں سے ایک کو''مُشبّہ'' (Likened) کہتے ہیں۔
دراصل یہ لوگ عالمِ مثال (World of similitude) سے واقف نہیں۔شانِ احدیت وتنزیہ کو جانتے ہی نہیں۔

7۔ بعض تو یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لفظ''کن'' فرما کر تمام مخلوقات کو نیست سے ہست (بے جان سے جاندار) کردیا۔''رب'' الگ ہے اور''عبد'' الگ ہے۔ربّ قدیم (Bygone) ہے،بابذّات موجود ہے۔ بندہ حادث (Incipient) ہے،بالعرض موجود ہے۔''کن'' کا مخاطِب کون تھا؟ جو بات سمجھ نہ آئی اُس کی تاویل کرنا جیسے وَفِي اَنفُسِكُمْ (سورۃ الذاریٰت۔21) ترجمہ: وہ تمہارے نفسوں میں ہے۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (سورۃ البقرہ۔115) ترجمہ: تم جدھر منہ پھیرو،اللہ ہی کی صورت ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ (وہ تمہارے ساتھ ہی ہے) کی توجیہ (تشریح) نہ کر سکے۔گویا یہ طریقہ تو معتزیوں (Non-Formist) یا بدھسٹ (Buddhist) کا ہے۔

کیا عبد و ربّ میں کوئی تعلق ہے یا نہیں؟ تعلق ہے تو کیا دونوں عین (Precise) اور ایک ہیں؟ اور اگر عین ہے تو ایک قدیم اور ایک حادث ہے؟ کیا اِس الجھن کے سلجھانے میں ہر ایک نے حتی المقدور کوشش کی؟ مگر اُس (اللہ) کی معرفت میں''جاہل'' کو بھی حیرت ہے اور''عارف'' کو بھی حیرت ہے۔

20- ''وجود'' میں چھ مذاہب
(SIX DOGMAS IN THE BEING)

1۔**سوال:** ''وجود'' میں چھ (6) مختلف مذاہب کون سے ہیں، اُن میں سے ہر ایک کے خیالات کے متعلق مختصر گفتگو کرو؟

جواب: ''وجود'' میں چھ مختلف مذاہب (خیالات) کے لوگ یہ ہیں!

1۔اہلِ مبانیت	2۔وحدت الشہود	3۔وحدت الوجود
4۔جمع الجمع یا بقاء	5۔وحدت الموجود	6۔سوفسطائیہ

1۔ **اہلِ مبانیت** (People of Demeanor) :

یہ وہ لوگ ہیں جن کی نظر عالمِ شہادت (World of Manifestation) سے اُوپر نہیں اُٹھتی اور وہ ذات و وجودِ حق کو ذات و وجودِ ممکن (مخلوق) سے بالکل جدا سمجھتے ہیں۔ یہ مذہبِ مبانیت ہے یہی اکثر علماءِ ظاہر کا مذہب ہے۔مگر اس مبانیتِ محضہ کے مذہب والے بھی ممکن (بندے) کو ہر آن ہر لحظہ ذاتِ وجودِ حق (اللہ تعالیٰ) کا محتاج اور ذاتِ حق کو اُس کا (بندے کا) علماً محیط جانتے ہیں۔اور صفاتِ کمالیہ کو ذاتِ حق میں بالذات سمجھتے ہیں۔خلاصہ یہ کہ اُن لوگوں کے پاس اللہ باقی، بندہ فانی۔اللہ کامل بندہ ناقص، دونوں ایک نہیں ہوسکتے۔ یہ مذہب بھی حق ہے۔ اُس کا محل (مقام) عالمِ خلق ہے، خواہ مجردات (Incorporeal Being) یعنیٰ لوگ ہوں یا اَمثال (Similitudes) یا محسوسات (Souls) ہوں۔

2۔ **وحدت الشہود** (Indefinity of Immanence) :

جن لوگوں کی نظر صفاتِ الٰہیہ و عالمِ شہادت دونوں پر پڑتی ہے اور ممکنات (مخلوقات) میں کوئی شئے اصلی (بالذّات) نہیں پاتے بلکہ سب کو اظلال (Shadow) و پرتُو (تجلی) کمالاتِ الٰہیہ پاتے ہیں، وہ لوگ ہر صفتِ الٰہی (Divine Attribute) کے مقابل ایک ''عدم'' (Non Being) مانتے ہیں۔مثلاً حیات کے مقابل موت، علم کے مقابل جہل، سمع (سننا) کے مقابل صمم (بہرا پن)، بصر (دیکھنا) کے مقابل عمی (نابینائی)، قدرت کے مقابل عجز، ارادہ کے مقابل جمود (بے اِرادتی) کلام کے مقابل بکم (گونگا پن)۔اِن اعدام (Non Being) میں اسماالٰہیہ کا پرتو (تجلی) پڑتا ہے تو یہ سب چیزیں (ممکنات) نمایاں اور مخلوق ہوتے ہیں۔

یہ لوگ اعیانِ ثابتہ کو جو معلومات اِلٰہیہ ہیں موجود علمی (ثابتہ) نہیں جانتے اِن مذہب والوں کو ''شہودیہ'' و اہل شہود کہتے ہیں۔ یہ بھی حق مذہب ہے۔

3۔ **وحدت الوجود** (Infinity of Being) :

جن لوگوں کی نظر صفات الٰہیہ سے اُوپر مرتبہ احدیت (ذات) تک پہنچتی ہے' وہ ایک ہی وجود و ذاتِ حقہ کو حق مانتے ہیں اور ماسوااللہ تعالیٰ (غیر اللہ) کو معدوم بالذات (Absolutel Non-Being) سمجھتے ہیں۔ مگر ہر شئے (ممکن) اور اُس کے احکام (Rules) کو اپنے اپنے مرتبہ میں درست سمجھتے ہیں۔ اور حفظِ مراتب (Distinction of Ranks) کو درست وضروری خیال کرتے ہیں۔ یہ ''مذہب وجویہ'' کا ہے۔ یہ حکم (نظریہ) فناء کی حالت میں ہے کہ سالک (راہ خدا میں جِد وجہد کرنے والے) کی نظر ذاتِ حق (True Unity) وجودِ مطلق (Absolute Being) کی طرف رہتی ہے جس میں ممکنات ومخلوقات کی گنجائش نہیں۔ لہذا وہ اپنے اعتبار و مطمعِ نظر (Their point of view) کے لحاظ سے حکم لگاتے ہیں۔ یہ لوگ بھی صحیح ہیں۔

4۔ **جمعُ الجمع یا بقاء** (Complete Tolerance or Edurence) :

جن حضرات کو فناء کے بعد بقا (Endurence) نصیب ہوتی ہے وہ کسی شئے (ممکن یا مخلوق) کو معدوم (باطل) نہیں سمجھتے بلکہ ہر شئے اُن کے مذہب میں ثابت ہے، یعنی معلوم الٰہی (عیان ثابتہ) ہے جو اسماء الٰہیہ سے مُرتبط (Derivative) ہے۔ حقیقت ممکن (معلوم الٰہی) اسم الٰہی (Devine Attribute) سے اور اسمِ الٰہی' ذاتِ الٰہی سے مُرتبط (Connected) ہے اور منشاء وآثار نمایاں ہے۔

اِن حضرات کے مذہب میں یہ سب علمِ الٰہی کے اَطوار (Mode/Style) ہیں۔ تمام عوالم (Cosmos) اور اُن (عوالم) میں جو کچھ ہے اور موجود فی الخارج (External Entities) معلوم ہو رہا ہے وہ سب علم الٰہی میں (ثابت) ہے بلکہ علم الٰہی ہی کا ایک کرشمہ وتجلی ہے مگر ربطِ اسماء وصفات کے ساتھ۔ یہ مذہب محققین صوفیہ (Research Scholar Sufies) کا ہے جس کو مذہب اہل علم یا مذہب اہل بقا یا جمع الجمع کہتے ہیں۔ بعض شیوخ اِسکو بھی شہود کہتے ہیں یہ صحیح اور کامل مذہب ہے۔ اُن کی نظر فناء وبقاء دونوں پر رہتی ہے۔ اور یہ لوگ رُشد وہدایت (تعلیم دینے) کے قابل ہیں۔

5۔ **وحدت الموجود**(Indefinity of Entity) :

یہ لوگ حقایق اشیاء(Fact of Things) کے قائل نہیں۔ ما بہ الامتیاز(Distinct Feature) کا خیال ہی نہیں کرتے یعنیٰ احکام وآ ثار کو نہیں مانتے۔ مگر صرف منہ سے کہتے ہیں نہیں مانتے۔ آ کر پڑتی ہے تو وہی کرتے ہیں جو اہلِ تحقیق(People of Research) کرتے ہیں۔ دیکھو! پاخانے(Stool) کو کھانا سمجھ کر نہیں کھاتے ایسے عقائد کے ایک شخص نے کتّے کے تھوک کو یہ کہہ کر کے یہ بھی ''وجود'' کا کرشمہ ہے چاٹ(Lick) لیا۔ کیا اچھا ہوتا یہ لوگ آگ کو بھی وجود کا کرشمہ سمجھتے اور اُس میں گر جاتے' مر جاتے اور قصہ ہی پاک ہو جاتا۔

اصل بات یہ ہے کہ اِن صاحبین (لوگوں) کو بزرگوں کے اقوال سے مغالطہ (غلط فہمی) ہوا ہے۔ بزرگانِ دین ماسوا اللہ (مخلوق یا ممکنات) کی اِسلئے نفی(Negation) کرتے ہیں کہ لوگ ماسویٰ (ممکنات) کو مستقل (ذوات بالذات) سمجھنے لگے ہیں۔ اور ماسوی اللہ کے (مخلوق) میں اِس قدر انہماک(Involvement) وغفلت ہے کہ حقیقتِ حقہ (اللہ تعالیٰ) کو بھول گئے ہیں۔ مانتے بھی ہیں تو صرف الفاظ میں۔ اِس کے ہرگز یہ معنیٰ نہیں کہ حقائقِ اشیاء باطل (معدوم) ہیں اور احکام وآ ثار اور ما بہ الامتیاز (حقوق العباد) غلط ہے۔ یہ تو زندقہ والحاد (Hypocracy & Atheism) ہے۔ نَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنھا۔ ''وحدت الموجود'' والوں کو سمجھنا چاہئے کہ حدوثِ اشیاء (Incipience of Things) ترکیبِ اسماء الٰہیہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ ماسوا اللہ (اللہ تعالیٰ کے سوا جو مخلوق ہے) وہ حادِث' اِعتباری اور بالعرض موجود ہے۔ اگر یہ حوادث یا ممکنات(Manifestations) عین ذاتِ حق تعالیٰ ہوں تو ذاتِ حق کا بالعرض' اعتباری' ناقص اور حادث ہونا لازم آئے گا۔ اللہ تعالیٰ تو بہت بڑی برتری والا ہے۔

جس سے یہ ظالم لوگ اُس (اللہ) کو موصوف کر رہے ہیں۔ دراصل اِن ظالموں کے پاس نہ مذہب کی کوئی عزت ہے نہ احکامِ الٰہیہ کی کوئی وقعت(Value) ہے۔ خود بدمعاشی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اللہ نے کیا۔ مگر اُن سے کوئی گستاخی سے پیش آئے تو اُس فعل کو اللہ کی طرف نسبت کر کے ''رضا'' کا مزا نہیں لیتے بلکہ اُس شخص سے لڑتے ہیں۔ یہ بدمعاشی نہیں تو اور کیا ہے۔

بہر حال مذہب کے دشمن بہت ہیں۔ دہریئے(Athiests) الگ، بداعتقادی پھیلا رہے ہیں اور یہ صوفی نما ایک اور ہی جدا آفت ومصیبت ڈھا رہے ہیں۔ اِن کے کاٹے کا مشکل سے علاج ہوتا ہے۔ یہ لوگ خود پرست ہیں۔ ہم خدا پرست ہیں۔ یہ لوگ ''عبدیت''(Servitude) سے آشنا نہیں، لہذا اُس کو ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ وہ اپنے لئے

وجود بالذات (خدا کے برابر) ثابت کر کے آپے سے باہر (مغرور) ہیں، ہم اپنے عدمِ ذاتی پر نظر کر کے وارفتہ (عشق حق میں گم) ہیں۔ان کا ادّعا ہے ''میں خدا ہوں'' ہمارا دعویٰ ہے ''میں نہیں ہوں'' ہر فرقہ اپنے طریقہ پر نازاں ہے۔

اے ذات تو مجمع الکمالات میں بھی ہوں کمال بے کمالی

(حضرت حسرتؔ صدیقیؒ)

6۔ **سوفسطائیہ** (Sophism) **یا مغالطہ (غلط دلیلوں سے دھوکا)**:

یہ مذہب سوفسطائیہ والے لوگ، عالَم (World) کو نرا (محض یا صرف) خیال سمجھتے ہیں وہ اپنے آپ کو اور تمام اشیاء کو وہمی (خیالی) سمجھتے ہیں۔اُن کو معلوم نہیں کہ یہ سب نرا خیال نہیں بلکہ خدائے تعالیٰ کا ''علم'' ہے جو ذات حقہ سے وابستہ ہے۔

ماسوا اللہ تعالیٰ (مخلوق) کا غیر مستقل (عارض) ہونا تو اُن کو معلوم ہو چکا تھا مگر افسوس وہ ذاتِ حق سے جس کا وجود بالذات ہے، مستقل حقیقت ہے، جس سے سب کو ارتباط (ربط) ہے، غافل رہ گئے۔اور حقیقت کی طرف اُن کو راہ نہ ملی۔ورنہ اُن کا ایسا بے معنیٰ خیال نہ ہوتا۔

افسوس! انہوں نے اپنے زورِ خیال سے اپنی صورت شکل تک بدلی مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی ڈھاک کے تین پتے (جیسے کے ویسے)۔کاش اپنے اِس وہمی ''میں'' (انا) کو مٹاتے تو حقیقی ''میں'' کی جلوہ گری ہوتی۔ حقیقت کی طرف راستہ کھلتا۔

ابطالِ باطل اور تحقیقِ حقیقت میں کوئی واسطہ نہیں۔ابطالِ باطل (باطل کو باطل) کر چلے تو تحقیقِ حقیقت (حق کو حق سمجھنے) میں دیر کیا تھی۔عدم (Non-Being) سے منہ پھیرا تھا تو ''وجود'' (Being) کی طرف بھی رُخ کر لیتے۔اپنا خیال گیا تو ذوالجلال آتا، کچھ تو غور کرتے۔

لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہُ حَـقُّ الْیَـقِیْـن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الصَّادِقُ الْاَمِیْن۔

(حضرت حسرتؔ صدیقیؒ)

21- فرقِ مشاہدات

(DIFFERENCE IN OBSERVATION)

1۔**سوال**: لوگوں کے مختلف نقطہ نظر کے بناء پر اُنکے مشاہدات میں فرق کے متعلق مختصر بیان کرو؟

جواب: ۱۔ بعض کی نظر صرف تعین و تشخص و عین پر رہتی ہے اور وہ ذاتِ حق سے' نسبت الی اللہ سے، وجودِ مطلق (Absolute Being) سے کوئی غرض نہیں رکھتا۔ اُس (اللہ) کی طرف کوئی التفات (توجہ) نہیں رکھتا۔ ایسا شخص غافل ہے بعید عَنِ الحُق (اللہ سے دور) ہے۔

۲۔ بعض نے ذاتِ حق تعالیٰ سے صرف بعض افراد کو مرتبط (Concordant) کر دیا اور اُسکو مرأۃ (آئینہ) کمال سمجھتے ہیں۔ یہ بھی کوئی صحیح مذہب نہیں۔

۳۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ہر شئے ذاتِ حق سے وابستہ ہے مگر بعض افراد (لوگ) میں اُس نسبت کو محسوس اور مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ لوگ بھی ضعیف و ناتواں (عقیدہ) ہیں۔

۴۔ بعض لوگ پہلے تقیدِ عین و تشخص کو دیکھتے ہیں' پھر وجودِ مطلق کی طرف اُن کی توجہ ہوتی ہے۔ یہ درست ہے۔

۵۔ بعض کی نظر وجودِ مطلق (حق تعالیٰ) پر رہتی ہے۔ بوقتِ اداءِ حق (حقوق العباد)، اعیان (ممکنات) کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ بھی درست ہے۔

۶۔ بعض ایسے کامل ہوتے ہیں جن کی نظر اطلاق (حق تعالیٰ) اور تقید (مخلوق) دونوں پر معاً (بہ اک وقت) رہتی ہے۔ اُن کے کیا کہنے' کمالِ حضور (Omni presence) اِن کی صفت ہے۔ ''باہمہ بے ہمہ'' یہی لوگ ہیں۔ خلوت در اُنجمن اُن کا وصف (Merit) ہے۔

22- چند اہم مسائل اور اُنکی تطبیق

(FEW IMPORTANT ISSUES & THEIR COMPARISON)

1۔ **سوال**: عیان ثابتہ کے متعلق اہم مسائل کے حل اوران میں تطبیق کی صورت بتاؤ؟

جواب: 1۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ اعیانِ ثابتہ علماً وخارجاً (علم میں اور خارج میں) مجعول (ثابت وموجود) ہیں۔ وہ لوگ ''جعل'' کے معنٰے احتیاج (Indegence) کے لیتے ہیں۔ اِس اعتبار سے اعیانِ ثابتہ وجود علمی وخارجی دونوں میں واجب تعالیٰ (اللہ تعالی) کے محتاج (Dependent) ہیں، کیونکہ علم اور معلومات (عیانِ ثابتہ) ضرور عالم (اللہ) کی ذات کے محتاج ہیں۔

2۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ اعیان ثابتہ (Probate Architypes)، علماً مجعول (ثابت) نہیں خارجاً مجعول ہیں۔ وہ معلومات (اعیان ثابتہ) کو جو علم میں ہیں اور قبل ''کُن'' ہیں، مجعول نہیں سمجھتے۔ جب اعیان ثابتہ سے ''کُن''، متعلق ہوجاتا ہے تب وہ مجعول (موجود) کہتے ہیں۔ اصل میں یہ لوگ ''جعل'' کے معنٰے ''خلق'' (پیدا ہونے) کے لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ امرِ ''کُن'' کے بعد آثار مُرتب ہونگے اور وجودِ خارجی عطا ہوگا یعنیٰ مخلوق پیدا ہونگے۔ حاصل یہ کہ علم کا مرتبہ (قدرت، ارادہ، کلام) سے مقدم (پہلے) ہے۔

3۔ جولوگ یہ کہتے ہیں کہ اعیانِ ثابتہ مطلقاً مجعول (موجود) نہیں۔ وہ بھی کب غلط کہتے ہیں۔ اُن کا کہنا دراصل یہ ہے کہ علم الٰہی ومعلوماتِ حق (اعیانِ ثابتہ) حادث نہیں، قدیم ہیں۔ ہاں مگر علم وقدرت کا مجموعہ (مرکب) جو ایک اِعتباری اَمر (فعل) ہے حادث (Manifested or Incipient) ہے۔ اِن حضرات کی رائے میں ممکن (مخلوق) اپنے وجود کی حالت میں یعنیٰ موجود ہونے کے باوجود اپنی عدمیت اصلی (Absolute non existence) سے باہر قدم ہی نہیں رکھتا یعنیٰ وہ وجود خارجی نہ لیا، ورنہ انقلاب حقائق لازم آئے گا۔

2۔ **سوال**: جعل بسیط اور جعل مرکب کے متعلق مسائل میں تطبیق کی صورت کیا ہے؟

جواب: 4۔ جو جعلِ بسیط (Principle Modulation) کا قائل ہے، وہ فیض اقدس (Sanctified Beneficience) سے علمِ الٰہی میں ظہورِ عینِ ثابتہ کی طرف توجہ کرتا ہے۔

5۔ اور جو شخص جعلِ مرکب (Compound Modulation) کا قائل ہے اور ''جعل'' کے معنٰے ''ماہیتِ جزئیات'' (Fractional Reflectives) سے ''وجود'' کے ملنے کے لیتا ہے، وہ فیض مقدس (Consecrated Beneficence) کی طرف نظر کررہا ہے۔ کیونکہ ہر معلوم الٰہی کو موجود ہونا اور منشائے آثار ہونا ضرور نہیں، بلکہ موجود اور منشاء آثار ہونے کیلئے عینِ ثابتہ کو وجودِ حق سے ملنا (Modulation) ضرور ہے یعنیٰ اسماالٰہیہ کا پرَتو (تجلی ریز) ہونا ضرور ہے۔

3۔**سوال**: جو صفات الٰہیہ کے قائل ہیں اور جو قائل نہیں ہیں اُن میں تطبق کی صورت کیا ہے؟

جواب: جو شخص صفاتِ الٰہیہ کا قائل نہیں، دراصل وہ صفات الٰہیہ کے انضمامی (Contiguous) یا بالذاتِ خود مستقل ہونے سے انکار کرتا ہے۔ پس صفاتِ الٰہیہ انضمامی نہیں ہوسکتے بلکہ انتزاعی (Drivable) ہیں اور ذاتِ حق سے سمجھے جاتے ہیں یعنی غیر مستقل ہیں ذاتِ حق کی طرف احتیاج رکھتے ہیں۔ لہذا جو شخص اَسماءِ صفاتِ الٰہیہ کا قائل ہے، وہ اُن کو انتزاعی سمجھتا ہے۔

4۔**سوال**: بندہ کو مختار ماننے اور مجبور سمجھنے والوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: جو شخص بندہ کو مختار و باقدرت سمجھتا ہے، وہ پست نظر ہے، وہ عالمِ شہادت کو دیکھتا ہے اور پرَتوِ قدرتِ الٰہی (تجلی الٰہی) کو عین ثابت پر نہیں دیکھتا۔

جو شخص ممکن (مخلوق) کو بے قدرت و غیر مختار (مجبور) سمجھتا ہے، وہ ممکن و عین کی عدمیتِ ذاتی (Absolute non existence) کو دیکھتا ہے۔ اُس کی نظر فنائیت والی ہے۔

جو شخص ممکن (مخلوق) کو نہ مجبور سمجھتا نہ مختار بلکہ مامور (Entrusted) سمجھتا ہے وہ حالِ جمع بقاء (State of Endurance) میں ہے۔ اس کی نظر اطلاق (حق تعالیٰ) اور تقید (مخلوق) دونوں پر پڑتی ہے۔ وہی کامل اور اکمل شخص ہے جو حکمت الٰہی کا لطف اٹھاتا ہے۔

5۔**سوال**: رویتِ الٰہی کے قائل اور قائل نہیں جیسے اہم مسائل میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: جو رویۃً الٰہی (دیدارِ الٰہی) کا قائل ہے، وہ تجلیاتِ مثالیہ (Similitude Refulgence) اور تشبیہ (Likeness) کی طرف نظر کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَسَارَ بِاَهْلِهٖٓ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا۔ (پھر جب موسیٰ علیہ سلام نے اپنی معیاد پوری کرلی اور اپنی بیوی کو لے کر چلے تو پہاڑ (طور) کی طرف سے آگ دیکھی (القصص۔29) گویا وہ تنزیہہ کنہِ ذات کرتا ہے۔ یعنی عجزِ ادراکِ ذاتِ الٰہی ہی کو ادراکِ ذات جانتا ہے کیونکہ تجلیِ ذات کا دیدار ممکن نہیں۔ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ (الانعام 103) کوئی آنکھ اُس کا (اللہ کا) ادراک (ادراک) نہیں کرسکتی۔

تشبیہہ و تنزیہ (Simile and Purgation):۔ **جو تشبیہہ و تنزیہ دونوں کا قائل ہے** وہ صاحبِ تحقیق (Man of Research) ہے۔ وہ حق کا رفیق (دوست' ولی) ہے۔ ہر تجلیِ الٰہی کو حق سمجھتا ہے اور پھر ذاتِ حق کو مطلق (Absolute) جانتا ہے۔

ایک نظر مجھ پہ بھی وہ تاجِ شفاعت والے

ایک نظر مجھ پہ بھی وہ تاجِ شفاعت والے
تیرے صدقے میرے اللہ کی صورت والے

صاحبِ کُن فیکُوں باعثِ تقدیرِ قدیر
تیرے قربان خدائی کی حکومت والے

تو ہے محبوبِ خدا تیرے ہی ہاتھوں میں ہے سب
میری بگڑی بھی بنادے یدِے قدرت والے

تیری اک ادنیٰ توجہ ہو تو ظلمت مٹ جائے
چشمِ رحمت ہو اِدھر بھی ذرا رحمت والے

حشر میں جب کہ کہیں گے سب ہی نفسی نفسی
بخشوائنگے محمد ﷺ جو ہیں ہمت والے

سب پریشان قیامت میں رہینگے لیکن
خوب اُڑائنگے مزے جوکہ ہیں حضرت ﷺ والے

تیری ﷺ امداد کا محتاج بہت ہے خالدؔ
رحم کر رحم غریبوں کی حمایت والے

حضرت خالدؔ وجودیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشکول قادریہ

(QUADRIS' HANDBOOK)

باب اول Vol-I

الاحسان والتصوف

(Devine Perception & Tasawoof)

حصہ سوم Part III

نعتِ پاک

پردے میں عبدیت کے تو گنجِ خفا ہیں آپ ﷺ
کیا جانے کوئی آپ کو پردے میں کیا ہیں آپ ﷺ

حدِ نظر میں دید کے نور ضیاء ہیں آپ ﷺ
نورِ محمدی ہیں کہ نورِ خدا ہیں آپ ﷺ

گو صورتاً ہیں بندہ مگر کیا بتاؤں میں
دیکھو حقیقت بخدا رب نما ہیں آپ ﷺ

صورت بغیر ہوگا بھلا کس طرح ظہور
عین تقیدات ہیں اور ماسوا ہیں آپ ﷺ

کونین کی نمائش ہیں دارین کا ثبوت
آخر میں سب کے سب کی تو ابتداء ہیں آپ ﷺ

معنیٰ پہ اپنی نظر ہے لفظوں سے کیا غرض
مفہوم ہے خیال میں، سمجھا کہ کیا ہیں آپ ﷺ

دل نذر کرچکا تو اُنہیں جان بھی دیدیا
جب میں نہیں رہا تو کہو مجھ میں کیا ہیں آپ ﷺ

خالؔد کو در سے آپ ﷺ کے نسبت رہی سدا
صرف سجود اُسکا ہے، سر سجدہ گاہ ہیں آپ ﷺ

حضرت خالؔد وجودیؒ

23- صوفیہ وجودیہ کا مذہب

1۔**سوال**: صوفیہ وجودیہ کے پاس ''وجود'' کے معنٰی کے لحاظ سے واجب الوجود (حق تعالٰی) کے متعلق مکتب فکر و ادراک واضح طور سے بیان کرو؟

جواب: صوفیہ وجودیہ کے پاس ''وجود'' (Being) کے دو معنٰی ہیں۔

1۔ ''وجود'' بمعنٰی کون وحصول (Cosmic Perception) یہ ایک مصدری معنے (Infinitive mode) ہیں جسکے اردو میں معنٰی ہے ''ہونا'' اور فارسی میں ''بودن''۔

2۔ وجود بمعنٰی ما بہ الموجودیۃ (Essence of Existence): وہ چیز جس کو دیکھ کر ''ہے'' کہتے ہیں۔ مثلاً اگر خارج (Out-side) میں زید ''ہے'' بکر ''ہے''۔ خالد ''ہے''۔ اِن سب میں ''ہے'' مشترک (Commonj) ہے۔ لہذا اِن سب ''ہے'' کا منشا اور واقع یا کہو ''کون و حصول'' (ہونا) مشترک ہے۔ اُسی کو ہم ما بہ الموجدِ یۃ کہتے ہیں۔

لہذا وجود بمعنٰی ما بہ الموجدیۃ ''وجودِ حقیقی'' (Primordial) ہے۔

☆ کیا اُس کے مقابل کچھ ہے۔ کچھ نہیں، جو ہے سو ''وجود'' ہی ہے۔ کیا ''وجود'' کے مقابل عدم (Non-Existence) ہوسکتا ہے بھلا ''عدم'' کیونکر ہوگا۔

☆ کیا ''وجودِ حقیقی'' بذاتہ (خود ہی) موجود ہوگا یا اُس کو کوئی دوسرا موجود کرے گا؟ اگر وجود حقیقی کو کوئی دوسرا موجود کرے تو وہ دوسری شئے ہی موجودِ حقیقی ہوجائے گی۔ کیا وجودِ حقیقی سے پہلے عدم یا بعد ''عدم'' ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

دوسرے موجودات کس سے رونما (Manifest) ہیں؟ وجود حقیقی سے جو اُنکا ما بہ الموجدیۃ ہے۔ وجود حقیقی ''بالذّات وجود'' ہے اور باقی ''بالعرض موجود'' ہیں۔

اتنا جاننے کے بعد یہ بات بالکل صاف (Clear) ہے کہ جو شئے سب کی اصل ہو، ایک ہو، حقیقی وجود ہو، بالذات موجود (Absolute Being) ہو، کسی کا محتاج (Dependent) نہ ہو، تمام موجودات (مخلوق) کا مرجع و مآب (Resort & Focus) ہو، کسی سے پیدا نہ ہو، نہ اُس کے برابر کا کوئی پیدا ہوسکے، اُسکا کوئی ضد (مقابل) ہو نہ نِدّ (برابر) ہو، وہ ہے کیا؟ بے شک وہ ''واجب الوجود'' (Absolute Being) ہے۔ منبع الجود (Origin of Generosity) ہے۔ حق معبود (TrueWorshipable) ہے۔ بمصداق سورۃ الاخلاص!

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌO اَللّٰهُ الصَّمَدُO لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُولَدۡ O وَلَمۡ یَکُنۡ لَّه کُفُواً اَحَدٌO

2۔**سوال:** صوفیہ وجودیہ کے پاس مخلوق کے وجود کا کیا مقام ہے؟

جواب: اب سنو! ممکنات یعنیٰ مخلوق کے وجود کے متعلق؟ ممکنات (Possibles) ‘مخلوقات (Creature) کا ’’وجود‘‘ کیا اُن (مخلوقات) کے عین ذات (PreciseInnaty) ہے؟ یا ان کی ذوات (Innaties) کولازم ہے؟ ہرگزنہیں۔اگروجود ، ذواتِ ممکنات کا عین یا اُن کا لازم ہوتا تو اُن سے انکا وجود جدا و منفک (Separate) نہ ہوتا۔پس جب وجود ‘ ذاتِ ممکن (بندہ) کولازن نہیں اور ممکن‘ موجود بالذات (AbsoluteBeing) نہیں تو ضرور ایک ایسی ذات بھی ہوگی جس کا وجود عینِ ذات ہو، اوروہ واجبُ الوجود بالذات (AbsoluteBeing) ہو، اور ممکنات (مخلوقات) کو اپنے وجود سے واجب بالغیر (ContigentBeing) بنائے یعنیٰ عطائے وجود سے موجود کرے۔اِس تحقیق سے معلوم ہوا کہ واجبُ الوجود (اللہ تعالیٰ) کا وجود،حقیقی اور بالذّ ات (Absolute) ہے اور ممکنات ومخلوقات کا وجود بالعرض ہے واجب تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔

وجودِ حقیقی کے تعیین (Stipulations of Primordial) :

3۔**سوال:** صوفیہ وجودیہ کی نظر میں ’’وجود حقیقی کے تعین‘‘ (تشخصات) اور صفاتِ الٰہیہ کے نسبتیں واعتبارات کون کون سے ہیں،مثال کے ذریعہ واضح کرو؟

جواب: وجود حقیقی کے دو تعین ہیں۔

1) تعین (تشخص) ذاتی جو اَلآنَ کَمَا کَانَ ہے۔

2) تعین (تشخص) باعتبار اسماء صفات کے۔اِس کے لحاظ سے اُس کے کئی مراتب (States) ہیں۔

پہلا مرتبہ داخلی (Intrinsic State)۔یہ مرتبہ داخلیہ امر ’’کُن‘‘ سے پہلے ہے۔لہذا یہاں مخلوقات کو دخل نہیں۔اور نہ متعدد ذوات موجود فی الخارج ہیں۔

دوسرا مرتبہ خارجیہ (Extrinsic State) ہے جو امر ’’کُنۡ فَیَکُوۡن‘‘ کے بعد ہے یہ مرتبہ خارجیہ مخلوقات‘ موجودات بالعرض‘ حوادث (Manifestation) کا ہے۔

واضح ہو کہ ترکیب واجتماعِ (Modulation) صفاتِ الٰہیہ (Divine Attributes) سے نسبتیں (Ratios) پیدا ہوتی ہیں۔اُن نسبتوں کو دو اعتبار (Hypastasis) لاحق ہوتے ہیں۔

(1) اعیان ثابتہ (Probate Architypes) **(2)** اسماءالٰہیہ (Divine Epethets)

عینِ ثابتہ (Probate Architype) :

نسبت وترکیبِ صفات سے ایک حقیقت و ماہیت وطبیعت(Facts, Fractional Reflectives and Nature) کا نرا (محض)(Pure & Simple) **معلوم ہونا، عین ثابتہ یا حقیقتِ ممکنہ کہلاتا ہے۔**

اسم الٰہی(Divine Epithets) :

خود یہ نسبت وترکیب(Ratio & Modulation) جس پر حقیقتِ ممکنہ یا عینِ ثابتہ کا قیام ہے، حقیقتِ الٰہیہ یا ''اسمِ الٰہی'' کہلاتی ہے۔

جب اِس حقیقت وعینِ ممکنہ یا عینِ ثابتہ کے مطابق حقیقتِ الٰہیہ یا اسمِ خاص کا ظہور ہوتا ہے تو یہ اعتباری یا بالعرض شئے (Contigent Being) عین خارج (Precisely External Being) کہلاتی ہے۔ اور اُس شئے پر آثار واحکام مرتب ہوتے ہیں۔

(1) مثال(Example):۔ اب اِس مثال پرغور کریں تو یہ نسبتیں(Ratios) بہ آسانی سمجھ میں آسکتی ہیں۔

مثلاً پانی(Water) یہ ایک حقیقتِ اعتباری اور موجود بالعرض(Contingent Being) شئے ہے۔ پانی کا قیام (Existence) ہائیڈروجن وآکسیجن کی نسبتِ خاصہ (Specific Ratio) پر ہے۔ یعنی دو حصے ہائیڈروجن ایک حصہ آکسیجن سے ساتھ ترکیب کھاتی ہے تو پانی پیدا ہوتا ہے۔ کیمیادان(Chemists) ہائیڈروجن اور آکسیجن کی مختلف نسبتوں سے پیدا ہونے والے مختلف حقائق (چیزوں) کو جانتا ہے۔ مثلاً پانی' ہائیڈروجن پرآکسائڈ وغیرہ۔

یہ عینِ ثابتہِ مخلوقات یا حقائق ممکنات کی مثال ہے۔ یہ نسبتیں(Ratios) جن پر حقائق ممکنہ کا قیام ہے' حقیقتِ الٰہیہ، اسم خاص یا تجلی خاص کی مثال ہے۔ جب کیمیادان(Chemists) پانی کی حقیقت(Fact) کے مطابق ہائیڈروجن اور آکسیجن کو 2:1 کی نسبت(Ratio) سے ملاتا ہے یعنی (Modulate) کرتا ہے تو پانی' جو خیالی اور علمی شئے تھی' وہ حقیقی اور واقعی شئے ہوجائے گی۔ اور اِس وقت اُس کو خارجی پانی(Externally Existed Water) کہیں گے۔

اَب (اُس وقت) پانی پر احکام وآثار(Propeties & Application) مرتب (لاگو) ہوں گے یعنی پیاس بجھانے' درختوں کو سرسبز رکھنے کی صفت اُس کی طرف رجوع ہوگی۔

دیکھو! کیمیاداں کے ''علم'' میں ''پانی'' کی حقیقت ہے، یعنی ہائیڈروجن اور آکسیجن ہیں جن سے پانی بھی ''خارجی شئے'' معلوم ہوتی ہے۔

اُن میں سے ''اسمائے الٰہیہ'' کی مثال ہائیڈروجن و آکسیجن ہیں۔ جن میں ایک خاص نسبت (وصف) ہے جو عینِ ثابتہ کی مثال ہے اور خود یہ اُن میں باہمی نسبت (Ratio) ''اِسم خاص'' یا ''حقیقت الٰہیہ'' کی مثال ہے۔ پانی ''عین خارجی'' کی مثال ہے۔ دیکھو! ظاہر (Appearence) میں پانی معلوم ہوتا ہے، جس کا قیام (Existence) نسبت خاصہ ہائیڈروجن و آکسیجن پر ہے۔ یعنی خود پانی بہ نسبتِ ہائیڈروجن آکسیجن پر قائم ہے۔

کیا پانی حقیقی شئے ہے۔ عامتہ الناس (General Public) کہیں گے بیشک حقیقی شئے ہے۔ کیوں کہ ہم اُسکو پیتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں۔ کیمیا داں (Chemists) سے پوچھو وہ کہتا ہے کہ حقیقی شئے صرف ہائیڈروجن و آکسیجن ہے۔ فلاسفر سے پوچھو! وہ کہتا ہے اصل شئے مادّہ (Matter) ہے۔ شہودی سے پوچھو وہ کہتا ہے اسما الٰہیہ ہیں، وجودی سے پوچھو! وہ کہتا ہے صرف ذاتِ حق ہے اللہ، خَیرٌ صلاّ۔

اب ہم غور کرتے ہیں کہ ہائیڈروجن و آکسیجن اور پانی ان تینوں میں کون، معقول اور علمی (Plausible & Scientific) شئے ہے، اور کون، مشہود و محسوس (Visible & Perceivable) ہے۔ ظاہر ہے کہ ''پانی'' ایک نمائیشی، انتزاعی (Known, Derived) شئے ہے اور ہائیڈروجن و آکسیجن، حقیقی خارجی (Factually Existed) اشیاء ہیں۔ لہذا ''پانی'' معقول (Plausible) اور اُس کے عناصر (Elements) محسوس (Perceivable) ہیں۔ اُسی طرح ''مخلوقات'' معقول ہیں اور ''اسمائے الٰہیہ'' محسوس ہیں۔ اب اور تھوڑا غور کریں تو ''اسماءالٰہیہ'' بھی اِنتزاعی و معقول (سمجھ میں آنے والی شئے) ہیں اور حق (خالقِ تعالیٰ) محسوس و مشہود (Perceptible & Perceivable) ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَایِقَ الْاَ شْیاءِ کَمَا ھِیَ ترجمہ: اے اللہ تو ہمیں حقائق اشیاء کا علم عطا فرما جیسے کے وہ تیرے علم میں ہیں)۔

4۔**سوال**: صوفیہ وجودیہ کے پاس ''وجودِ حقیقی'' بے کیف و رنگ اور بے چوں و چگانہ ہے، مثال کے ذریعہ سمجھاؤ؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہمت دے! یہاں ایک لطیفہ (نازک مسئلہ) ہے کہ وجودِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) بے کیف و بے رنگ اور بے چوں و چگونہ (Unquestionable) ہے، مگر وہ ہے خارج میں (External Being) اور وہ ایک و تنہا ہے۔ لہذا جو صورتِ (ممکن یا مخلوق) اُس میں نمایاں ہوگی، خارج میں ہی معلوم ہوگی یعنی انتزاعی (سمجھ میں آنے والی) ہوگی اس حقیقت کو مزید سمجھنے کیلئے حسبِ ذیل ایک اور مثال (Example) پر غور کریں گے۔

مثال (Example): آئینے (Mirror) میں بعض پرندے (Birds) اپنی صورت (face) دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ آئینے میں کوئی پرندہ (Bird) ہے اور اُس سے لڑتے ہیں۔ اِسی طرح بعض بچے (Children) آئینے میں اپنی صورت دیکھ کر خیال

کرتے ہیں کہ آئینے میں کوئی بچہ ہے۔ اور اسکو پیار کرتے ہیں۔ بعض ہوشیار بچے آئینے میں دیکھتے رہتے ہیں اور جب کوئی اُن کے پیچھے آ کر آئینے میں اپنا عکس (Reflection) ڈالتا ہے تو پلٹ کر دیکھتے ہیں کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ آئینے کی یہ صورت نہیں بلکہ کسی اور جگہ سے یہ صورت آ رہی ہے۔ بس ایسا ہی حال نادان شخص کا ہے کہ کسی صورت (Form) کو وجود خارجی (عالمِ ظہور) میں دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ صورت (ممکن) ہی وجود خارجی (واجب تعالیٰ) ہے، جو موجود ہے۔ مگر ایک عارف (عرفان الٰہی سے واقف) سمجھتا ہے کہ صورت، موجود خارجی نہیں وہ (صورت) علمِ الٰہی سے آئی ہے، بلکہ علمِ الٰہیہ ہی میں ہے اور خارج میں تو صرف وجود خارجی ہی ہے جو عینِ ذاتِ حق ہے۔

تماشہ یہ ہے کہ مَیں (ممکن) اپنے آپ کو دیکھ نہیں سکتا۔ نہ خود آئینے (وجود خارجی) کو دیکھ سکتا ہوں اگر آئینہ نظر آ جائے تو وہ آئینہ نہیں ایک شیشہ کا ٹکڑا ہے۔ غرض کہ: حقیقت یہ ہے کہ اوّل آئینہ نظر آتا ہے پھر اُس کے توسط سے صورت نظر آتی ہے۔ مگر واہ رے آئینے تو نظر آتا ہے اور پھر نظر نہیں آتا۔ یہ کیا؟ یاوجود و وجود الوجود۔ انت الموجود۔ و انت المعبود۔ وانت المشهود۔ وما سواك معدوم وّ مفقود۔

جو نہ ہوا سی کی نمود ہو، نہ نمودِ اصلِ وجود ہو کوئی کیا بتائے کمال جو، ہے خیالِ شعبدہ بازمیں

(حضرت حسرت صدیقیؒ)

5۔ **سوال**: بعض وجودی حضرات کے پاس دنیا علم الٰہی کا تماشہ ہے اور اہل دنیا خیالی پتلے ہیں۔ اس خیال کی تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: بعض وجودیوں کا خیال ہے کہ معلومات الٰہیہ یعنی اعیان ثابتہ پر اسماء الٰہیہ کا پَرتَو (تجلی) پڑتا ہے تو موجوداتِ خارجیہ (اشیاء ممکنات بالعرض) پیدا ہوتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ علم اور قدرتِ الٰہیہ کے اجتماع (Modulation) سے ایک تیسری چیز یعنی موجود خارجی (مخلوق) پیدا ہوتی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ دنیا "علم الٰہی" کا ایک تماشا ہے اور اہلِ دنیا "خیالی پتلے" ہیں جس میں صفات و اسماء الٰہیہ کا ظہور (Manifestation) ہو رہا ہے مگر ان میں سے کوئی ذاتِ حق سے جدا اور اس سے باہر نہیں۔ تمام صوِر (ممکنات) موجود بالعرض (Contingent Being) ہیں حادِث (Manifested) و مخلوق (Creature) ہیں۔ اُن علمی پتلوں (مخلوق) کے احکام خصلتیں (Properties) ذاتِ عالم وحقیقتِ حقّہ (حق تعالیٰ) پر نہیں لگتے۔ اور اُن مخلوقات کے تغیر (حالتیں بدلنے) سے ذاتِ عالم، ذاتِ حقہ (حق تعالیٰ) میں تغیر نہیں آتا۔

یہ ہم تم کیا ہیں گویا سینما کی چند تصویریں
تماشا گاہ ہے عالم کسی استادِ کامل کا

(حضرت حسرتؔ صدیقیؒ)

6۔**سوال**: صوفیہ صافیہ کے پاس ''تنزیہ محض'' کرنا کیوں درست نہیں؟

جواب: واضح ہو کہ تنزیہ محض (صرف تنزیہ کا قائل ہونا)' اہلِ حقائق یعنی صوفیہ صافیہ کے پاس عینِ تحدید (Limit) کرنا ہے یعنی وجودِ حقیقی کو تنزیہ سے مقید کرنا ہے کہ وہ تشبیہ میں نمایاں نہیں ہوسکتا۔ اِس لئے تنزیہ محض کرنے والا یا تو جاہل ہے یا بے اَدب ہے کیونکہ قرآن شریف میں جہاں تنزیہ (Purgation) کیلئے لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَىۡءٌ (سورہ شوری آیت۔11) (اُس کی جیسی کوئی شئے نہیں) ہے وہیں تشبیہ (Similiar) کے لئے وَهُوَ مَعَكُمۡ اَيۡنَمَا كُنۡتُمۡ (القرآن) (میں تمہارے ساتھ ہوں تم جہاں ہو) جیسی آیات بھی ہیں۔ شانِ تنزیہ الٰہی تجلیِ ذاتِ الٰہی کو کہتے ہیں۔ جس کا دیدار محال (ناممکن) ہے یعنی اس کے دیدار کے وقت بیخودی (بے ہوشی) رہتی ہے۔ اور شانِ تشبیہ الٰہی تجلی اسماء وصفاتِ الٰہی کا نام ہے جس کا دیدار ممکن کیونکہ مخلوقات تمام اسماء وصفاتِ الٰہیہ کے ظہورات ہیں۔

عشق کا راز جو تھا حسن کا جلوہ نکلا

عشق کا راز جو تھا حسن کا جلوہ نکلا
فاش جو تھا وہی آخر پسِ پردہ نکلا

جب ہوا حق میں فنا باقی خدا خود ہی رہا
بندۂ عشق جو تھا ایک معمہ نکلا

رحمتِ کون و مکاں سرور دیں شاہ امم ﷺ
یارِ بے نقشہ کا تو ایک ہی نقشہ نکلا

نشۂ جامِ حقیقت میں ہوا غرق میں جب
یہ سراپا میرا اُسکا ہی سراپا نکلا

یوں تو بندے ہیں ہزاروں مگر اے عبدِ محض ﷺ
عبدیت میں تیرا یہ ناز انوکھا نکلا

حشر میں فضل و کرم سے تیرے ربُّ العزت
خالدؔ زار اُسی یار کا بندہ نکلا

حضرت خالدؔ جودیؒ

24-قدرت

(Omnipotence)

1۔**سوال**: معلوماتِ الٰہیہ کتنے قسم کے ہیں اور قدرتِ الٰہی کا حکمتِ الٰہی سے ربط و تعلق کیا ہے؟

جواب: واضح ہو کہ معلوماتِ الٰہیہ (Divine Awarness) یا اعیان ثابتہ (Probate Archethpes) تین قسم کے ہیں۔

1-اسماءالٰہیہ (Divine Epithet) جو نفسِ ذاتِ حق سے منتزع (Drived) ہیں وہ باعتبار منشاء (Intention) کے عینِ ذاتِ حق اور ذاتِ حق کے ساتھ قدیم (Antiquated) ہیں۔

2-وہ معلومات (Divine Awarness) جن کو وجودِ خارجی (جو عین ذات حق ہے) سے کوئی تباین (ٹکراؤ یا Conflict) نہیں یعنی اُن کا وجود بھی ضروری نہیں اور عدم بھی ضروری نہیں۔ جب وہ موجود خارجی (External Entity) سے ملتے ہیں تو اُن سے آثار (Traces) نمایاں ہوتے ہیں۔ یعنی وہ مخلوق و مجعول (پیدا) ہوتے ہیں ورنہ نہیں۔ ایسے معلومات ہی ممکنات، جزویات، مخلوقات کہلاتے ہیں۔ اُن میں سے کلیات (Integral Reflectivities) کو ''ماہیات'' (Integrated Probate Archetype) اور جزئیات (Fractional Reflectivities) کو ''ہویات'' (Frational Probate Archetypes) کہتے ہیں۔

3- وہ معلومات جو ذاتِ حق (Truthfull Unity) ، وجودِ حق (Primodial Being) اور اسماءالٰہیہ (Divine Epithets) سے مباینت (ٹکراؤ) و معاندت (ضد) و معارضت (مقابلہ) رکھتے ہیں وہ ہرگز موجود نہیں ہو سکتے۔ ایسے صور علمیہ (معلومات) ممتنع (Forbidden) یعنی ممنوع محال (Impossible) یعنی ناممکن و مستحیل (Ineffective) یعنی بے اثر کہلاتے ہیں۔

یاد رہے کہ قدرت کا تعلق عین (ذاتِ حق) اور معلوم (اعیانِ ثابتہ) سے بعدِ ''علم'' (Divine knowledge) کے ہوتا ہے۔ اور قدرت یا ارادہ الٰہی (Divine-Will) فرعِ حکمت بالغہ (تحت حکمتِ الٰہی) ہے۔ جو شئے حِکمت (Devine Wisdom) کے خلاف ہو وہ نا قابل تعلق ارادہ و قدرت ہے۔ پس محالات (Impossibilities) اور خلافِ حکمت اُمور چیزوں سے ''امرِ کُن'' متعلق نہیں ہو سکتا کہ اُن (محالات) میں قابلیت ہی نہیں۔ محالات کو ممکن یا قابلِ خلق و وجود سمجھنا جہل (Ignorance) ہے۔ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ غیر حکیمانہ (Unwise) کام کر سکتا ہے اُس (خدا) کو حکیم (Wise) نہ ماننے کے برابر ہے۔

2۔**سوال**: کیا محالات سے قدرتِ الٰہی متعلق نہ ہونے سے عجز لازم آتا ہے؟

جواب: یہ بات تو صاف ہے کہ مجنون (دیوانہ) کی قدرت تحتِ علم وحکمت نہیں رہتی۔مگر ہوشمند' ذی عقل(Intellegent)، حکیم(Wise) کی قدرت تحتِ علم وحکمت ہوتی ہے۔

لہذا محالات (ناممکن) سے قدرت وارادہ ''کُن'' متعلق نہ ہوسکنے سے عجز (Inability) لازم نہیں آتا۔

کیا ''کُل'' سے ''جُز'' کو بڑا نہ کردے سکنا' یا اپنا شریک نہ پیدا کرسکنا عجز ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ تمام چیزیں محال (ناممکن) ہیں۔

کیا خدا اپنا مثل پیدا کرسکتا ہے؟ کیا خدا خودکشی کرسکتا ہے؟ یہ سولات مہمل (بے معنٰی) ہیں اور محالات ہیں۔خدا کا عدم (نہ ہونا) محال ہے۔ہاں ہمارا مرنا اور عدم ممکن ہے۔ کیا خدا اپنے میں عیوب (Deficiencies) پیدا کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ تحتِ قدرت صرف ممکنات ہوتے ہیں۔خود ''ذاتِ خدا'' تحتِ قدرت نہیں۔اُس کا وجود(Being) ایسا ضروری ہے کہ خود اپنے کو معدوم(Non-Being) نہیں کرسکتا۔ وہ اَیسا اچھا(Supreme) ہے کہ اپنے کو بُرا نہیں بنا سکتا۔وہ ایسا بڑا(Greatest) ہے کہ وہ اپنی قدرت سے باہر ہے۔ یعنی اسکی بڑائی وکبریائی ہر لحاظ سے غیر تغیر(Constant) ہے۔

بے کار مہمل (بے معنٰی) باتیں جن سے واجبِ تعالیٰ کا عجز(Incapable) ہونے کا شبہ ہوتا ہے' دماغ خراب ہونے کی علامت ہے۔

25- کلام
(Word of Allah)

1۔**سوال:** "علمِ کلام" سے کیا مراد ہے؟ مثالوں کے ذریعہ واضح کرو کہ کلام الٰہی (قرآن مجید) قدیم ہے حادث نہیں؟

جواب: کلامِ الٰہی (Quran) کے متعلق اسلام میں ایک زمانے تک سخت فتنہ برپا رہا۔ مذہبی اختلاف کی ابتداء مسئلہ کلام ہی سے ہوئی۔ چنانچہ عقائد یا فلسفہ اسلام کا نام ہی "علمِ کلام" ہوگیا۔ اِس لئے اِس پر کچھ تفصیل سے غور کریں، پہلے اس مثال پر غور کرتے ہیں۔

تھیٹروں (Theaters) میں کھیل (Play) کیوں کر ہوتا ہے؟ کھیل سے پہلے کیا ہے؟

پہلے ڈرامہ (Drama) کی کتاب ہے اُس سے پیشتر (پہلے) وہی ڈراما مگر خیالی الفاظ میں۔ جس زبان میں ڈراما نویس (Drama Writer) اِس کو ظاہر (Express) کرنا چاہتا ہے، فکر و خیال کو ترتیب دیتا یا تیار کر سکتا ہے۔ خواہ اُردو میں، خواہ عربی میں یا انگریزی میں یا کوئی زبان میں۔ ناول (Novel) میں ناول نویس کے الفاظ ہیں جو کہنے یا کلام کرنے سے پہلے خیال میں تھے۔ خیال میں جو الفاظ و کلام رہتا ہے اُس کو کلامِ نفسی (Own Words) کہتے ہیں۔

اُسی طرح اوصافِ الٰہی (Devine Attributes) قدیم (Eternal) ہیں تو صفتِ کلام یعنی کلام اللہ بھی "قدیم" ہے۔ "حادث" (Incipient) ہرگز نہیں۔

دیکھو! خط (Write-Up) لباس (Display) ہے الفاظ کا۔ الفاظ لباس (Display) ہے کلامِ نفسی کا۔ کلامِ نفسی لباس (Precision) ہے علم کا۔ کیا کھیل (Play) کے آج ہونے سے ڈراما کا آج پیدا ہونا لازم آتا ہے؟ نہیں! ڈراما تو پہلے سے تھا۔ تھیٹر میں اُس کا ظہور (Display) آج ہوا۔ ڈراما نویس نے تو ایک ہی وقت لکھا۔ مگر ایکٹروں (Actors) نے تو سیکڑوں دفعہ اُس کا ظہور کیا۔ تھیٹروں میں ڈراما جو آج پیش کیا گیا اور واقعات بھی ہوئے۔ تھیٹر میں واقعات (Events) حادث (جدید)، اُن کا بیان و خبر بھی "حادث" مگر اصل ڈراما قدیم (Old) کیوں کہ تھیٹر میں ڈراما کا ظہور (Display) ہے۔ ظہور کے حادث ہونے سے اصل شئے کا حدوث لازم نہیں آتا۔

ایک اور بات، ہر ناول کا اسلوب (Style) الگ، ہر ایک کا رنگ (Theme) خاص ہوتا ہے۔ ناول میں بادشاہ، فقیر: عالم، جاہل، عورت و مرد کی لاکھ زبان (Dialogue) لکھے۔ مگر جاننے والے سے کبھی نہیں چھپتا کہ یہ ناول فلاں شخص کا لکھا ہوا ہے۔ کیوں کہ ہر شخص کا طرزِ بیاں (Eloquence) جدا ہوتا ہے۔

اِس تمہید (Brief) کے بعد واضح ہو کہ قرآن شریف ''کلام اللہ'' ہے اِس کا طرزِ بیان شروع سے لے کر آخر تک معجزہ (Wonder) ہے۔ رسولِ کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اِس کے کہ افصح العرب والعجم (Eloquent of Arab and Non Arab) ہیں مگر کلام اللہ شریف اور حدیث شریف کا اسلوب (Style) جدا ہے۔ قرآن کی آیت بالکل صاف اور الگ معلوم ہو جاتی ہے، کبھی حدیث شریف سے نہیں ملتی۔ گو حدیث شریف میں بھی فصاحت کے لحاظ سے اسلوب پایا جاتا ہے، مگر قرآن پاک سے بالکل الگ ہے۔

جب قرآن شریف کلام اللہ ہوا تو وہ اللہ تعالیٰ کی صفت (کلام) ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے تمام اوصاف قدیم ہیں تو کلام اللہ بھی قدیم (Eternal) ہے۔

عربی زبان ''حادث (Incipience)'' ہے عالمِ شہادت میں۔ مگر علم الٰہی اور کلامِ الٰہی کے لحاظ سے قدیم ہے۔ دوسرے آسمانی کتابوں اور خود حدیثِ قدسی میں معنٰی (مفہوم) کا اِلقاء (وحی) ہوتا ہے اور طرزِ بیان پیغمبروں کے ہوتے ہیں۔ مگر قرآن شریف کے الفاظ و معانی اور طرزِ بیان سب خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہے یعنی علم وصورتِ علم (کلام) دونوں قدیم ہیں۔ قرآن شریف پڑھنے والے کی زبان، آواز، سیاہی، قلم اور کاغذ سب حادث (جدید)، جس سے کلام اللہ کا تعلق (ربط) ہو رہا ہے۔ یہ تمام تعلقات ''حادث'' مگر کلام اللہ ''حادث'' نہیں، کیوں کہ ظہورات کے حدوث سے اصل شئے (کلام) کا حدوث لازم نہیں آتا۔

قرآن شریف میں انبیائے سابقین کے واقعات و بیان ''حادث'' ہیں باعتبارِ ظہور کے۔ مگر علمِ الٰہی کے لحاظ سے ''کلامِ نفسی'' کے لحاظ سے ''کلام اللہ'' قدیم ہے۔ بظاہر حدوث کا شبہ ہوتا ہے اور یہ شبہ وہ سب تعلقات و ظہور کے سبب ہے۔ جن کے حُدوث ہونے سے قرآن شریف حادث نہیں ہو سکتا۔ یہ سب لباس ہیں۔ مظاہر ہیں اور حادث ہیں۔ اِس سے اصل قرآن شریف (کلام اللہ) پر کیا اثر ہوتا ہے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، صفتِ الٰہی، عینِ ذات ہے۔ بڑے بڑے فصیح (Eloquent) و بلغاءِ عرب (Great Orators of Arab) اِس جیسا کلام لانے سے عاجز آ گئے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ ''سارے جن وانس جمع ہو کر اِس جیسا قرآن لانا چاہیں تو نہیں لا سکتے، اگر چہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں''۔ (بنی اسرائیل 88)۔

2۔ **سوال**: قرآنِ مجید کلام اللہ ہونے کے لحاظ سے اُس کے معنٰی و اسرار کو سمجھنے کیلئے کن اوصاف و قابلیت سے متصف ہونے کی ضرورت ہے؟

جواب: اِس (قرآن) جیسے فصیح و بلیغ کلام (Eloquent Verses) کے معنیٰ و مفہوم و اسرار کو سمجھنے کیلئے کم سے کم چار صفات (Four Qualities) سے متصف ہونا (پانا) ضروری ہے۔ (۱) جیّد عالم (Excellent Scholar) (۲) پکّا سُنّی (Perfect Sunni Muslim) (۳) ماہر ادیب (Expert Writer) (۴) اعلیٰ صوفی (Great Sufi)۔ اِن تمام صفات بلکہ اِن سے کئی زیادہ حیثیت و کمال پر فائق میرے مرشد قبلہ بحر العلوم مولانا محمد عبد القدیر صدیقی حسرتؒ جن کو شمس المفسرین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کی تفسیر قرآن ''تفسیر صدیقی'' نہایت اعلیٰ و ضخیم (Volumous) تفسیر ہے، جو نہایت مقبول ہوئی۔ اُن کا فیضان علم و حکمت مجھ کمتر مرید کو بھی بفضلِ تعالیٰ حاصل رہا ہے۔ آپؒ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے سابق صدر شعبۂ دینیات و پروفیسر رہ چکے ہیں۔ آپؒ نے ''تفسیر صدیقی'' کے ''مقدمہ'' میں دلکش اور حقیقت آمیز انداز میں قرآن پاک کے ''قدیم'' ہونے اور اُسکے ''عدم نسخ و منسوخ'' ہونے پر واضح اور مدلّل تحقیقی گفتگو فرمائی ہے مقدمہ تفسیر صدیقی ملاحظہ فرمانے سے با آسانی یہ اندازہ ہوسکتا ہے کہ ایک مفسر قرآن کو واقع کن اوصاف اور قابلیت کا حامل ہونا چاہئے۔

تقدیر

جو منشاء حق ہے پورا ہوگا!

تمہاری فکر سے ہوتا ہے کیا، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا
خدا جو چاہے گا وہ کریگا ، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

ہے فکر بے سود سب تمہاری، ہے سونچنا بھی عبث تمہارا
ہیں رنج و غم سب تمہارے بے جا، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

ارادہ اُسکا ہے سب پہ غالب، کریگا جو چاہے وہ ہے مالک
تمہارا پورا نہ ہوگا منشاء، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

وہ ہی ہے آمر وہی ہے فاعل، اُسی میں سب حول و قوتیں ہیں
تمہارا تم میں ہی پھر رہا کیا، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

سپرد کردو اُمور اپنے، خدا سے بہتر نہیں ہے کوئی
تمہیں وہ خود ہی سنواردیگا، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

نہیں ہے دارین میں بھی کوئی، بجز خدا کے مدد کرے جو
اُسی سے تم اپنی لو لگالو، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

خودی کو نذرِ خدا کرو تم، سپرد اپنے کو کردو خالدؔ
تو تم پہ پھر رازِ حق کھلے گا، جو منشاء حق کا ہے پورا ہوگا

حضرت خالدؔ وجودیؒ

26- تقدیر

(Destiny)

1۔**سوال**: ''تقدیر'' کسے کہتے ہیں اور ''قضاء سے کیا مراد ہے؟

جواب: اسمائے الٰہی(Diving Epithets)اپنے مربوبات (Sustainables) پر اثر کرنا چاہتے ہیں' مگر اسماء الٰہی مختلف اور متضاد (ایک دوسرے کے ضِد) ہیں مثلاً خالق(Creator) 'ربّ(Sustainer)'ممیت (Causer of Death)۔پس یہ سب ایک وقت میں اپنا اثر وعمل نہیں کر سکتے' لہٰذا اسمِ مقسط (عدل کرنے والا) بمدد اسمِ حکیم (Wise) اُن اسماء میں ترتیب (Sequence) دیتا ہے۔اُس ترتیبِ عام ونظامِ کلی (General Sequence & Universal Admn) کو ''تقدیر'' (Destiny) کہتے ہیں۔اس تقدیر کے مطابق ایک ایک شئے ظاہر ہوتی ہے تو اس کو ''قضاء''(Fate) کہتے ہیں۔عالمِ شہادت (دنیا) میں صرف حال(Present) معلوم ہوتا ہے۔نہ ماضی (Past) نہ مستقبل(Future)۔یہ ہی وجہ ہے کہ آدمی جدوجہد، سعی وعمل کرتا ہے جو اس عالم (دنیا) کا لوازمہ (Need) ہے۔

2۔**سوال**: ''قضاء'' کے تین اقسام کے متعلق مختصر بیان کرو؟

جواب: قضاءِ معلق(Pending Fate):۔علمِ الٰہی سے عالمِ مثال میں بعض دفعہ ایک شئے کے وجود کے تمام موقوف علیہ اور اسباب وعلل مرئی(Dependable Cause & Simpleness) نمودار نہیں ہوتے' اُس وقت تک اِس قضاء (Fate) کو ''قضاءِ معلق'' کہتے ہیں۔

قضاءِ مبرم (Invitable Fate) :۔اگر قضا کا جزاِخیر(آخری حصہ)اور متمم(Complimentary Cause) آجاتا ہے یعنی ظاہر ہونے کے آثار آجاتے ہیں تو شئے موجود ہوجاتی ہے۔اور اگر مانع مُترشح (نہ ہونے کی وجہ و آثار)(Impediment Cause) نمایاں ہوجاتے ہیں تو شئے موجود نہیں ہوتی۔بہرحال متمم (ہونے) یا ممانع (نہ ہونے) کے آثار کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہا جاتا ہے کہ قضاء معلق(Uncertain) جو تھی وہ مُبرم(Centain) ہوگئی۔

قضاءِ معلق:۔کو علتِ ناقصہ (Deficient Cause) اور قضاءِ مبرم کو علت تامّہ (Complete Cause) بھی کہہ سکتے ہیں۔ مکمل سلسلۂ علت عالمِ شہادت (دنیا) میں بعد وقوع (واقع ہونے کے بعد)ہی معلوم ہوتا ہے۔ہاں خدائے تعالیٰ کے علم میں، عالَم (Universe) میں جو کچھ ہونے والا ہے' سب کچھ ہے۔مگر وہاں تک کس کی رسائی (پہنچ) ہے۔

خدا خود کسی کو اُس کی اطلاع دے دے تو اُس کا فضل ہے۔ اِن قرآنی آیات پر غور کریں۔

ا۔ یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثۡبِتُ ج وَ عِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ۔(الرعد 39)

ترجمہ: اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا بھی اور ثابت رکھتا بھی ہے۔ اصل نوشتہ (کتاب) تو اسی کے پاس ہے۔

۲۔ وَلَا یُحِیۡطُوۡنَ بِشَیۡءٍ مِّنۡ عِلۡمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔(البقرہ۔255)

ترجمہ: اس کے بے پایاں علم کو کوئی احاطہ یا جان نہیں سکتا مگر اتنا ہی جتنا وہ خود دینا چاہے۔

۳۔ وَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِیۡلًا (بنی اسرائیل۔85)

ترجمہ: اور تمہیں تھوڑا سا ہی علم دیا گیا ہے

3۔**سوال**: کوشش و جدو جہد اور دعا کرنے کا دار و مدار ''قضاء'' کی کس قسم پر مبنی ہے؟ کامل انسان کی نشانی کیا ہے؟

جواب: دنیوی اُمور میں کوشش اور اُخروی (آخرت کے) اُمور میں جدو جہد، یعنی دعا اور طلبِ دعا کا دار و مدار اُسی ''قضاء معلق'' پر مبنی ہے۔

جس شخص سے جس قدر اسماء الٰہیہ زیادہ نمایاں ہونگے وہ شخص اتنا ہی کامل ہوگا، اگر دل کا آئینہ بالکل صاف ہو۔ خطرات بند ہوں۔ کوئی ذاتی خواہش باقی نہ ہو تو ایسا شخص تجلی گاہ حق ہوگا۔ مراۃ حقائق (حقائق کا آئینہ) ہوگا۔ ایسا شخص اپنے دل میں سے سریان (چشمہ) نورِ وجود کو ہر شئے (مخلوق) میں مشاہدہ (Observation) کرے گا۔ سچ پوچھو تو ایسا شخص ہی انسان کہلانے کے قابل ہوگا اور تاجِ خلافت اسی کے زیبِ سر ہوگا اور راز دارِ حق ہوگا۔

27- خیر وَ شر

(Virtue & Evil)

1۔**سوال:** وجودِ محض اور عدم محض سے کون مراد ہیں، وجود اضافی کی تعریف کیا ہے؟ کیا احکامِ شریعت خیرِ کثیر پر مبنی ہے؟

جواب: وجود محض (Absolute Being) ہی خیرِ محض (Absolute Virtue) (اللہ تعالیٰ) ہے اور عدمِ محض (Absolute non-being)، شرِّ محض (Absolute Evil) (ممکن) ہے۔ اگر کسی شئے پر وجود (Being) کے بعض آثار نمایاں ہوں اور بعض نمایاں نہ ہوں تو وہ وجودِ اضافی (Contingent Being) ہے، اور اُس پر خیر وشر اضافی (Contingent Virtue or Evil) مرتب (لاگو) ہوگا۔ جس کام میں خیرِ کثیر (بہت زیادہ خیر) اور شرِّ قلیل (بہت کم شر) ہو، وہ قابلِ اختیار ہے۔ اس کے برخلاف جس کام میں شر کثیر اور خیر قلیل ہو، وہ قابل ترک (نہ کرنے کے قابل) ہے۔

قوانین تمدن (Social Laws) خیرِ کثیر اور شرِ کثیر دنیا پر مبنی (مشتمل) رہتے ہیں۔ مگر شریعت (Islamic Law) دوجہاں میں خیر کثیر کو پہنچاتی ہے۔ یعنی شریعت پر عمل کرنے سے خیر کثیر ہی حاصل ہوتا ہے۔

2۔**سوال:** ماسواحق تعالیٰ جتنی چیزیں ہیں ''شر'' سے خالی نہیں، اُسکی وجہ کیا ہے؟

جواب: وجودِ محض وہستی مطلق تو ذات حق تعالیٰ میں منحصر ہے اور عدم محض تو موجود ہی نہیں۔ یعنی عدم کا کوئی اصل وجود ہی نہیں، مگر عدم صرف وجودِ حق کے مقابل سمجھ میں آتا ہے۔ پس ماسوائے حق تعالیٰ جتنے اشیاء (چیزیں) ہیں وہ وجودِ اضافی (Contingent Being) یا عدمِ اضافی (Monifestatiion) ہیں لہذا شر (Evil) سے خالی نہیں۔ غرض کے تعین (مخلوق) کے لوازم (Needs) سے عدمِ اضافی ہے جس کو شر لازم ہے۔ کیوں کہ تعین کسی نہ کسی شئے کے خیر سے چھوٹ جانے کو ظاہر کرتا ہے جو عدم شرِ اضافی ہے۔

ہر چند کہ ایک چیز ایک چیز کے لحاظ سے ''خیر'' اور ایک دوسری چیز کے لحاظ سے ''شر'' ہوسکتی ہے (جو شرِ اضافی کا تقاضا ہے)۔ مگر وجود کے لحاظ سے تو ہر شئے خیر ہی خیر ہے۔ کیوں کہ وجود (حق تعالیٰ) تو خیرِ محض (Absolute Virtue) ہے۔

یہ بھی یادرہے کہ مخلوقات کا تعین، اضافی وعدمی (Contingent Being) ہے۔ خدائے تعالیٰ کا تعین، ذاتی اور

وجودی (Absolute Being)۔ لہذا کسی ممکن (مخلوق) سے وجوبِ ذاتی اور استغناءِ ذاتی (Inherent & Absolute Richness) نمایاں وظاہر نہیں ہوسکتے کیوں کہ یہ حق تعالٰی کے صفات خاصہ (Exclusive Attributes) ہیں، اور ممکن (بندہ) کا خاصہ یہ ہے کہ متغیر ہونا اور اِفتقار (عاجزی) واحتیاج (Dependence) اُسکو لازم ہے۔

3۔**سوال**: آیاتِ قرآنی کی روشنی میں خیر وشر کی کتنی حالتیں ہیں اور اُن میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟

جواب: 'خیر' و 'شر' کی تین حالتیں ہیں۔

(1)۔خیر و شر دونوں بندے کی طرف سے ہیں۔لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ (البقرہ 286)

ترجمہ: جواچھی کمائی اورکسب کرتا ہے تواس کیلئے مفید ہے اور بُری کمائی اورکسب کرتا ہے تواس کا نقصان اسی کو ہے۔

(2) خیر و شر دونوں خدائے تعالٰی کی طرف سے ہیں۔قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ (نساء۔ 78) ''تم ان سے کہدو سب (خیروشر) خدا کی طرف سے ہے''۔

(3) ''خیر'' خدائے تعالٰی کی طرف سے اور ''شر'' بندے کی طرف سے ہے۔

مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ (النساء۔79)

ترجمہ:اوانسان تجھے جونیکی پہنچتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے اور جو بدی پہنچتی ہے وہ خود تجھ سے ہے۔ (تیرے کرتوت یا اعمال کا نتیجہ ہیں)۔

اِن تینوں آیات کی تطبیق (Comparision) حسبِ ذیل یوں ہے کہ یہ تینوں باتیں (حالتیں) صحیح ہیں۔اور ہرایک اپنے محل (مقام) پر حق (سچ) ہے۔

(1) دیکھو یہ بات ظاہر ہے کہ نماز ہم پڑھتے ہیں، روزہ ہم رکھتے ہیں، غیبت ہم کرتے ہیں، جھوٹ ہم بولتے ہیں۔ اِن میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جو خدائے تعالٰی کی طرف منسوب ہو سکے۔کیونکہ یہ مسئلہ کسبِ فعل (Physical Performance) پر مبنی ہے۔پس فعلِ خیر وفعلِ شر بندے کی طرف راجع ہے، یہ ہی معنٰے ہیں آیت 286 سورۃ البقرہ کے۔جس کا فعل اُسی کی طرف منسوب ہوگا۔پس ہمارے اچھے بُرے کاموں کا فاعل خدا کو نہیں کہہ سکتے۔

(2) یہ بات بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ خلقِ فعل (فعل یا کام کو پیدا کرنا) اور عطائے وجود (وجود بخشنا) ربّ العالمین کا کام ہے۔پس جب تک پروردگار ''کُن'' نہ فرمادے گا، بندے سے نہ اچھا کام (فعل) نمایاں و پیدا ہوسکتا ہے نہ کوئی بُرا کام۔ لہذا بااعتبارِ خلق وعطائے وجود خارجی کے ہر شئے، ہر فعل، ہر صفت، خدائے تعالٰی کی محتاج ہے۔یہ

ہی ہے معنیٰ آیت 78 النساء کا۔ پس خیر و شر کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

(3) یہ بات بھی کوئی چھپی ہوئی نہیں کہ نورِ خورشید (سورج) ہر شئے پر برابر پڑتا ہے۔ اُسکی عطائے نور (Projection of Light) میں کوئی بخل (تنگی) نہیں۔ مگر وہی نور جب اشیاء (چیزوں) پر پڑتا ہے تو اُن اشیاء کی حقیقت کی صلاحیت کے مطابق یعنیٰ ان کی فطرت کے اقتضاء (Need) کے مناسب منعکس (Reflect) ہوتا ہے۔ اسکی ایک مثال آئینوں کی لافنگ گیلری (Laughing Galary) ہے۔ اُس میں جاؤ تو معلوم ہوسکتا ہے کہ تم کہیں (کسی آئینہ میں) دُبلے لمبے کہیں موٹے، چھوٹے قد کے، کہیں الٹے کہیں درست معلوم ہوتے ہیں۔ قصور (Defect) سورج کا یا تمہارے دیکھنے کا نہیں۔ بلکہ دکھانے والے آئینوں کا ہے کہ کوئی اچھے کو اچھا دکھاتا ہے، اور کوئی اچھے کو بُرا دکھاتا ہے۔

پس خدائے تعالیٰ جو وجودِ محض (Absolute Being) ہے۔ اُس کی طرف شر (Evil) کا رخ نہیں، تمام شُر در حقیقتِ ممکنہ (مخلوق کا فطرت) کی طرف اور اُس کے عدمِ ذاتی کی طرف راجع (Concerning) ہوں گے، یعنیٰ لوٹیں گے، یا مانے جائیں گے۔

خلاصہ یہ کہ خیر خدائے تعالیٰ کی طرف سے اور شر بندے کی طرف سے ہے۔ یعنی مرجع خیر حق تعالیٰ اور مرجع شر ممکن (بندہ) ہے۔ یہ ہی معنیٰ ہیں سورۃ انساء کی آیت 79 کے۔

23- جبر وقدر

(Overbearance & Destiny)

1۔ **سوال**: کیا انسان اپنے ارادہ میں آزاد نہیں ہے بلکہ اُس کا ارادہ خدائے تعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہے۔تو پھر یہ جبر ہے یا قدر؟

جواب: انسان کا ارادہ اور اُس کے تمام افعال (Deeds) سب واجب تعالیٰ (اللہ) کے ارادہ وقدرت کے تابع ہیں کیوں کہ بندے کا ارادہ اور فعل ممکن ہیں یعنی ممکنات (مخلوق) سے ہیں۔ایک ممکن دوسرے ممکن کو پیدا نہیں کرسکتا۔کیوں کہ حقیقتاً اعطائے وجود تو شانِ واجب تعالیٰ ہے۔

دیکھو! ایک مُظلم (خود اندھیرے میں رہنے والا) دوسرے مُظلم کو کیا روشن کرسکتا۔یا ایک مُردہ دوسرے مُردے کو کیا زندہ کرسکتا ہے۔تو پھر جبر (Overbearance) ہے یا قدر (Destiny) ہے؟

یہ نہ تو 'جبر' ہے اور نہ 'قدر' ہے بلکہ ''اَمر بین بین'' یعنی دونوں کے درمیان ہے کیوں کہ 'جبر' کی صورت میں اللہ تعالیٰ ظالم سمجھا جائے گا' جو محال (ناممکن) ہے۔اور قدر (Destiny) ہونے کی صورت میں، بندے کے ارادہ اور ارادہ الٰہی کے اختلاف کی حالت میں' اگر بندے کا ارادہ خدا کے ارادہ سے مغلوب وتابع ہوجائے تو پھر وہی 'جبر' ہوگا۔اور ایسا نہ ہوا اور تمام لوگوں کے ارادے آزاد ہوں تو دنیا کا کوئی نظام نہ رہے گا۔گویا اِس طرح بندے کا ارادہ اللہ تعالیٰ کا مخلوق نہ ہوگا۔ایسی صورت میں خدا کا ماننا ہی بے ضرورت ہوگا اور دنیا میں فساد ہی فساد برپا ہوگا۔

دراصل عِلتِ ناقصہ (Deficient Cause) کے اعتبار سے مخلوقات (Creatures) کو اختیار (Power) ہے۔اور علتِ تامہ (Complete Cause) کے اعتبار سے مجبوری (Helplessness) ہے۔

تم چاہو تو کہہ سکتے ہیں' بندہ نہ مختار (Independent) ہے نہ مجبور (Dependent) ہے۔بلکہ مامور من اللہ ہے (Authorised by Allah)۔ اپنے مقصدِ حیات کے پورا کرنے میں (Authorised) ہے۔جو اپنی معموریت (Authority) کا بے جا استعمال (احکام الٰہی کے خلاف) کرے گا وہ قابل گرفت اور مستحقِ سزا ہوگا۔ جو اپنے عہدے کا صحیح اور بہتر استعمال (احکام الٰہی کے مطابق) کرے گا وہ قابل، ستایش اور مستحق انعام (Reward) ہوگا۔

ایک اور بات! مولوی یا متکلم حضرات (Theologians) کے پاس بندہ مختار مانا جاتا ہے اور وہ اپنے اعمال کا

ذمہ دار ہے۔صوفی وعارف حضرات (Sprindicants) کے پاس بندہ کو کچھ اختیار نہیں' اُنکی نظر میں پروردگار ہی ہے۔

اصول یہ ہے کہ جبر (زبردستی) خارجی قوت (External Force) سے دوسروں کو کام کرنے سے روکنا ہے۔ مگر یہاں 'جبر' نہیں بلکہ استلزام (لازم وملزوم کا ایک سلسلہ) ہے،اسباب اور اُسکا نتیجہ لگا ہوا ہے۔حکمت بالغہِ الٰہی کا تقاضا (Demand) ہے کہ دادا کے بعد بیٹا پیدا ہو، اُسکے بعد پوتا ہو۔ یہاں تو زنجیر کی کڑیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اور مرتب و باقاعدہ (In Sequence & in Order) ہیں۔بہرحال لَا جَبرَ وَلَا قَدرِ (نہ جبر ہے نہ قدر)۔

2۔**سوال**: بندے کو اعمال وافعال میں اختیار کی کیا صورت ہے؟

جواب: دیکھو! بندے کے ارادہ کرنے کے بعد جو افعال ہیں اُن میں اختیار ہے۔خود ارادہ اور ارادہ سے پہلے جو اُمور ہیں اُن میں اختیار نہیں ہے۔معلوم ہوا کہ بندہ کو جزوی اختیار ہے کلّی طور سے اختیار نہیں۔گویا اختیار مشہود ومحسوس (نظر آتا) ہے اور عدم اختیار (اختیار کا نہ ہونا) معقول (سمجھ میں آتا) ہے اور اُس پر انتہاء ہے۔یعنی تقدیر الٰہی کے تحت ہے۔

بہرحال جس کو ارادہ (Will) نہیں' اختیار بھی نہیں ایسا شخص مجنون (دیوانہ) ہے اور وہ مکلفِ شرعی بھی نہیں یعنی اُس پر شرعی احکام لاگو نہیں ہو سکتے۔

اگر کسی کو کسی فعل (کام) کا امر (حکم) کیا جائے اور وہ کام مامور (کام کرنے والے) کی استعدادِ کلی (Capability) اور اسکی حقیقت کے اقتضاء (قابلیت) کے مناسب ہے تو پہلے اُس کام کرنے کا ارادہ (Will) دیا جاتا ہے۔پھر فعل (کام) کو اللہ تعالیٰ ''کُن'' کا حکم فرماتا ہے تو وہ پھر فعل اُس شخص سے ظاہر ہوتا ہے۔اور اگر اُس کے برخلاف وہ فعل (کام) اُس کے عینِ ثابتہ وحقیقت کے اقتضاء (قابلیت) کے خلاف ہو تو اُس فعل کو نہ ''کُن'' کا حکم دیا جاتا ہے اور نہ وہ فعل ظاہر ہی ہوتا ہے۔لیکن ایسی صورت میں بھی اس شخص کو شرع شریف کے مطابق اَمر (حکم) کیا جاتا ہے۔اس طرح حکم کرنے سے غرض اس شخص کی عدم قابلیت (ناقابل ہونے) کا اظہار منظور ہوتا ہے۔یعنی اس کی فطرت اس کی طبیعت، زبانِ حال سے ظہورِ فعل (عمل کرنے) سے انکار کرتی ہے۔گو زبان قال (منہ) سے وہ طلبِ فعل کرے۔پس حکیمِ مطلق (اللہ تعالیٰ) مراعاتِ اقتضاء حقیقت (مخلوق کی استعداد وقابلیت کے مطابق) کرتا ہے۔لہذا تبلیغ (وعظ ونصیحت کرنا) ازلی وابدی (منکر وبدنصیب) کی عدمِ قابلیت (فطرت) کو ظاہر کرتی ہے۔اور اسی طرح حجّت کی تکمیل مقصود ہوتی ہے۔

3۔**سوال** : جبر ہے نہ قدر بلکہ اِستلزام یعنی اسباب اور اُسکے نتائج کا سلسلہ لگا ہوا ہے۔اس بات کو مثال یا واقعہ کی مدد سے سمجھاؤ؟

جواب: ایک واقعہ:۔اللہ ہم کو ہمت وحکمت عطا فرمائے۔اب ہم ''جبر ہے نہ قدر بلکہ استلزام ہے'' اِس واقعہ و مثال سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک بزرگ ولی صفت کسی بستی میں تنہائی میں ذِکرِ خدا و درودِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم میں مشغول تھے۔کسی ظریف الطبع (کم عقل) نوجوان نے اُن بزرگ سے کہا میں آپ سے تین سوال کرنا چاہتا ہوں، تو اُس بزرگ نے فرمایا اچھا پوچھو!

ا۔جب خدا دکھائی نہیں دیتا تو اُس کی عبادت کیوں کی جائے؟۔

۲۔شیطان آگ سے بنا اور دوزخ میں بھی آگ ہوگی، آگ، آگ کو کیا جلائے گی۔

۳۔جب ہر کام خدا کی اِذن اور مشیّت (اجازت ومرضی) سے ہوتا ہے، تو ہم کو سزا کیوں ہوتی ہے؟

اِن سوالات کو سننے کے بعد اُس بزرگ نے زبانِ حال سے اس طرح جواب دیا کہ ایک مٹی کا ڈھیلا (Clay Stone) پاس سے اُٹھایا اور اس نوجوان کی پیشانی (Fore Head) پر زور سے دے مارا۔نوجوان عدالت (Court) سے رجوع ہوا۔پولیس نے اُس بزرگ شخص کو پکڑ کر عدالت میں حاضر کیا۔

جج (Majistrate) نے اس بزرگ سے پوچھا کہ تم نے اِس شخص کو کیوں مارا؟

اُس نے جواب دیا ''میں خدا کی یاد میں مشغول تھا اور ایک گوشہ میں بیٹھا تھا۔اِس شخص نے مجھ سے تین سوال کئے، اور میں نے اُن سوالات کا جواب مٹی کے ایک ڈھیلے سے دیا۔جج اِس جواب سے حیران ہوگیا۔اور سوال کیا کہ اس کا مطلب سمجھایا جائے۔اُس بزرگ نے جج کے سامنے اُس نوجوان کو پوچھا ''تمہارے سوالات کرنے کے بعد میں نے کیا کیا''۔ اُس نے جواب دیا ''آپ نے مجھے ڈھیلے سے مارا۔بزرگ نے کہا پھر کیا ہوا؟ اُس نے کہا، ''مجھے گومڑا (Swelling) آ گیا اور درد ہو رہا ہے''۔بزرگ نے دریافت کیا۔''کیا درد دکھائی دے رہا ہے؟'' جواب ملا ''نہیں دکھائی دیتا''۔تو بزرگ نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ دکھائی نہیں دیتا، علم (احساس) میں آتا ہے۔اَب اُس نوجوان کو سمجھ میں آ گیا کہ یہ اس کے پہلے سوال کا جواب ہے۔

بزرگ نے دوسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا، کہ ''جس ڈھیلے سے میں نے تجھے مارا وہ کس چیز کا

ہے‘‘۔ جواب دیا ’’مٹی کا ہے۔‘‘ تو پوچھا آدمی کس سے بنا ہوا ہے؟ تو اس نوجوان نے کہا ’’مٹی (Sand) سے‘‘۔ بزرگ نے کہا، ’’پھر مٹی سے مٹی (آدمی) کو تکلیف ہوئی کہ نہیں‘‘۔ جواب ملا ’’ہوئی‘‘۔ بزرگ نے کہا اُسی طرح سے آگ سے آگ کو تکلیف ہوگی۔ نوجوان دوسرے سوال کا جواب بھی سمجھ گیا۔ پھر اس بزرگ ہستی نے تیسرے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا ’’ہر چیز خدا کے اِذن (اجازت) سے ہوتی ہے تو بندے کیوں پکڑے جاتے ہیں؟ جب ایسا ہی تھا تو یہ ڈھیلا بھی اُسی (اللہ) کی مشیت (مرضی) سے پڑا یا مارا گیا۔ پھر تُو عدالت کو کیوں بھاگا اور مجھے کیوں بلوایا‘‘۔ نوجوان شخص نے اعتراف کیا (مان لیا) کہ تیسرے سوال کا جواب بھی سمجھ میں آ گیا۔

اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ بندہ کچھ مجبور نہیں کچھ قادر نہیں بلکہ بین بین یعنی ’’مامور‘‘ ہے اور واقعات، علل و معول (وجہ اور سبب) (Reason & Cause) کی زنجیر (Chain) کی کڑیاں ہیں جو ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں۔ یعنی تسلسل لازم و ملزم (Series of invitables actions) ہیں۔ تکمیل حجت (Argument) ہے، نہ جبر ہے نہ قدر (Neither over bearance nor destiny) ہے۔

29- موجود فی الخارج

(External Entity)

۱۔سوال: جب خارج میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی موجود نہیں تو پھر کیا ہم سب موجود فی الخارج نہیں؟

جواب: جب خارج (External entity) سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں تو کیا ہم سب موجود فی الخارج نہیں؟ کیا ہم اپنے اردگرد کی چیزیں نہیں دیکھتے؟ بے شک دیکھتے ہیں۔ کہ یہ سب چیزیں ہمارے علم و خیال سے خارج (باہر) ہیں۔ لہذا یہ سب ہم سے خارج میں (باہر) موجود ہیں۔ مگر ہم اور ہمارے اردگرد جو کچھ ہے وہ سب علمِ الٰہی (Devine Knowledge) میں ہے۔ اور ہرگز علمِ الٰہی سے خارج (باہر) نہیں اور قائم بالذّات خود نہیں ہے۔ تو کیا یہ چیزیں سب خیالی ہیں؟ ہاں بے شک خیالی تو کیا علمی چیزیں ہیں مگر یہ خیال یا علم ہمارا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جس کو کوئی ہٹا نہیں سکتا۔ ذرا سوچو ہم کو ہمارے خیال پر قابو ہے مگر اپنے پر قابو نہیں کیوں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا خیال یا علم ہیں۔ اسلئے ہم سب پر اللہ تعالیٰ کا قابو ہے۔

یہ ہم تم کیا ہیں گویا سینما کی چند تصویریں ... تماشا گاہ ہے عالم کسی استادِ کامل کا

حضرت حسرتؔ صدیقیؒ

2۔**سوال**: وجودِ خارجی کی تعریف کیا ہے؟اور وجود خارجی کتنے قسم پر ہے؟

جواب: وجود خارجی (External Being):۔ وجود خارجی یا عینی یا ذاتی وہ ''وجود'' جو ہمارے سمجھنے، خیال کرنے پر موقوف(Depend) نہیں، ہمارے علم سے خارج (باہر) اور ہمارے اعتبار (ماننے یا نہ ماننے) سے قطع نظر (ہٹ کر) بھی قائم ہے۔ ایسا ''وجود'' وجودِ خارجی کہلاتا ہے۔جیسے زید(ایک شخص) خارج میں ہے، نہ کسی کے موجود ماننے سے موجود ہوتا ہے اور نہ کسی کے نہ سمجھنے سے معدوم(Vanish) ہوتا ہے۔ وجودِ خارجی دو قسم پر ہے:۔

1) وجود بالذات Absolute Being 2) وجود بالعرض Contingent Being

وجود بالذات:۔وہ ''وجود'' (Being) جو ذاتِ شئے سے ناشی (پہنچانی) ومنترع (سمجھی جاتی) ہو، یا عین ذات، اور غیر سے حاصل ومستفاد (غیر کی امداد سے قائم) نہ ہو۔ایسا ''وجود'' صرف ذات واجب (حق تعالیٰ) میں منحصر (قائم) ہے۔

وجود بالعرض:۔وہ ''وجود'' (Being) جو غیر (دوسرے) سے مستفاد (مدد سے قائم) ہو۔ممکنات (مخلوق) کا وجود ''وجود بالعرض'' ہوتا ہے۔

3۔**سوال**: وجود بالذات اور وجود بالعرض کو مثال کے ذریعہ سمجھاؤ؟

جواب: وجود بالذات کی نظیر (مثال) نورِ شمس (سورج کی روشنی) ہے جو کہ خود ذاتِ واجب (سورج ہی) سے منشی (نکل رہی) اور پیدا (موجود) ہے۔

''وجود بالعرض'' کی نظیر (مثال) نورِ قمر (چاند کی چاندنی) ہے یہ اصل میں نورِ شمس (سورج کی روشنی) ہی ہے جو قمر (چاند) پر پڑ کر منعکس(Reflect) ہوتی ہے اور نورِ قمر کہلاتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ''قمر'' اپنی کامل روشنی (بدر) ہونے کی حالت میں بھی اپنے بالذات تاریکی(Absolute Darckness) سے نہیں نکلتا۔بس اِسی طرح ممکنات (مخلوق) بھی اپنے حالت وجود(Being) میں بھی عدم ذاتی(Absolute Non-Being) سے نہیں نکلتے۔

دیکھو! وجود بالعرض کی بھی دو قسمیں ہیں۔(1) وجود لذاتہ Essential Being (2) وجود بغیرہ (Related Being)

1۔وجود بالعرض لذاتہ:۔یہ جواہر (ذاتِ ممکن) کا وجود ہے کہ بالذّاتِ خود قائم ہے۔وجودِ ذات ہے۔

2۔وجود بالعرض لغیرہ:۔یہ اعراض (صفاتِ ممکن) کا وجود ہے کہ دوسرے (غیر) سے قائم ہوتا ہے، اُس سے وابستہ رہتا ہے یعنی اعراض جواہر سے قائم رہتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ وجود بالذات لِذاتہ، واجب جل مجدہ (اللہ تعالیٰ) میں منحصر (قائم) ہے وجود بالعرض لذاتہ، جواہر (ذاتِ ممکن) کا وجود ہے۔وجود بالعرضی لغیرہ، اعراض، کا وجود ہے جیسے صفات رنگ وبو۔

30- رعایت اقتضاء
(Grace For Exigency)

1۔ **سوال**: اسلامی تصوف کا خاصہ کیا ہے؟

جواب: واضح ہو کہ ایک مقام کے اعتبار کو دوسرے مقام کے اعتبار سے تصادم (ٹکراؤ) ہونے نہ دینا چاہئے۔ ما بہ الاشترک (Common Features) کے کمالِ حضور (Exposition) کے وقت ما بہ الامتیاز (Distinct Features) کا حق ادا کرنا۔ ہر حقیقت سے اُس کا اقتضاء (Need) کے مطابق سلوک کرنا ہی اسلامی تصوف کا خاصہ (Speciality) ہے۔ ذرا سی غفلت کی جائے تو یا شرک (Politheism) ہو جاتا ہے یا زِندقہ والحاد (Heresy & Atheism)۔ گویا ایک طرف کھائی (Moat) ہے تو ایک طرف خندق (Drench or Ditch) یہ راستہ تلوار کی دھار سے باریک ہے‘ خدا ہی پار اتار دے تو پار اترتے ہیں۔

2۔ **سوال**: جب غیر محسوس (حق تعالیٰ) سے غفلت عظیم ہونے لگے تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: ذرا غور کرو تو معلوم ہو گا کہ ”محسوسات (مادی دنیا) کی طرف تمام لوگوں کی توجہ ہے اور اِس قدر قوی توجہ ہے کہ ”غیر محسوس (روحانیت اور حق تعالیٰ) سے اگر انکار نہ بھی ہو تو غفلتِ عظیم تو ضرور ہے۔ ایسی حالت میں بزرگانِ دین کا ”غیر محسوس“ کی طرف توجہ دلانا۔ توحیدِ وجودِ حقیقی کی تاکید کرنا کچھ بے جا نہیں۔ دیکھو جو برف (Ice) میں اکڑ گیا ہو تو اُس کو آگ سے سیکنا (Warm up) عین حکمت ہی تو ہے۔ گویا ایسے شخص کو دن بھر سورج کی تیز گرمی یعنی دھوپ میں پڑا رہنے دو‘ اچھا ہو جائے گا تو وہ خود ہی اپنے پیروں چلا آئے گا۔

3۔ **سوال**: حقوق العباد کی ادائی کے وقت بھی جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے غفلت ہو نہ مخلوق سے بے مروت ہو تو کیا ایسا شخص محمدی و جانشینِ نبی نہیں؟

جواب: ایک اور بات کا خیال رکھو! جب اکیلے ہوتے ہیں تو مقیدات (مخلوق) کے حقوق متعلق (لازم) نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں صرف مطلق (اللہ) کی طرف توجہ ہمارا فرض ہے۔ ہاں جب لوگوں سے ملو اُن سے معاملہ کرو تو بغیر غفلت واعراض عَنِ اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے خیال سے غفلت یا انکار کئے بغیر ادائے حقوقِ خلق و توجہ الی الاسماء کرو (یعنی حقوق العباد کی ادائی کے وقت یہ خیال رہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی اعانت و مدد سے لوگوں کے حقوق ادا کر رہے ہیں)۔ جو دونوں پلے میزان (ترازو) کے برابر رکھتا ہو۔ یعنی نہ اللہ تعالیٰ سے غفلت ہو نہ اُس کی مخلوق

(بندوں) سے بے مروت ہوتو ایسے شخص کے کیا کہنے ہیں۔وہ محمدیؐ ہے۔جانشینِ نبیؐ ہے۔مگروہ شخص بھی بہتر سمجھا جائے گا جوفرطِ محبت وجوشِ الفت میں مجنون ہوگیا ہواور اذْكُرَ اللّٰهَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ(اللہ کو اتنا یاد کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں۔(حدیث) کا مصداق بن گیا ہو۔گویا حق کا پلہ خلق کے پلہ سے بھاری ہوگیا۔ایسا شخص تو بہ نسبت اُن ظالمین کے بہتر ہے،جن کی زبان پر اللہ کا لفظ ہی نہ ہواور خدا کو مولویوں کا ڈھکوسلا (خام خیال) سمجھتا ہو۔اسلامی احکامات کے خلاف تائید کرتا ہو بلکہ قرآن کی آیتوں کو توڑ موڑ کر پیش کرتا ہو۔ اللہ اکبر اللہ اکبر۔

31- جوہر و عرض
(Quintessence & Attribute)

1۔**سوال**: جوہر و عرض کی تعریف بیان کرو؟

جواب: تعریف:۔ جوہر و عرض وہ غیر مستقل (Temporary) ممکن (صفت) جو کسی محل (Place) یا موضوع (Thing) یا ذات (Body) میں ہوتی ہے۔

حکماء (Scientists) کے پاس جوہر و اعراض (Real essence & characteristics) یعنی اصل خاصیات کو وجود (Existence) عارض (Transit) ہوتا ہے۔صوفیہ (عارفین و اولیاء) کے مذہب (یقین) میں ''وجود'' کو جواہر و اعراض (صفات) عارض (Occur) ہوتے ہیں۔

2۔**سوال**: جوہر و عرض کے اقسام بیان کرو؟

جواب: جوہر و عرض کے نو [9] اقسام ہیں۔(1) کمّ (عدد) (2) کیفؔ (کیفیت) (3) اضافتؔ (نسبت) (4) زمانؔ (معیارِ حرکت) (5) مکانؔ (a) امتدادِ موہوم یعنی طول و عرض (Length & Width) جو ہمارے وہم (Incredulity) سے پیدا ہوتے ہیں۔(b)۔مفطور (Praclivity) یعنی طول و عرض وہ بُعد (دوری) جس کو انسان فطرتاً مانتا ہے۔ (c)۔سطحِ مادی (Comprehensive surface) یعنی وہ طول و عرض یا اس چیز کی سطح (Surface) جو اُس میں رہنے والی چیز کو احاطہ کی ہوئی ہے۔

(6) وضع (Mode) یعنی غیرِ اشیاء (دوسری چیزوں) اور باہم خود اُس (چیز) سے نسبت۔

ہیات (Appearance)۔شکل (Form)۔

(7) ملکؔ (جدّت) (Innovation) یعنی خارجی اشیاء کے احاطت (جگہ گھیرے) سے جو ہیات (یا شکل Form) حاصل ہوتی ہے۔

(8) فعلؔ (Action) یعنی دوسرے کسی شئے (چیز) کا دوسرے پر اثر کرنا۔

(9) انفعال (Reaction) یعنی دوسرے کے اثر (Affect) اور فعل (Action) کو قبول کرنا اور متاثر (Being Affected) ہونا۔

بسائط (Elements):۔

3۔**سوال**: قدیم اور جدید حکماء کے پاس بسائط کی تعداد کیا ہے۔اولیاء کرام و عارفین کی نظر میں مخلوق کا کیا مقام ہے؟

جواب: قدیم حکماء(Ancient Scientists) کے مطابق بسائط صرف چار(۴) ہیں۔(۱) آب(پانی)(۲) آتش (آگ)(۳) خاک(مٹی)(۴) باد(ہوا)۔جدید حکماء(Present Scientists) کے پاس بسائط(Elements) (92) یا اُس سے زیادہ ہیں۔جیسے آکسیجن، ہائڈروجن، کاربن، چاندی، سونا، لوہا، تانبا وغیرہ۔

بس اِن حکماء کی یہی غایت کوشش (Extreme Analysis) یا دریافت ہے۔

عارف حضرات وصوفیہ کرام یا اولیاء کے پاس مخلوقات(Creature) میں سے ہر شئے (مخلوق) اسماء وصفاتِ الٰہیہ (Devine Epithed & Attributes) کا پَرتَو (تجلیات) پر قائم ہے۔موجود ہے۔

مرکبات (Compounds) :۔

4۔**سوال:** مرکبات سے مراد کیا ہے؟ اور بتاؤ کہ جو کچھ موجود وظاہر ہے وہ "مرکب" ہے اور مظہر وحادث ہے؟

جواب: ذاتِ الٰہی(Divine Unity) اور صفات بسیطہ حق(Divine Elementary Attributes) کبھی ظاہر(Appear) نہیں ہوتے۔جو کچھ ظاہر(Manifest) ہوتا ہے یعنیٰ موجود ہوتا ہے وہ حادث(Incipient) 'اعتباری(Hypostatic)' مرکب (ممکن یا مخلوق) ہے۔کیوں کہ حدوث(Manifedations) اور اعتبارات تو مرکب کو عارض(Happen) ہوتی ہیں نہ کہ بسائط کو۔یہ اسلئے کہ ذاتِ حق جو بسیطِ محض(Absolute Unity) ہے اور اسکے صفاتِ بسیط(Divine elemenary attributes) کا کوئی مظہر(Form) نہیں کیونکہ مظہر تو حادث اور موجود بالعرض(Manifested & Contingent being) ہوتا ہے۔

لہذا کوئی مظہر ایسا نہیں جو مرکب (Compound) نہ ہو اور اُس میں متعدد صفات نہ ہوں۔

جمادات(Inorganics) :۔

5۔**سوال:** جمادات کی تعریف بیان کرو؟

جواب: جمادات (دھاتیں Metals) اِن میں اِمتداد یعنیٰ طول وعرض(Length & Breath)، عمق(Depth) ہوتا ہے۔ مگر اِن میں نشونما(Growth) اور ظاہری جان نہیں رہتی۔

نباتات (Vegetations) :۔

6۔**سوال:** نباتات کے خواص بیان کرو؟

جواب: نباتات (پودے) ان میں طول وعرض، عمق (اونچائی، لمبائی اور قد یعنی لمبائی) کے علاوہ قوتِ نامیہ، غادیہ یعنیٰ غذا کی ضرورت اور نشونما(Growth) کی قابلیت ہوتی ہے۔اور اُن نباتات میں ایک قسم کی حیات (Life)

(Cycle) بھی ہوتی ہے۔مگر وہ نقل مقام' حرکتِ ارادی (خود اپنے سے حرکت) نہیں کر سکتے۔

حیوانات(Animals):۔

7۔**سوال**: حیوانات کی کیا تعریف ہے۔یہ کس طرح نباتات و جمادات کے مقابل امتیاز رکھتے ہیں؟

جواب: اُن میں اِمتداد (طول وعرض' عمق) اورنشونما(Growth) کےعلاوہ ظاہری حیات(Life Cycle)اور احساس(Perception)اور حواسِ خمسہ (5,Common Sense)اور ادنٰی درجے کا تفکّر (Thoughtfulness) ہوتا ہے۔

نوٹ:۔حیوانات' نباتات' جمادات کی بقا(Survival) کیلئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے فطرت(Nature) اُن کو دے دیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ حیوانات کا بچہ پیدا ہوتے ہی چلنے لگتا ہے۔

ذی عقل(Sensible) :۔

8۔**سوال** : وہ ذی عقل کون ہے جو تمام مخلوق پر صاحب حکومت قرار پایا؟

جواب: حضرت انسان ہیں کہ اُن کی ہزار بے سروسامانی (ہر طرح سے ضعیف وکمزور) مگر اِن سب کمزوریوں کا بدلہ ایک اُن کی عقل(Intellegence) ہے جس کے استعمال سے اپنی کمزوریوں کے باوجود تمام مخلوق پر حکومت کرتا ہے۔

انسان ذی عقل(Sensible Being) ہے اور اعلیٰ حیات(Superior Life) اِدراک(Comprehension) 'ارادہ و اختیارات(Will & Authority) رکھتا ہے۔

جِن(Jinn/Spirit) :۔

9۔**سوال**: کیا ''جن'' بھی ذی عقل ہوتے ہیں؟''جن'' کس طرح انسان سے الگ یا مختلف صفت ہوتے ہیں؟

جواب: جِن مثل انسان کے ذی عقل(Sensible being) ہوتے ہیں۔صاحبِ توالدوتناسل (Capable of Reproductivity) ہیں۔

یہ لطیف(Light) ارواح(Suls) ہوتے ہیں۔اِن میں جزی ناری (آگ سے تخلیق) کا غلبہ رہتا ہے۔

جِن (Spirit) ہر صورت(Different Forms) میں نمودار(Appear) ہو سکتے ہیں۔معمولی انسان(Ordinary Person) ''جِن'' کو دیکھ نہیں سکتے۔مگر خود ''جِن'' اگر چاہیں تو اُن کو (انسان کو) نظر آ سکتے ہیں۔عالم شہادت (World of Manifestation) میں جب ''جِن'' شکل اور جسم لے لیتے ہیں تو عالمِ شہادت کے تمام آثار ولوازم(need) اُن سے متعلق (لاگو) ہو جاتے ہیں۔پس اگر جِن (Jinn) سانپ(Snake) کی شکل میں نمودار ہوں تو اُن میں زہر(Poison)

بھی آ جاتا ہےاور لکڑی کی ایک ضرب (مار) سے مر بھی جاتے ہیں۔ جن (Jinn) ذی عقل (صاحبِ عقل) ہونے کی وجہ مکلفِ شرعی (شریعتِ اسلامیہ کے پابند) بھی ہوتے ہیں۔ جن اور اِنس دونوں مکلّف شرعی ہونے کی وجہ اُن کو ''ثقلین'' کہتے ہیں۔

خبیث جِن (Wicked Jin):۔

10۔**سوال**: کیا ''جن'' بھی خبیث اور غیر خبیث ہوتے ہیں؟

جواب: شیطان جو خبیث (Wicked) جن (Jin) ہیں، انسان کو بہکاتے (Misguide) ہیں۔ ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان پیدا ہوتا ہے۔ اِن سب شیطانوں کا پیشوا ''ابلیس'' ہے جو آدم علیہ السلام سے بھی پہلے پیدا ہوا اور قیامت تک رہے گا۔ یہ خدائے تعالیٰ کا ''ابتلاء وامتحان'' ہے۔

شیطان درگاہِ الٰہی کا کتّا (Dog) ہے۔ نا اہل کو داخلِ دربارِ الٰہی ہونے نہیں دیتا۔ ہمارا کام ہے کہ اُس کتّے کے مالک (اللہ تعالیٰ) کی پناہ (Refuge) لیں۔ اُسی کو پکاریں اَعُوْذُ بِا اللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمُ وہ ضرور اپنے کتّے کو ڈانٹ دے گا اور ہم کو اپنی پناہ میں لے لے گا۔

غیر خبیث جن (Non Wicked Jin):۔ معمولی جن مُتمدن (Civilized) ہوتے ہیں۔ اُن میں نیک بھی ہیں اور بَد (بُرے) بھی، کافر بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ بعض جن سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ صحبت سے سرفراز ہوئے ہیں۔

32۔ اِنسان

(Human Being)

1۔**سوال**: انسان میں کون کون سے قوتیں موجود ہیں جنکے اعتدال پر رہنے سے ''اشرف'' (Most Distinguished) ہوجاتا ہے اور بے اعتدالی سے اسفل (Most Mean) ہوجاتا ہے؟

جواب: انسان کو قوتِ غضبی (Faculty of Wrath)، قوت شہوی (Carnal Faculty) وقوتِ علمی (Faculty of Knowledge) دی گئی ہے۔ پس اگر ''قوتِ علمی'' مغلوب (Subdued) یا بیکار ہوجائے تو وہ انسان جانوروں سے بھی بد تر ہے۔ اور اگر ''قوتِ علمی'' غالب (Prominent) یا کارآمد ہوجائے اور معرفتِ الٰہی اور تخلّق باخلاق اللہ (Devine gnosis & Ethics) سے متصف ہوجائے' یعنی اُس کی فطرت میں اخلاقِ حسنہ نمایاں ہوجائے تو وہ فرشتوں سے بھی بہتر ہوجاتا ہے اور عوالم علوی' سِفلی (آسمانوں اور زمین) پر حکومت کرتا ہے۔

2۔**سوال**: کیا علم ومعرفت الٰہی انسان ہی کا خاصہ نہیں ہے؟ اُسکے ارتقاع (Elevation) کی کوئی حد بھی ہے؟

جواب: یہ بھی واضح ہو کہ ہر چند ذرّہ بے مقدار سے خورشیدِ پُر انوار تک (یعنی زمین وآسمانوں میں) جو کچھ ہے وہ ذاتِ حق اور اسمائے الٰہیہ کے مظاہر (Manifestation) ہیں۔ مگر کسی مخلوق (Creature) میں سوائے حضرتِ انسان کے مظہرِ تام اور منبع جمیع اَوصاف (Absolute Phenomenon & Nucleous of Attribute) بننے کی قابلیت نہیں۔ کیونکہ غیر انسان میں بعض صفات ظاہر اور بعض مخفی (چھپے) رہتے ہیں۔ خود انسان کے افراد (لوگ) بھی ایک دوسرے کے لحاظ سے ظہورِ کمالات میں فرقِ عظیم رکھتے ہیں۔

''انسان دائرہ امکان کے قوسِ صعودی کو طئے کرتے ہوئے انتہائی نقطہ قوسِ صعودی تک پہنچ جاتا ہے تو عالمِ صغیر (World) بلکہ عالمِ کبیر (Cosmos) کی جان یا اُس کا نمونہ بن جاتا ہے۔ یہ اَمر (ایسا ہونا) انسان سے خاص ہے یعنی صرف انسان ہی کو عطائے الٰہی ہے۔ لہذا انسان ہی تاجِ خلافت سے سرفراز وممتاز ہوتا ہے''۔ چنانچہ حقائقِ اشیاء (Facts of things) جاننا، معرفتِ الٰہی (Divine gnosis) سے ممتاز (Distinct) ہونا اپنی عدمیتِ ذاتی (Original Non Being) کا سمجھنا، اپنے افعال (Deeds) وصفات (Attributes) وذات (Innaty) کا فنا (Extinction) کرنا اور مظہرِ جمیع اسماء و صفاتِ الٰہیہ (Manifestation of Devine Epithets & Attributes) ہونا اور پھر' باقی بہ بقاء (Remain Endured) رہنا' انسان اور صرف انسان کا کام ہے۔

اجسادِ انسان (Bodies of Human Beings):۔

3۔**سوال**: جسمِ انسان کی اصل وساخت کیا ہے اور روحِ انسان کس طرح ''نسمہ'' کے ذریعہ اعضاء پر تصرف کرتی ہے؟

جواب: اگرچہ اجسادِ انسان خاکی (مٹی سے) ہیں جو اصل میں تھوڑے سے بخارات (Rarified Vapours) کے ہوتے ہیں۔ یہ بخارات خون (Blood) سے پیدا ہوتے ہیں اِن کو نسمہ (Blood Vapour) کہتے ہیں۔

آدمی جب تک زندہ رہتا ہے ''نسمہ'' کے ذریعہ سے بخارات شرائین (Veins) پر اُن کے ذریعہ سے اعصاب (Muscles) اور خون پر اُن کے ذریعہ سے تمام اعضاء (Parts of Body) پر حکومت وتصرف (Control) کرتا ہے۔ آدمی جب مرجاتا ہے تو جسم سے ''نسمہ'' نکل جاتا ہے اور ایک زمانہ تک تحلیل (Dissolve) نہیں ہوتا اور بزورِ تخیل وحسِ مشترک (Imagination & Common Sense) لطیف شکل لیتا ہے۔ اسی پر جسمانی عذاب وثواب کا دارومدار ہے۔

جہاں اجزاء بخاراتِ کثیفہ (Parts of Impure & Dense Vapours) جمع ہوتے ہیں وہاں اکثر ارواحِ خبیثہ (Wicked Souls) کا تعلق ہوتا ہے۔ اُسی طرح بخاراتِ معطرہ (Perfumed Vapours) سے ارواح طیبہ (Virtuous Souls) کو مناسبت ہوتی ہے۔

روح (Soul):۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اجزاء ایتھریہ یعنی ایتھر (خلاء) کے اجزاء سے روح کا بلاواسطہ (Indirectly) تعلق ہوتا ہے۔ اُس (روح) کے توسط سے '' نسمہ'' سے، اُس نسمہ کے توسط سے روحِ قلبی (Heart Biting) اُس کے توسط سے خون (Blood) اور تمام جسم سے تعلق رہتا ہے۔ اس طرح روح تمام جسم پر تصرف (Control) کرتی رہتی ہے۔ اور اُس وقت تک انسان زندہ ہوتا ہے۔

جب آدمی کی زندگی ختم ہوجاتی ہے تو '' نسمہ'' بخارات کی شکل میں جسم سے نکل جاتا ہے۔ پھر روح کو جسم سے تعلق باقی نہیں رہتا اور جسم ''مردہ'' کہلاتا ہے۔

باالفاظ دیگر روح (Soul) جسم پر بتوسط نسمہ (Blood Vapour) حکومت کرتی ہے۔ واضح ہو کہ جسم ایک محسوس شئے یعنی مادہ (Matter or Material) ہے جبکہ روح ایک غیر محسوس شئے یعنی غیر مادہ (Immaterial) ہے۔

''روح'' امرِ ربیّ ہے۔ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّ (القرآن) ترجمہ: تم کہہ دو روح امرِ ربّی سے ہے۔

نعتِ مبارک

محمد ﷺ باعثِ خلق آفریں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
سراپا رحمت اللعالمین ہیں یعنی سب کچھ ہیں
کمالِ عشق میں حُسنِ حسیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
بتاؤں کیا کہ کیا ہیں، کیا نہیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
میرے مولیٰ ہیں وہ طیبہ نشیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
وہ خود ہی صاحبِ عرشِ بریں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
ہیں محبوب خدا فخرِ عوالم مظہر یکتا
رسول اللہ شفیعُ المذنبیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
میں رازِ احدیت کو پالیا ہوں اپنے ہی دل میں
میرے آقا ہی وحدت کے مکیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
دو عالم نورِ اطہر ہی سے اُنکے ہوگئے پیدا
حبیب کبریا نورِ مبیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
خداکا ناز اُنکے روئے اَنور سے ہُویدا ہے
نیازِ عبدیت میں نازنیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں
ہے جنکا ناز اِس سر میں اُسی سے ہے نیاز حاصل
کہ خاؔلد میں وہ خود ہی بالیقیں ہیں یعنی سب کچھ ہیں

حضرت خاؔلد جودیؒ

33۔روحِ اعظم
(The Supreme Soul)

1۔**سوال:** ''روحِ اعظم'' سے مراد کون ہے اور عقل کل، نفس کل اور طبیعت کل کی تعریف کرو؟

جواب: روحِ اعظم جس کے تمام ارواح مظاہر (Menifested) ہیں وہ ''روحِ محمدیﷺ'' ہے۔ اُسی کو روحِ کُل، روحِ عالَم۔ جانِ عالَم۔ اضافتاً انانیتِ عظمیٰ بھی کہتے ہیں۔

عقلِ کُل (Integral Intellegence):۔''روحِ اعظم'' کو بہ اعتبار عالِم، فاعل وموثر (Knowledgable, Active & effective) ہونے کے ''عقلِ کل'' کہتے ہیں۔

نفسِ کُل (Integral Self):۔''روحِ اعظم'' کو باعتبار معلوم (Awareness) یا منفعل (Passive) یا متاثر (Effectable) ہونے کے ''نفسِ کل'' یا ''نفس عالم'' کہتے ہیں۔

طبیتِ کُل (Integral Nature):۔عقلِ کل و نفس کل کے ملنے اور اُن کے امتزاج (C ompounding) سے ''طبیعت کل'' یا ''طبیعتِ عالم'' بنتی ہے۔

2۔**سوال:** کیا کسی شئے کے ذاتیات، خواص اور لوازم کے متعلق سوال کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایسے کیوں ہیں؟

جواب: واضح ہو کہ ذاتیات (Innate Qualities) اور خواص (Properties) اور لوازم (Essentialities) کے متعلق یہ سوال کرنا کہ فلاں ماہیت وذات کے کیوں ایسے ذاتیات ہیں یا خواص ہیں یا لوازم ہیں؟ بالکل مہمل (Irrelevant) سوال ہے۔ دراصل ذات، طبیعت وماہیت کے ساتھ اُس کے لوازم وخواص رہتے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ذات (شئی) تو ہو اور ذاتیات نہ ہوں یا طبیعت تو ہو اور خواص ولوازم نہ ہوں۔ پس شیر (Tiger) کو بجائے گوشت کے اناج کھلایا جائے گا تو بیمار ہوجائے گا بلکہ تعجب نہیں کہ اُس کے خلاف طبع (Against Nature) ہونے کے مرجائے۔

کوئی یہ سوال نہیں کرسکتا کہ بکری (Goat) گوشت خور کیوں نہیں ہے اور شیر (Tiger) کیوں ہے؟ یہ اپنی اپنی طبیعت ہے اور اُس کا اقتضاء (Need) ہے۔

اسی طرح انسان صاحبِ عقل ومعرفت ہے اگر وہ اس کے اقتضاء (Need) کے مطابق یا مخالف رہے گا تو ثواب یا عذاب (Recompence/Torment) پائے گا۔ غرض کے بُرے عینِ ثابتہ (طبیعت وماہیت وفطرت) سے

برائی کا صادر (ظاہر) ہونا لازم ہے۔ نہ فطرت کے متعلق کوئی سوال ہوسکتا ہے نہ اُس کے لوازم کے متعلق۔

3۔**سوال**: کسی شئے کی فطرت اور اُسکے لوازم کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟

جواب: خوب سمجھو کہ خدائے تعالیٰ ہر شئے کو پیدا ضرور کرتا ہے۔ اور اُس شئے کی فطرت (Nature) اور اس کے لوازم (Needs) اُس شئے کے ساتھ لگے رہتے ہیں۔ خدا نہ اچھی فطرت کو بُرا کرتا ہے نہ بُری فطرت کو اچھا۔ بُرے ہو تو تم ہو۔ اچھے ہو تو تم ہو۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ نیک مستحق (Deserving) ثواب ہوتا ہے تو اس کو ثواب دیا جاتا ہے۔ اور بد (بُرا) مستحقِ عذاب ہوتا ہے تو اُس پر عذاب کیا جاتا ہے۔ یہی مقتضائے انصاف (Exigency of justice) اور عینِ حکمت (Precise Wisdom) ہے۔

دیکھو! اس امر (بات) سے کبھی غفلت نہ کرو کہ بندے کی کوئی ذات (Self)، کوئی صفت (Attribute) کوئی فعل (کام) جب تک خدائے تعالیٰ "کُن" نہ فرمائے، خلق (پیدا) نہ فرمائے موجود نہیں ہوتا۔ پس یاد رہے کہ ذرۂ بے مقدار (Tiniest Particle) سے خورشیدِ پُر انوار (Bright Sun) تک شہودات (اجسام) سے ارواح (Souls) تک سب ہر آن ہر لحظہ اعطائے وجود (Bestowal of Existence) میں خدائے تعالیٰ کے محتاج ہیں۔

34- جوہر ہبا
(Prima Matrix)

1۔ **سوال**: جوہر ہباء سے مراد کیا ہے؟

جواب: جوہر ہباء وہ باریک باریک اجزاء یا ذرّات (Tiny Particles) یا دقائق (Atoms or Protons & Nutrons) ہیں جن کے اجتماع واتصال (Combination & Assembly) سے تمام اجسام (Bodies) اور اُن اَجسام سے عالَم (World or Cosmos) بنا ہے۔ جوہر ہبا کے تین حالتیں (3-Integrated Form) ہیں۔

شکلِ کل...... ہیولائے کل ...... جسم کل

2۔ **سوال**: شکل، ہیولا اور جسم کی تعریفات بیان کرو؟

جواب: 1) شکل (Form):۔ اس تعین کا نام ہے جو ہیولا کو عارض (Happen) ہوتا ہے۔

2) ہیولا (Amorphous):۔ وہ جو ابھی شکل نہ لیا ہو مگر شکل لینے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

3) جسم (Body):۔ ہیولا اور شکل کے ملنے سے جسم بنتا ہے۔

3۔ **سوال**: شکل کل، ہیولا کل اور جسمِ کل سے کیا مراد ہے؟ کیا اِن کے مظاہر بھی ہیں؟

جواب: یہ جوہر ہبا کے تین حالتیں ہیں۔ 1) **شکل کل** (Integrated Form):۔ جوہر ہبا کے ذرات جب ایک دوسرے کے نزدیک ہوتے ہیں اور مختلف اشکال میں نمودار ہوتے ہیں تو اِس کلی ومشترک (Integrated) شکل کو ''شکل کل'' کہتے ہیں۔

2) **ہیولائے کُل**:۔ شکل لینے کے اعتبار سے اور محل صور (Form) ہونے کے لحاظ سے جوہر ہبا کو ہیولائے کل کہتے ہیں۔

3) **جسم کُل** (Integrated Body)۔ ہیولائے کل اور شکل کل کا مجموعہ جسمِ کل یا جسمِ عالم کہلاتا ہے۔

شکلِ کل کے مظاہر (Manifestations):۔ اشکالِ جزئیہ اور ہیولائے کل کے ظہورات ہیں۔ ہیولائے جُزئیہ اور جسم کل کی نمائش اجسام جُزئیہ (Individual Bodies) ہیں۔

35- ملائکہ

(Angels) (فرشتے)

1۔**سوال**: ملائکہ کے اقسام کے متعلق مختصر بیان کرو؟

جواب: ا۔ملائکہ غیر متعلق با انتظامِ عالم(Angels not involved in Cosmic Admn) ''مہیمین'' یا ''کرُوبی'' وہ فرشتے ہیں جو عبادتِ خاصہ(Specific Worship) میں ازلاً و ابداً (ہر وقت ہمیشہ) مشغول ہیں اُن کو انتظامِ عالم سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۔ملائیکہ اولوالعزم (Resolute Angels) :۔

تمام عالَم(Cosmos) میں صفاتِ الٰہیہ (Divine Attribute) کا ظہور(Manifestation) ہے مگر بتوسط عینِ اعظم و روحِ اعظم۔ ملائکہ اولوالعزم جو تمام عالَم پر پَرتَوفگن (تجلی ریز) ہوتے ہیں۔مثلاً علم(Knowledge) کا مظہر جبرئیل علیہ السلام ہیں، تو ہر شخص میں قوت علمی یا قوت جبرئیلی کا ایک مرکز ضرور ہے۔

چاروں جلیل القدر فرشتے جبرئیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام ملائکہ اولوالعزم ہیں۔

۳۔ملائکہ اتباع اولوالعزم(Subordinate Angels):۔

ملائکہ اتباعِ اولوالعزم وہ فرشتے ہیں جو اولوالعزم فرشتوں کے تابع اور اُن کے معین و مددگار(Associates) ہیں۔

2۔**سوال**: ملائکہ کے اجساد کس طرح جنّات کے اجساد سے مختلف ہیں؟

جواب: اجسادِ ملائکہ (Angels And Their Bodies):۔

۴۔ملائکہ کے متعلق بعض حکماء کا خیال ہے کہ!

بعض ملائکہ کے اجساد(Bodies) نوری(Of Light) ہیں، بعض کے ناری(Of Fire) ہیں۔بعض کے ہوائی(Of Air) ہیں۔

جنّات(Spirits) کے اجسام دُخانی (دھواں Sooty) ہوتے ہیں، جن میں جزوِی ناری غالب رہتا ہے۔

نعتِ پاک

ظہور دوجہاں ہے جلوۂ یکتا محمد ﷺ کا
سراپا نورِ حق ہے یہ رخِ زیبا محمد ﷺ کا
زباں تعریف سے قاصر سمجھنے میں عقل عاجز
کچھ ایسا مرتبہ ارفع و اعلیٰ ہے محمد ﷺ کا
میرے دل میں مکیں اور میرے آنکھوں میں ہے نور اُنکا
جدھر میں دیکھتا ہوں پاتا ہوں نقشہ محمد ﷺ کا
کسی سے کیا غرض دارین میں اور مجھکو کیا پروا
ہمیشہ سر پہ رہتا ہے میرے سایہ محمد ﷺ کا
نہ ہوتے آپ ﷺ تو تخلیقِ عالم کسطرح ہوتی
ہوا کونین جو پیدا بنا پردہ محمد ﷺ کا
خدا کی شان والا ہے جو سودائی ہے حضرت کا
ہے حق سے ربط اُسکو جو ہے دیوانہ محمد ﷺ کا
ہوں میں اک عبد اُنکا جو کہ ہیں عبدِ محض خالؔد
اُسی نسبت سے مجھکو مل گیا اللہ محمد ﷺ کا

حضرت خالؔد جودیؒ

36-اِرتقاء
(Evolution)

1۔**سوال:** سائنسدانوں کے خیال میں اور اُسکے برخلاف اسلامی نقطہ نظر میں، ارتقاء سے کیا مراد ہے؟

جواب: اِرتقاء کے متعلق سائنسدانوں کے خیالی نظریات (Imaginary theories) ۔ مادیات (Materialism) کے تعلقات کے متعلق واہی تباہی عقلی ڈھکوسلے (اندازے) لگانے سے کیا حاصل ۔ یہ نادان (Unwise) اپنے آپ کو بوزینہ زادہ (بندر کی نسل) سمجھے ہوئے ہیں۔ ایسا خیال اُن کو مبارک ۔ دراصل غضبِ الٰہی کے نتیجہ میں بعض انسان (قومیں) بندر (Monkey) کی مسخ شدہ (بگڑی ہوئی) صورت ہو گئے ہوں تو ممکن ہے۔ مگر نسل انسانی تو اشرف المخلوقات ہیں۔

حقیقت تو یہ ہے کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا۔ اُس کو خاک زادہ کہیں تو غلط نہ ہوگا۔ اِن مادہ پرستوں کے پاس مسئلہ ارتقاء (Concept of Evolution) بس اتنا ہی ہے کہ ایتھر (خلاء Vaccume) ---> ہنیولا (دھماکے Big Bang) ---> مادہ کی مشتعل حالت (Melted Matter) --> سرد حالت (Freezed State) -->72 ۔عناصر (72--Elements) ---> نباتات (Vegetation) ---> حیوانات (Animals) --> اُن میں کیڑے مکوڑے (Insects) --> خنزیر (Pig) ---> بہائم (Quadrapet) ---> بندر (Monkey) ---> گوریلا (Gorilla) ---> انسان (Human Being) بس ختم' اتنا ہی علم اور اس پر اتنا زور شور (Uprour)' اور علم کے دعوے؟۔

اِن نادانوں کے پاس ارتقاء (Evolution) ہے اور ہمارے پاس دائرے وجود (Circle of Being) کی قوسِ نزولی وصعودی (Arcs of Descending & Asconding) ہے۔

2۔**سوال:** علم لدنیّ (Inspired Knowledge) کے مطابق قوس نزولی کی تفصیل بیان کرو؟

جواب: قوسِ نزولی (Arc of Descending) :۔

اب سنو ہم کو دئے گئے "علمِ لدنیّ (Inspired Knowledge) کے مطابق قوسِ نزولی (Arc of Descending) کے مراتب واعتبارات (تفصیل) اسطرح ہیں۔

ابتداء (Bigining) ذاتِ حق تعالیٰ (Divine Unity) ---> احدیت (Infinity) ---> وحدت (Indfenity) ---> واحدیت (Actipilicity) ---> اسماء الٰہیہ (Devine Epithets) --> اعیانِ ثابتہ (Probate Architypes) --> اعیان پر اسماء کا

پرَتو (Refulgence of Epithets on Architypes)<--- علم سے قدرت کا اجتماع (Modulation of Devine Omnipotence)

and knowledges)<--- اَرواح (Creation of Souls)<--- مثال (Simililude)<--- جوہر ہبا (Prima Matrix)<---

اجسام (Creation of Bodies)<--- مُشتعِل حالت نار (kindled Form)<-- گیس، (Air in the form of Gasses)<---

مائع حالتِ پانی (Water in Solid Form)<-- جامد حالتِ مٹی (Clay in the form of Mud)<--- بسائط (The

Elements) مرکبات (Compounds)<--- جمادات اُن میں آخر مرجان (Inorganic matter, the last coral)<---

نباتات (Vegitation) <- آخر میں کھجور کا درخت (Dates Tree) (آخر سے مراد باعتبارات کمالات (Proment

Growth) ہے) <--- حیوانات (Animals) اُن کے آخر میں بندر Monkey <-- پھر گوریلا (Gorilla)<--- انسان (Human

Being) اُن میں عقلِ سادہ (Ordinary Intellegence) یہ نقطہ وانتہائے (End of) قوسِ نزولی (Decending Arc) ہے۔

3۔ **سوال**: علم لدنی کے مطابق قوسِ صعودی کی تفصیل بیان کرو؟

جواب: قوس صعودی (Ascending Arc)

قوس صودی کی تفصیل اسطرح ہے۔

ابتداء (Bigning) عقل فعال (Active Intellegence)<-- عقلِ بالملکہ (Independent Intellegence)

<-- عقلِ مستفاد (Benefited Intellegence) <-- یا ہماری روش (Manner) کے مطابق کافر (Infidal) <-- مومن

(Faithful)<--- اُن میں فاسق (Sinful)<--- صالح (Pious)<-- فانی بفعل تعالیٰ (Extincted in Devine Deeds) <---

فانی بالصفت اللہ (Extincted in Devine Attribute)<-- فانی فی ذات اللہ (Extincted in Devine Unity)<-- باقی باللہ

(Endured in Devine Endurance) <-- یہ ہے نقطہ انتہائے (End) قوسِ صعودی (Ascending Arc)۔

انکو ہم یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ حق تعالیٰ سے سلسلہ تکوین وخلق (Link of Creation) میں جس قدر قرب (الٰہی) (Proximity) ہوگا اُسی قدر خیریت وافضلیت (Virtue & Excellance) ہوگی۔ اور جس قدر بُعد (دوری) ہوگا اتنی ہی شرّیت (Evil & Wickedness) بڑھے گی۔ گویا جن مراتب (States) سے انسان نزول (Descend) کرتا گیا تھا، وہی مراتب سے واپس صعود (Ascend) کرتا ہے۔

مثلاً پہلے ذرّات یا ہبائے نشور (Particles) ہیں پھر جمادات (Inorganic) پھر نباتات (Vegetation)۔ پھر انسان یہ دائرے وجود (Circle of Being) کا قوسِ نزولی ہے۔

پھر جب انسان ترقی کرتا ہے حتیٰ کے حق جلّ جلاء وعلا سے واصل (Join) ہو جاتا ہے۔ یہ قوسِ صُعودی ہے۔ یوں کہو کہ قیودونزول (Stipulation of Desending) کے پردے اٹھتے گئے اور رفع صُعود (عروج) ہوتا گیا۔

دائرئے وجود: (Circle of Being)

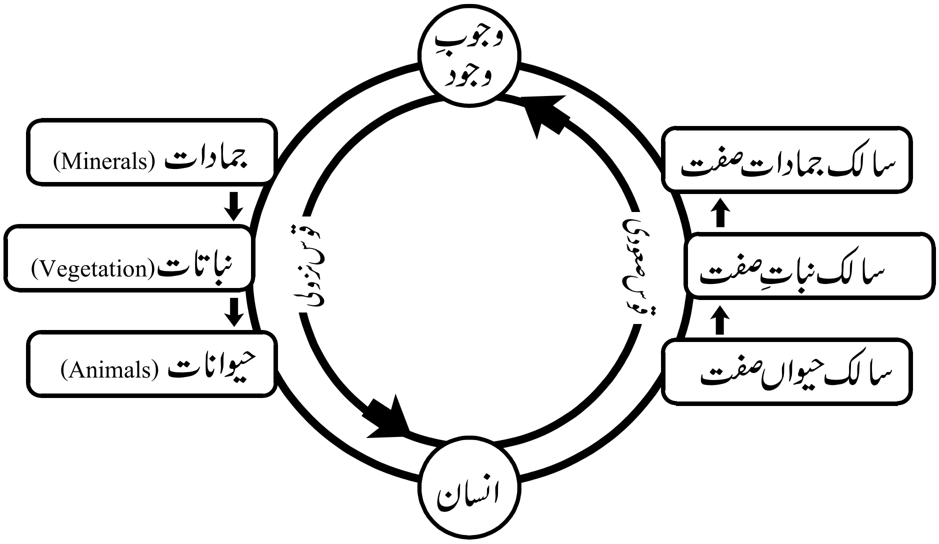

الحمدللّٰہ اولاً و آخراً و ظاھراً و باطناً ۔نقطۂ وجود کا جو جامد (اصلی حالت) کے قریب قریب ہے انسان تک اُس کے مختلف اطوار (Vaious Forms) کا بدلنا ظاہر ہے۔

4۔**سوال**: قرآن آیات کی روشنی میں انسان کی تخلیق اور اسکا عروج یعنی امتیاز و کمال کن اُمور سے ظاہر ہوتا ہے؟

جواب: دیکھو! مبدا و معاد (ابتدا و انتہا) کا سمجھنا، مراتب (States & Ranks) کا جاننا، اعتبارات (Hypostase) میں امتیاز (پہچان یعنی معرفت) کرنا، اقتضاء (Exigencies) کا لحاظ رکھنا، ہر شئے کو اُس کا حق ادا کرنا ہی انسان کا کمال (Excellence) ہے۔

خُلِقَ مِنۡ مَّآءٍ دَافِقٍ ○ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بَیۡنِ الصُّلۡبِ وَ التَّرَآئِبِ ترجمہ: وہ (انسان) ایک کودنے والے پانی سے پیدا کیا گیا، وہ نطفہ (باپ کی) پیٹھ اور (ماں کی) چھاتیوں سے نکلتا ہے۔ (سورہ الطارق۔7)

انسان اور حیوانات کی اصل (Origin) مٹی (Sand) کا ہونا قطعاً ہے جیسا کہ قرآن میں ہے وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ (سورۃ الحجر 26) ترجمہ: اور ہم نے انسان کو مٹی سے اور وہ بھی متغیر مٹی (Clay) سے پیدا کیا۔

عالم(Cosmass or Universe) کا جوہر ہبا(Tiny Prticles) سے جمادرت (Inorganic Matters) پھر نباتات (Vegetation) پھر انسان تک ترتیب پانے(Sequence in Creation) سے کسی کو اختلاف نہیں۔ اب اگر خدائے تعالیٰ نے انسان کو خاک (مٹی) سے ایسا پیدا کیا ہو جیسے حشرات (جراثیم)، کیڑے(Insects) جوئیں(Lices) کو بلا توسطِ نباتات(Vegitation) بننے کے پیدا کیا تو بالکل ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ کو کچھ مشکل نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰیٰ کُلِّ شَئیٍ قَدِیُرُ۔ (القرآن)

یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ مذہب میں اللہ اور روح کے مبداء و معاد (ابتداء وانتہا) کے متعلق مسائل اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کے برخلاف سائینس(Science) وفلاسفی(Philosophy) کے عقلی ڈھکوسلوں (دلائل) میں ہمیشہ اختلاف رہتا ہے۔ اُن سے ہم کو بحیثیتِ مذہب(Religiously) کوئی غرض (مطلب)، نہ اثباتاً (Positive) ہے نہ نفیاً(Negative) ہے۔ اور یہ بھی کہ اُن عقلی ڈھکوسلوں سے مذہب(Religion) پر کوئی اثر(Effect) نہیں پڑتا۔ مگر اُس چیخ وپکار سے بعض مذہبی لوگ سہمے (ڈرے) جارہے ہیں یا پھڑ لڑے اور بگڑے جارہے ہیں۔ یہ بوزینہ زادہ (یہ مسئلہ ارتقاء والے) ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ اللہ کی طلب، پیغمبر کا وسیلہ(Support) ہماری فطرت (Nature) میں ہے۔ وہ سوچ رہے ہیں۔ ہم محسوس کررہے ہیں۔ اُنکی فکر اُن کو پریشان کردے گی۔ ہمارا وِجدان یعنی یقین واحساس ان شاء اللہ اطمینان لائے گا۔ وہ ظلمت میں ٹھٹک کر رہ جائیں گے۔ ہم نور میں بحمد للہ بڑھتے چلے جائیں گے۔

37۔انسانی زندگی اور مختلف ذرائع علم

(Human life & His various sources of acquiring knowledge)

1۔**سوال**: انسان کو ماحول سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قدرت نے کون کون سے ذرائع علم وہدایت سے نوازا ہے؟

جواب: انسان کو اپنے گردو پیش(Around) کے ماحول(environment) سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قدرت نے مختلف ذرائع علم وہدایت سے نوازا (عطا کیا) ہے تاکہ وہ کائنات میں بہتر طریقہ سے زندگی بسر کر سکے۔مخلوقات اور اُن کے خواص،اوصاف(Qualities & Attributes) کو جانے،اُن کی حقیقتوں کا ادراک (Perception) کرے اور اپنی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے مختلف زاویوں(Angles) سے غور وفکر(Analysis) کر سکے۔ لہذا انسان کو جو ذرائع علم عطا کے گئے ہیں انہیں تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

1۔ حواس خمسہ ظاہری.............(Physical five senses)

2۔ حواس خمسہ باطنی..............(Internal five senses)

3۔ لطائف خمسہ قلبی..............(Five subtleties of Heart)

2۔**سوال**: حواس خمسہ ظاہری کیا ہے؟ اُن حواسِ ظاہری کے حدود اور اُن کے بے بسی(Limitations) سے کیا مراد ہے مختصر بیان کرو؟

جواب: حواس خمسہ ظاہری (Physical Five Senses): یہ ہیں!

1۔ قوت لامسہ (چھونے کی قوت) یا Touch

2۔ قوت باصرہ (دیکھنے کی قوت) یا Sight

3۔ قوت سامعہ (سننے کی قوت) یا Hearing

4۔ قوت ذائقہ (چکھنے کی قوت) یا Tast

5۔ قوت شامہ (سونگھنے کی قوت) یا Smell

یہ پانچ ذرائع علم (حواسِ خمسہ) صرف ظاہری دنیا (Physical Worls) کی حقیقتوں(Facts) کو جاننے اور اُن کا ادراک (پہچان) کرنے تک محدود(Limited) رہتے ہیں۔یہ حواس(Senses) انسانی ذہن (عقل) کو فقط

ظاہری خام مواد(Crude or Bare information) مہیا (فراہم) کرنے پر مامور ہیں۔حواس خمسہ ظاہری ایک دوسرے کا بدل نہیں بن سکتے یعنی جو چیز آنکھ کے ذریعہ معلوم کی جاسکی وہ نہ کسی اور حس (کان،ناک یا منہ یا ہاتھ وغیرہ) سے جانی جاسکتی۔اسی طرح دوسرے حواس کا حال ہے۔

ایک اور بات قابل توجہ ہے کہ اگر پانچوں حواس، درست اور سلامت ہوں لیکن انہیں عقل کی سرپرستی(Guidance of Wisdom) حاصل نہ ہوتو کسی چیز کو اِن حواس خمسہ کے ذریعہ ٹھیک ٹھیک محسوس(Sense) کرنے کے باوجود انسان کو کسی خاص نتیجے تک نہیں پہنچاسکتے۔

وجودِ عقلی(Ratinal Being): چنانچہ صورخارج (ظاہری علم یا صورتیں) حواس کے ذریعہ ذہن (عقل) میں آتے ہیں۔عقل اُن کو تحلیل(Analysis) کرتی ہے۔معانی(Meaning) کو انتزاع(Derive) کرتی ہے۔ جزئیات میں سے تشخص وتعین(Personality) کو جدا کرکے کلیات(Fundamental) کو نکال لیتی ہے۔مثلاً زید اور عمر کی صورتیں بذریعہ حواس(Senses) ہمارے ذہن (عقل) میں آئیں۔عقل نے زید وعمر کی خصوصیات کے قطع نظر (ہٹ کر) اُن سے ''انسان'' معنیٰ کلی کو نکال لیا۔

پس ''انسان'' کا وجود گو عینی وخارجی(External Being) نہیں مگر ''وجودِ عقلی'' (Rational Being) ضرور ہے۔ اُسی طرح ''ید'' یعنی ہاتھ (Hand) کے جزئیات، انگلیاں، ناخن، لمبے، چھوٹے ہاتھ وغیرہ ہیں مگر ''ہاتھ'' کی حقیقت(Fact) اُن جزئیات اور خصوصیات سے پاک ہے یعنی ہاتھ کسی انسان کا ہو یا کسی جانور کا، ''ہاتھ'' ہی سمجھا جائے گا اُن مختلف جزئیات وخصوصیات سے قطع نظر ہو کر (ہٹ کر) یا یوں کہو بلا لحاظ جزئیات ہاتھ، ہاتھ سب کا ''ہاتھ'' ہی تصور ہوگا۔

انسانی حواس ظاہری کی بے بسی(Limitations of Physical Sense): حواس خمسہ ظاہری کا دائرے کار پہلے ہی سے صرف مادی اور طبعی دنیا (Physical World) یعنی مرئی (دکھائی دینے والے) اشیاء (چیزوں) تک ہی محدود ہے۔غیر مادی یعنی غیر مرئی (Unseen) اشیاء کا ادراک (Perception) حواس ظاہری کے ذریعہ ناممکن ہے۔یہ کام ''عقل انسانی'' کا ہے۔

3۔**سوال**: حواس خمسہ باطنی کے مدرکات (احاطے) کیا کیا ہیں؟ اُس میں سے ہر ایک کے قوتِ ادراک کے متعلق بیان کرو؟

جواب: حواسِ خمسہ باطنی (Intrinsic Five Senses) :

قدرت نے عقلِ انسانی میں بھی پانچ مدرکات (Perceptions) عطا فرمائے جنہیں ''حواسِ باطنی'' کہا جاتا ہے۔ وہ یہ ہیں۔

1۔ حسِ مشترک (Common Senses)

2۔ حسِ خیال (Notional Sense)

3۔ حسِ واہمہ (وہم یا قیاس) (Sense of Vision)

4۔ حسِ حافظہ (Sense of Memory)

5۔ حسِ متصرِّفہ (متخیلہ) (Sense of Analysis)

آج کل ''علمِ کاسۂ سَر'' جس کو (Phrenology) کہتے ہیں، ہر ایک قوت (حسِ باطنی) کا مقام سَر (Head) کا ایک جدا حصہ ہی ہے۔ مثلاً حساب (Mathamatics) کا جدا مقام، موسیقی (Music) کا جدا مقام وغیرہ۔ یہ لوگ سَر کے اُبھار (اُٹھے ہوئے حصوں) سے خاص خاص قوتوں کو متعلق کرتے ہیں اور اُس کو دیکھ کر، ٹٹول کر، ہاتھ لگا کر بتاتے ہیں کہ یہ شخص موسیقی میں اچھا ہوگا یا ''حساب'' میں۔ غُصیلہ (غصّہ والا) ہے یا حلیم (Polite)، اُس کا متخیلہ (Ability of Analysis) اچھا ہے یا حافظہ (Memory)۔

حسِ مشترک (Common Sense): انسانی عقل (Intellegence) کا یہ حصہ (گوشہ) حواسِ ظاہری کے تاثرات (Traces) کو وصول کرتا جو اِس حصہ عقل (حسِ مشترک) پر جا کر جذب (Absorb) ہو جاتے ہیں۔ مثلاً جب ہم اپنی آنکھ سے کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو وہ ''حسِ مشترک'' پر اُس کی تصویر (Photo) مرتسم ہو جاتی (جم جاتی) ہے۔ اس لئے اسکو ''لوحِ نفس'' (Mind) بھی کہتے ہیں۔

حسِ خیال (Notional Sense): حسِ خیال کا کام یہ ہے کہ صورتیں جو ''حسِ مشترک'' میں پہنچی تھیں، ''حسِ خیال'' اُن کی ظاہری شکل (Appearant Forms) کو اپنے اندر محفوظ کر لیتی ہے۔

گویا، تمام صورتیں ''حسِ مشترک'' میں جمع ہو کر ''نفسِ ناطقہ'' یعنی روحِ انسانی (Soul) کو مدرک (معلوم) ہوتی ہیں۔ پھر جب اُن صورتوں یعنی وجودِ خارجی کا محاذات (Boundaries) اور مقابلہ (Comparision) باقی نہیں رہتا تو حواسِ خمسہ سے صورتیں ''حسِ مشترک'' سے اُس کے خزانۂ خیال (Notional Reservior) میں چلی جاتی ہیں۔ پھر

جب جب اُن کی طرف التفات (توجہ) کیا جائے جو پہلے حواس خمسہ سے آئی تھیں اور خیال میں فخروں (محفوظ) اور جمع تھیں، وہ پھر حسِ مشترک میں آ کر مدرک (معلوم) ہوتی اور نظر آتی ہیں۔

واضح ہو کہ مطالعہ صور (Study of Forms) کا مقام ''حسِ مشترک'' ہی ہے۔ اُس کی مثال کمپیوٹر (Computer) میں (Direct Memory Access, D.M.A.) جیسا ہے جو (On Board Memory) ہوتا ہے۔ حواسِ ظاہری بمنزلہ (جیسے) Output Devices ہے، اور خزانہ خیال Hard Disk Memory جیسا ہے اور ''حواس باطنی'' (وہم) Application Software جیسا کام کرتی ہے جس کا خزانہ ''حافظہ'' ہے جو (Data Bases) جیسا ہے۔ اب اگر صورتیں حواسِ ظاہری سے حسِ مشترک میں آئے تو یہ ''وجودِ حسی'' (Sensory Being) ہے اور اگر خیال کے خزانہ سے یہ صورتیں ''حسِ مشترک'' میں آ کر نمودار و مرئی ہو، دیکھائی دیں تو یہ وجودِ خیالی (Notional Being) ہے۔

حسِ واہمہ (وہم): (Sense of Vision) جب خارج (باہر) یعنی حسِ ظاہری سے صورتیں ذہن (حسِ باطنی) میں آتے ہیں تو ذہن اُن کو تحلیل (Analysis) کرتا ہے۔ معانی (مفہوم) کو الگ کرتا اور صورت ظاہری کو الگ کرتا ہے۔ جس طرح صورتِ ظاہری کے مطالعہ (Study) کا مقام حسِ مشترک ہے اور اُس کا خزانہ (Reservior) ''خزانہ خیال'' ہے، اُسی طرح معانی (Meaning) اور انتزاعیات (Derivations) کا مقام وہم (Vision) سے موسوم (کہلاتا) ہے اور اُس کا خزانہ ''حافظہ'' ہے۔

حسِ حافظہ (Sense of Memory): یہاں محسوسات کے مفہوم یعنی ''معنوی وجود'' کو اِس طرح سے محفوظ کیا جاتا ہے جس طرح اُن کی ظاہری شکل کو ''حسِ خیال'' میں محفوظ کیا گیا تھا۔ مثلاً ہم نے ''زید'' (آدمی) کو دیکھا تو اُس کو خوبصورت (Smart) اور عالِم (Learned) پایا۔ اُس کی ''خوبصورتی'' حسِ مشترک میں نظر آئے گی۔ اور اُس کا ''علم'' حسِ واہمہ (وہم) کے ذریعہ سے معلوم ہوگا۔ پھر جب علم اور خوبصورتی کی طرف سے التفات (توجہ) ہٹا لیا جائے گا تو اُس کی ''صورت'' (ظاہر) خزانہ خیال'' میں اور اس کا ''علم'' حافظہ میں چلا جائے گا۔ جب جب دوبارہ التفات (توجہ) کیا جائے گا تو صورت، ''خیال'' سے حسِ مشترک میں آئے گی اور علم ''حافظہ'' سے ذہن وہم میں آ کر معلوم ہو جائے گا۔

حسِ متصرفہ یا متخیلہ ومتفکرہ (Sense of Analysis): یہ وہ حسِ باطنی ہے جس کا کام ملی جُلی چیزوں کو جدا کرنا اور جدا جدا چیزوں کو ملانا ہے۔ یعنی حُسنِ خیال میں محفوظ ظاہری صورت وشکل کو اور قوتِ حافظہ میں

محفوظ مفہوم و معنٰی کے ساتھ جوڑ دیتی ہے۔ اِسطرح انسان الفاظ سُن کر اُنکا مفہوم سمجھنے، مختلف رنگ (Colours) دیکھ کر اُن میں تمیز (Discriminate) کرنے اور مختلف ذائقے (Tastes) چکھ کر اُن میں فرق معلوم کرنے پر قادر ہوتا ہے۔ یہ پانچواں حسِ متصرفہ مل کر، ایک خاص نقطے تک پہنچتے ہیں جسے ''علم'' Knowledge کہا جاتا ہے۔ گویا اِدراک (احساس) یہاں ''علم'' میں بدل جاتا ہے۔

اگر ''حسِ مشترک'' موجود نہ ہو تو یہ ''حسِ متصرفہ'' بے بس ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اگر اُن میں ''حسِ واہمہ'' صحیح نہ ہو، تو آپ سب کچھ دیکھیں گے مگر جان کچھ نہ سکیں گے۔ آواز سنائی دے گی مگر مفہوم سمجھ میں نہ آئے گا۔ یا کسی چیز کے چھونے سے نرم یا سخت میں امتیاز نہیں کیا جا سکے گا۔

یہ بھی یاد رکھو! کے حسِ متصرفہ (متخیلہ) میں جو معانی، وہم و حافظہ سے اور جو صورتیں حسِ مشترک و خیال سے آتی ہیں، اُن سب کے لئے ''وجودِ خیالی'' (Notional Being) تسلیم کیا جاتا اور مانا جاتا ہے۔

4۔**سوال:** وجودِ مثالی سے مراد کیا ہے اُسکی تفصیل بیان کرو؟

جواب: وجودِ مثالی (Similitude Being): حسِ متصرقہ (متخیلہ) میں جس طرح عالمِ خارجی یا عالمِ ظاہری (World of Manifestation) سے بذریعہ حسِ ظاہری صورتیں (شکلیں) آتی ہیں، اُسی طرح صورتیں عالمِ مثال (World of Similidute) سے بھی بذریعہ خواب (Dream) کشف و خیال (Unvieling) سے آتی ہیں۔ اُن کو ''خیالِ منفصل'' یا ''خیال مقید'' (Passive Notion or Confined Notion) کہتے ہیں۔ اور تصرفِ متخیلہ سے صورتیں، خیال و معانی، محفوظ بہ حافظہ کے ملائے جانے سے جو قصہ (History) یا حکایت (Narration) پیدا ہوتی ہے، وہ ''خیالِ متصل'' یا خیال مطلق'' (Continuous Notion or Absolute Notion) کہلاتی ہے۔

یاد رکھو! کشف و خواب (Dream) کبھی متخیلہ (حسِ متصرفہ) کا نرا (Merely) یعنی (Fabrication) عمل (Act) ہوتے ہیں۔ ایسے خواب اَضغاثِ احلام یا جھوٹے خواب کہلاتے ہیں۔ اور کبھی یہ کشف و خواب متخیلہ میں عالمِ مثال (وجودِ مثالی) سے آتے ہیں جو رویائے صادقہ (سچے خواب) سے موسوم ہوتے ہیں۔ یہ رویائے صادقہ بھی کبھی حقیقی (Factual or Real) رہتے ہیں اور کبھی مجازی اور اِستعارات (Metaphoric or Hints) کے طور پر ہو تے ہیں، ایسے کشف و خواب تعبیر طلب (To be interpretated) ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ خیال خود اُس کے جسم اور دل و دماغ سے بھی اُٹھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کو بلغمی بخار (Influenza) آ گیا ہے، وہ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ندی

(River) کی طغیانی (Flood) ہورہی ہے۔ اور ایک شخص کو بلڈ پریشر (Blood Pressure) ہے اور وہ خواب میں دیکھتا ہے، اُس کے گھر کو آگ لگ گئی ہے۔ ایسے تشبیہی (Simili) اور خیالی امور (چیزوں) سے اصل حقیقت (Reality) کی طرف پہنچنا ایک ماہر مُعبّر (Expert interpreter of dreams) کا کام ہے۔

اُسی طرح بہت سی باتیں تشبیہی (Allegoric) پر اور بہت سے ناول (Dramas) تمثیل (Simili) پر مبنی (بیان) ہوتے ہیں تو اُن کی تعبیر یا حقیقت ہوگی جو دریافت طلب ہوتی ہے۔ چنانچہ تعبیر (Interpretation) کا ایک مستقل فَن (Dependable Art) تیار ہوگیا۔ عبدالغنی نابلسی اور ابنِ سیرین کی کتابیں اُس فن میں امتیازِ خاص (Exclusive Prominence) رکھتی ہیں، مگر ہر قوم کے محاورے (Idioms) واِستعارات (اشارات) جدا ہوتے ہیں۔ ایک ہی قسم کے خواب (Dreams) مختلف لوگ دیکھتے ہیں، اُن کے شخصی حالات کی وجہ سے اُن کی تعبیریں جدا ہوجاتی ہیں۔

5۔ **سوال**: لطائف خمسہ قلبی کیا ہیں؟ کیا لطائف، نورِ بصیرت ووجدان کا سرچشمہ ہیں؟

جواب: لطائف خمسہ قلبی (Five subtelties of heart):۔ یہ بات واضح ہے کہ حواسِ خمسہ (ظاہری و باطنی) اور اُنکی فعالیت (Activeness) کے باوجود انسانی زندگی کی حقیقت سے متعلق اکثر سوالات تشنہ طلب (Unawareable) رہتے ہیں۔ مثلاً، انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ اُس کائینات سے اُسکا کیا تعلق ہے؟ مَرنے کے بعد کہاں جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اِس طرح انسانی حواس کی بےبسی (Limitation) اور عاجزی پوری طرح نمایاں ہوجاتی ہے، اور یہ واضح ہوجاتا ہے کہ حقائق (Facts) جن سے اِنسان کی اخلاقی، روحانی (Spiritual)، اعتقادی ونظریاتی زندگی (Life & the Belief) تشکیل پاتی ہے، پانچوں حواس کی زَد سے ماوراء (بالاتر) ہیں۔ اور انسانی عقل بھی خاموش اور بےبس ہے۔ تو ربّ العزّت نے انسان کو ذریعہ علم کے طور پر ایک اور باطنی سرچشمہ (Intrinsic Source) عطا فرمایا جسے "وجدان" (نورِ بصیرت Instruition) کہتے ہیں جو انسانی اعضائے رئیسہ (Major Parts) پر نورِ تجلیاتِ اِفعالیہ وصفاتِ الٰہیہ سے متعلق ہیں جنہیں لطائف (Subtleties) کہتے ہیں جو پانچ (لطائف خمسہ) ہیں۔

1۔ لطیفہ قلبی (Heart) 2۔ لطیفہ روح (Soul) 3۔ لطیفہ سِر (Latent)

4۔ لطیفہ خفی (Hidden) 5۔ لطیفہ اِخفی (Recondite)

اِن لطائف کے ذریعہ اِنسان کے دل کی آنکھ بینا (روشن) ہوجاتی ہے۔ حقائق سے پردے (حجابات) اُٹھنا شروع ہوجاتے ہیں اور روح (Soul) کے کان سننا شروع کردیتے ہیں۔

چنانچہ امام غزالیؒ ارشاد فرماتے ہیں، ''عقل کے بعد ایک اور ذریعہ ہے جس میں باطنی آنکھ کھل جاتی ہے، اس کے ذریعے عینی حقائق اور مستقبل (Future) میں ظہور پزیر (واقعہ) ہونے والے واقعات کو دیکھا جاتا ہے اور دیگر امور (چیزوں) کو بھی، جن کے ادراک سے عقل قاصر (عاجز) ہوتی ہے۔

لیکن انسانی وجدان (بصیرت) کی پرواز بھی طبعی کائنات (Physical world) تک محدود ہے۔ وہ حقائق (Facts) جو طبعی کائنات کی وسعتوں سے ماوراء (اوپر) ہیں جو خدا تعالیٰ کی ذاتِ الٰہیہ اور صفات (divine Unity & Attribute) سے متعلق ہیں، انسانی تخلیق (Creation) اور موت اور بعد الموت سے تعلق رکھتے ہیں، اُن کے بارے میں قطعی علم نہ ''حواس'' دے سکتے ہیں نہ عقل، نہ ''وجدانِ انسانی''۔ اب انسان خدا کی ذات کو پکارتا ہے اور سرچشمۂ علم (منبع علم) یعنی خدا سے فیضان کی بھیک مانگتا ہے۔

6۔ **سوال:** نورِ علم نبوت ورسالت کی اہمیت وعظمت بیان کرو؟

جواب: نورِ علمِ نبوت و رسالت:۔ انسان اپنے فکر وشعور کی ناکامی کا اعتراف کر کے اِس اُمر کا بَرملا اعلان کرتا ہے کہ وہ حقیقتِ علیا (Utimate Reality) کو نہیں جان سکتا اور حسنِ مطلق (Absolute Reality) یعنی حق تعالیٰ کی جلوہ ریزیوں سے شادکام نہیں ہوسکتا کہ اُسے یکا یک نِدا (آواز) سنائی دی لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو) یعنی ہم تجھ پر ہدایت کا ایک اور دروازہ کھولتے ہیں اور وہ ہے ''درِ نبوت'' اس کی دہلیز (چوکھٹ) پر سرِ تسلیم خم کر (محبت وعاجزی سے جھک جا) تو پھر ہم تجھے وحی الٰہی (Divine Revelation) کے ''نورِ علم'' سے اِس طرح منور کرتے ہیں کہ تیرے فکر وشعور (اقتضائے ضمیر) کے تمام منزلیں قیامت تک اُسکی روشنی (نور) میں طے ہوتی رہیں گی۔ اور تیرا فکری اور شعوری ارتقاء (ترقی) اس علم بِالْوَحِیِ (فیضانِ نبوت) یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیشہ صحیح سمت (Correct Direction) میں صراط مستقیم پر اِس طرح جاری رہے گا کہ اُس پر کبھی تعطل (Break) نہ آسکے گا۔

38۔ انسانی زندگی اور اقسام ہدایت
(Human Life & The Kind of Guidance)

7۔سوال: قرآن مجید کے مطابق، ہدایتِ انسانی بنیادی طور پر کتنی قسموں پر مشتمل ہے؟

جواب: ربّ کائنات اپنے نظامِ ربوبیت کے جلوۂ کمال سے انسانی زندگی کو بلکہ ہر ذی روح (Living Being) کو اُس کے حسبِ حال ذرائع ہدایت وعلم سے نوازا ہے۔ مطالعہ قرآن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہدایت(Guidance) بنیادی طور سے(Basically) پانچ اقسام(5, Kinds) پر مشتمل ہے جبکہ آخری ہدایت مزید تین صورتوں میں پائی جاتی ہے۔

1۔ ہدایت فطری (ہدایت وجدانی) (Natural Guidance)　　2۔ ہدایت حسّی (Guidance by Sences)

3۔ ہدایت عقلی(Rational Guidance)　　4۔ ہدایت قلبی(Subtle Guidence)

5۔ ہدایت ربانی (ہدایت بِالوَحِی)

(i) ہدایت عامہ (ہدایت اَلغایہ)(ii) ہدایت خاصہ (ہدایت الطریق) (iii) ہدایت ایصال (ہدایت الایصال)

ہدایت وذرائع علم کی مندجہ بالا پہلی چار (۴) اقسام کے متعلق گفتگو کر چکے۔ اور قرآن مجید میں اُسکا ذکر اس طرح آیا رَبُّنَا الَّذِیۡ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی (طٰہٰ۔50) ترجمہ: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو (اس کے حسبِ حال) صورت عطا کی اور پھر اُسے (اس کی حسبِ ضرورت) ہدایت سے نوازا۔

اُن پہلی چار ہدایت اور رہنمائی صورتیں ''ظنّی'' قیاسِ انسانی پر مبنی تھیں، اُن میں خطا (غلطی) کا احتمال (امکان) رہتا ہے۔ اُس سے حاصل ہونے والا علم یقینی اور قطعی (Allimate Believable) نہیں ہوسکتا۔ بے شک اُس کے نتائج کتنے ہی صحیح کیوں نہ ہوں لیکن غلطی کا امکان پھر بھی باقی رہتا ہے کیونکہ اُن میں انسانی کسب (عمل) کو دخل حاصل ہے۔

8۔**سوال**: ہدایتِ ربانی سے کیا مراد ہے تفصیل سے بیان کرو؟

جواب: ہدایت ربانی (ھدایت بالوحی) (Divine Guidance by Revelation) : اب ہم پانچویں ہدایتِ ربانی اور اُسکے تین اقسام کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مشتاق لوگوں کی ہدایت کے لئے اپنے خاص بندے یعنی پیغمبر (نبی ورسولؑ) مبعوث فرماتا ہے

جو معصوم صفت (بے گناہ) ہوتے ہیں اور بذریعہ وحیِ الٰہی بندوں کی رہنمائی فرماتے ہیں۔ ہدایت بالوحی (ہدایت ربانی) کے تین اقسام حسبِ ذیل ہیں۔

(1) ہدایت عامہ (هِدَايَةُ الغَايَةُ) (Common Guidance):۔

یہ وہ یقینی ہدایت ہے جو انبیاء کرام کو بصورتِ وحی (Revelation) عطا ہوتی ہے۔ اور اُن کے ذریعہ انسانوں تک پہنچائی جاتی ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں یوں آتا ہے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا (السجدہ۔24) اور ہم نے اُن میں سے پیشوا یعنی انبیاء مبعوث کردیئے جو انہیں ہمارے حکم کی رہنمائی (عطا) کرتے ہیں۔

(2)۔ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الغَيِّ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْ مِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ (البقرہ۔265)

ترجمہ: بیشک ہدایت کو گمراہی سے ممتاز کردیا گیا، پس جس کا جی چاہا ایمان لے آئے جس کا جی چاہے کفر اختیار کرے۔

یہ ہدایت تمام بنی نوع انسانیت (All Kind of Human Being) کو یکساں طور پر عطا کی جاتی ہے۔ اُس میں کسی کو امتیاز حاصل نہیں ہوتا۔ اِس لحاظ سے قرآن کو "هُدًى لِلنَّاس" فرماتا ہے۔ اِسے "ہدایت عامہ" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(ب) ہدایتِ خاصہ (هِدَايَةُ الطَّرِيْق) (Specific Guidance) (راستہ دکھانا):۔

یہ ہدایت بالخصوص اہل ایمان (People of Faith) کو نصیب ہوتی ہے جو انبیاء کی دعوت پر ایمان لاتے ہیں اور منزلِ مقصود کے لئے کوشاں (Indivouring) ہو جاتے ہیں۔

یہ ہدایت کے راستہ (صراط المستقیم) کی مفصل (Detailed) نشان دہی پر مبنی ہوتی ہے۔ جو اصل منزل تک پہنچاتا ہے۔ اُس کا ذکر قرآن مجید میں یوں ملتا ہے۔

1۔ وَمَنْ يُّوْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ (التغابن۔۱۱) ترجمہ: اور جو کوئی اللہ پر ایمان لے آئے اُس کے دل کو صحیح رہنمائی عطا کردی جاتی ہے۔

صاف ظاہر ہے کہ یہ ہدایت کا مقام صرف ایمان اور اعمال صالحہ کے نتیجہ میں سامنے آتا ہے۔

2۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (عنکبوت۔69) ترجمہ: جو لوگ ہماری راہ میں

مجاہدہ (کوشش) کرتے ہیں ہم یقیناً اُن پر اپنے راستے (طریق) کھول دیتے ہیں، (طریق یعنٰی راستہ کی نشان دہی کی جاتی ہے)۔ یہ ہدایت عامہ سے بلند ہدایت ہے جو خاص اشخاص کے لئے مقرر ہے۔ مزید فرماتا ہے۔

والَّذِیْنَ اھْتَدَ وُازَادَھُمْ ھُدًی (محمد۔71) ترجمہ: اور جن لوگوں نے ہدایت پائی، اللہ نے اِن کی ہدایت میں مزید اضافہ کر دیا۔

ہدایت الاِیصال (راستے پر چلانا) (Conveying up to Destination):۔

یہ ہدایت عام اہل ایمان کو نصیب نہیں بلکہ اُن مومنوں کے لئے ہے جو تقوی (Abstinance) کے شرائط وتقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ اِس ہدایت میں نہ صرف منزل مقصود کی روشنی مہیا (عطا) کی جاتی ہے اور نہ صرف اُس کے راستے کی نشادہی کی جاتی ہے بلکہ خیر و عافیت کے ساتھ راہ حق کے مسافروں (سالِکان) کو منزل مقصود تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ رہنمائی کی سب سے اعلیٰ صورت ہے جس کی ضمانت سوائے قرآن کے دنیا کی کوئی کتاب میں مہیا (دے) نہیں ہوسکتی۔ اُس کا ذکر اِن الفاظ میں کیا گیا ہے۔

1۔ سَیَھْدِ یھِمْ وَیُصْلِحُ بَالَھُمْ (محمد۔5) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے عنقریب انہیں اپنی منزل تک پہنچائے گا اور ان کا حال سنوار دے گا۔

اسی طرح اہل جنت اپنی منزل جنت کو پاکر کہیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَ ا (الاعراف:43) ترجمہ: تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے انہیں اِس منزل تک پہنچایا۔

2۔ اِنّ ھٰذَالْقُرْآنَ یَھْدِیْ لِلَّتِیْ ھِیَ اَقْوَمُ (نبی اسرائیل۔9) ترجمہ: بےشک یہ قرآن اُس منزل تک رہنمائی کرتا ہے جو صحیح اور پختہ ہے۔ اِس ہدایت کے میسر آجانے کے بعد گمراہی کا کوئی امکان نہیں رہتا۔

ہدایت تمام کے لئے اہل شریعت وطریقت سالکینِ راہ حق کے لئے اوصاف حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ کے متعلق اِس کتاب کے ''باب دوم'' میں بصراحت بیان کیا گیا ہے۔ جو قرآن وسنت واقوال صحابہ وتابعین کی روشنی میں مرتبہ ہے الحمد اللہ۔ قارئین کشکولِ قادریہ باب دوم ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں دعا کرتا ہوں!

رَبِّی زِدْنِی عِلْماً (پروردگار ہمارے علم الیقین کو ترقی دے اور عین الیقین اور حق الیقین میں بدلدے) آمین!

وآخروعوانااَ انِ لْحَمْدُ لِلّٰہِ ربِّ العٰلمِیْنَ۔ والصَّلوٰۃُ والسَّلاَمُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ النَّبِیِ الْکَرِیْمِ۔

39- مذہب
(Religion)

1۔ **سوال**: کیا مادیات کا سمجھنا اور روحانیات کا دریافت کرنا انسان کا کام نہیں؟

جواب: فطرتِ الٰہی (Nature) کا سمجھنا۔ اسرارِ قدرت (Secret of Nature) کا دریافت کرنا بلاشبہ انسان کا کام ہے۔ مادیات (Materialism) جو محسوسات کہلاتے ہیں، کے سمجھنے کے لئے خدائے تعالیٰ نے عقل عطا کی ہے۔

ماوراء الطبیعات (Beyond physical World) یعنی محسوسات سے ہٹ کر، روحانیات (Sprituality) اور غیر محسوسات (Immaterial World) کے سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ معلّم (نبی و رسول) روانہ کرتا ہے۔ جس کی فطرت غیر معمولی (Supreme in Nature) ہوتی ہے۔ وہ محسوسات (Physical World) اور غیر محسوسات (Spritual World) دونوں سے علاقہ (Connection) رکھتا ہے۔ غیر محسوس (اللہ) سے لیتا ہے اور محسوس (بندوں) کو دیتا ہے۔ ایسا شخص پیغمبر یا رسول یا اوتار ہے۔

دیکھو! عقلِ سلیم (Intelligence) جن اُمور (کاموں یا باتوں) کے ادراک (جاننے) سے عاجز (مجبور) ہو جاتی ہے یا پھر حکم لگاتی ہے تو غلط لگاتی ہے، تو اس سے اعلیٰ قوت یعنی ایمان (Faith)، کشف (Unveililing)، وحی (Revelation) اس کے ہادی و پیشوا (Guid/Leader) ہو جاتے ہیں، جو مذہب سے متعلق ہیں۔

2۔ **سوال**: کیا مذہب اور عقل کا مقام ایک ہے؟ مذہب میں کن علوم کی آگاہی ہوتی ہے اور عقل کن علوم کے متعلق ہوتی ہے؟

جواب: مذہب (Relgion) اور عقل کا مقام (Standerd) ایک (Same) نہیں تو ان میں تصادم (Confrontation) بھی نہیں بیل گاڑی اور ہوائی جہاز میں کیا ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ ٹکراؤ یا مقابلہ کے لئے ہم سطح (Same level) ہونا ضروری ہے۔

مذہب کے پاس، خدائے تعالیٰ اور انسان۔ پیغمبر اور اُمت، انسان اور عوالم غیر مادّی (Non Materialistic World) یعنی روحانیات (Spirituality) کے روابط (تعلقات) کا بیان کرنا اہم ہے کیونکہ عقلِ انسانی اُن کے ادراک (Perception)، معرفت (پہچان) سے عاجز (قابل نہیں) ہے۔ اور یہ بھی کہ مذہب مادیات میں سے اُن تعلقات و احکام (Relationship) کو بیان کر دیتا ہے۔ جن کا اثر روح (Soul) اور عوالمِ مابعد میں یعنی آخرت میں پڑنے والا

ہے۔ مذہب کی نظر (Focus) کلیات (Integral Aspect) پر رہتی ہے نہ کہ جزئیات (تفصیلات) پر' کیونکہ جزئیات لا تعداد اور غیر متناہی (In numerable) ہیں۔ اگر ہر جزوی چیز (Fractional Aspect) کی تعلیم کا مُتکفّل (احاطہ کرنا) وحی اور الہام ہی ہو تو عقل جو عظیم ترین عطائے الٰہی ہے' بے کار ہو جائے گی۔ ہاں' بچوں کو خود بھی غور و فکر کرنا چاہیے مگر استاد (Master) کی رہنمائی کے متابعت (Guidance) میں۔

دیکھو! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا۔ (آل عمران۔192) یعنی آسمانوں اور زمین کی پیدائش مین غور و فکر کرتے ہیں (آخر یہ کہہ اٹھتے ہیں) یا رب! تو نے اِس (کارخانہ قدرت' اس جہاں) کو بے کار اور باطل (Naught) نہیں پیدا کیا۔

یاد رکھو! مذہب واجب ٹھیراتا ہے کہ عقل اپنے دائرۂ عمل میں ضرور کدوکاوش (Strive) اور کوشش کرے مگر اپنی حد (Limitation) سے باہر دوڑے گی تو سر کے بل گرے گی اور پھر اٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ یعنی نہایت نقصان و خسارے میں پڑ جائے گی۔

پیغمبر (Prophet/ Apostle) :۔

3۔**سوال**: پیغمبر کیسے انسان ہوتے ہیں۔ اُن کی عظمت وفضیلت کے متعلق بیان کرو؟

جواب: پس پیغمبر یا رسول وہ عالی فطرت انسان ہے جو وحی الٰہی سے ممتاز (Distinct) ہوتا ہے۔ پیغمبر بے خطا (Sinless) بے گناہ' معصوم (Flawless)' صادق (Honest) اور اَمین (Trust worthy) ہوتا ہے۔ تاکہ تبلیغ الٰہی (اللہ تعالیٰ کا پیام پہنچانے) کی حُجّت (Reasoning & Aurgument) خلق اور امت (لوگوں) پر قائم ہو سکے۔ اور اُسکی (پیغمبر کی) دعوت اور تبلیغ و قبول میں سہولت و تقویت (قوت پیدا) ہو۔

خدائے تعالیٰ پیغمبر کو معجزات (Miracles) عطا فرماتا ہے۔ معجزہ میں پیغمبر کے فعل کو دخل نہیں۔ معجزہ خدائے تعالیٰ کا کام ہے اور اُس کی قدرت کا کرشمہ ہے۔ رسول اور نبی میں فرق یہی ہے کہ رسول (Prophet) صاحبِ کتاب و شریعتِ تازہ ہوتا ہے' اور نبی (Apostle) تابعِ (Follower) رسول ہوتا ہے مگر ہوتا صاحبِ وحی الٰہی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کشکول قادریہ

(QUADRIS' HANDBOOK)

Vol-I باب اول

الاحسان والتصوف

(Divine Perception & Obligacellence)

Vol-I Part I حصہ چہارم

نعت پاکِ رسول ﷺ

حضرت ﷺ کے اک اشارۂ معجز اثر کو دیکھ
دو ٹکڑے ہوگیا ہے ذرا تو قمر کو دیکھ

ہر اِسم کا مسمّٰی ہے ہر ذات کا وجود
اللہ کو دیکھنا ہو تو خیر البشر کو دیکھ

اعیان میں اُن کی صورتِ زیبا کا ہے ظہور
ہے چشمِ سر کی بات یہی چشم سر کو دیکھ

نکتہ ہے نورِ ارض و سماوات کا یہی
اپنی نظر میں گھوم کے حدِّ نظر کو دیکھ

ہم تو مکیں کو دیکھتے ہیں ہر مکان میں
لفظ آشنا ہے تُو ارے زاہد تو گھر کو دیکھ

میں عرضِ حال کیا کروں روشن ہے تجھ پہ سب
صورت سوال ہے تُو میری چشمِ تر کو دیکھ

کچھ تو علاج کیجئے مسیحائے دو جہاں ﷺ
خالؔد کے حالِ زار کو دردِ جگر کو دیکھ

حضرت خالؔد وجودیؒ

40-ہمارا خیال (تمثیلِ حقیقی)

(Our Notion A factual Simile)

1-**سوال**: کیا ہمارا خیال ہمارا ''علم'' نہیں جس میں واقعات ومناظر رونما ہوتے ہیں؟

جواب: ہمارا خیال کیا ایک عالمِ خیال ہے جس کے خزانہ خیال میں مختلف واقعات (Events)، مناظر (Scenaries) جو ماضی (Past) سے تعلق رکھتے ہیں یا پھر وہ معاملات، خواہشات جو مستقبل (Future) سے متعلق ہوتے ہیں، رہتے ہیں۔ یہ خزانہ خیال (Notional Memory) کیا ہے؟ ہمارا ''علم'' ہے جس میں سب کچھ تھا ہی۔ قدرت نے برکت کی۔ ہمارے ارادے نے توجہ کی۔ بس پھر کیا تھا؟ صرف ہمارے ہاں کرنے کی دیر تھی کہ ہمارے سامنے ہمارا خیال پکنا شروع ہو گیا۔ کسی واقعہ (Event) کے متعلق سوچنا شروع ہو گیا۔ اَب ہمارے خیال میں آدمی بھی ہیں۔ دوست بھی، دشمن بھی، جانور بھی نہ جانے کیا کیا چیزیں ہیں جو اُس واقعہ سے تعلق رکھتے ہوں، اسی ترتیب سے خیال کا فلم ہے کہ چلتا گیا۔ بہرحال خیالات کا پکانا اور اسکی انتہا بھی ہے۔ اب بس بھی کریں۔ خیالات کو تھام لیں۔ ختم کردیں۔ اُن اوہام (بے کار خیالات) کو ختم کرنے سے کوئی نتیجہ؟ یادِ خدا میں گزارنا تھا۔ اس طرح بیکار خیالات میں گزارنا عقلِ سلیم کے خلاف ہے! نہیں، نہیں! اِس تخیل (Notional aspet) میں کوئی روشنی نکلتی معلوم ہوتی ہے۔ آؤ اس تخیل (خیالات کے سلسلہ) پر ذرا غور کرتے ہیں۔

2-**سوال**: ہمارے خیال کو تمثیلِ حقیقی کے طور پر پیش کرو؟

جواب: تمثیلِ حقیقی (Factual Play):۔

کیا میرے اُن خیالات کا جسم (Shape) اور شکل (Form) لیکر سامنے آجانا بغیر میرے ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی، خالقِ دوجہاں کی، کوئی مثال یا تمثیل (Similar) مخلوقات میں ممکن ہی نہیں تاہم اس آیت قرآنی وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ (سورۃ الذاریات 21) ''وہ (اللہ) تم میں ہے تمہارے نفسوں پر غور کرو''۔ کا اشارہ ہے اور آیت قرآنی یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا کا حکم ہے، تو کیا خباحت (حرج) ہے کہ سچی باتوں (حق) کی طرف میرے اِس خیال سے راستہ نکل آئے جیسے!

1- ہاں تو میرا یہ خیال کا ہونا جس طرح میرے بغیر ممکن نہیں، اُسی طرح مخلوق کا ''وجود'' (Existence) بھی

بغیر خالق (اللہ تعالیٰ) کے ممکن نہیں یعنی مخلوق ممکنات سے ہے اور ممکن کا وجود بالعرض(Contingent Being) ہے، ذاتی نہیں، خالق کا دیا ہوا ہے۔ اور خالق "واجب تعالیٰ" ہے اور واجب کا بالذّات وجود(Absolute Being) ہے، اُس کا ذاتی ہے۔

2- اگر ہم سو جائیں یا ایک لمحہ کیلئے اُن خیالی پتلوں سے غفلت کریں تو کیا یہ خیالی پتلے قائم رہ سکتے ؟ ہرگز نہیں۔ اُن کی بقا (قیام) کیلئے ہر آن ہر لحظہ میری توجہ کی ضرورت ہے۔

اُسی طرح عالم(World) کا ہر ذرہ(Particle) ہر آن ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی توجہ(Attention) اور امداد(Help) کا محتاج(Dependent) ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط (آیت الکرسی 255 البقرہ)۔ ترجمہ: نہ اس (اللہ) کو اونگھ ہے نہ نیند۔

3- یہ جو میرا خیال تھا' کیا یہ نیستِ محض (عدم)(Absolute Non Being) سے آیا ہے؟

نہیں! یہ خیال(Notion) میرے علم(Awareness) میں تھا اور اب بھی علم میں ہے۔ کب علم سے باہر تھا؟

اُسی طرح عالم (Universe) بھی علمِ الٰہی (Knowledge of Allah) میں تھا اور اب بھی علمِ الٰہی سے خارج (باہر) نہیں۔ "علم" کے مختلف اطوار (Deponent) ہیں۔ یہ بھی اُس کا ایک ظہور (اظہار) ہے۔

4- اچھا! میرے اِس خیال سے پہلے کیا تھا؟ میں تھا۔ میری ذات تھی۔ ذات کے بعد حیات(Life) اور زندگی کا مرتبہ ہے۔ پھر علم میں مختلف معلومات تھے۔ میں اُن معلومات (Awarenesses) کو جانتا اور دیکھتا تھا۔ اُن کے اقتضاعات (Excegencies) (قابلیتوں) اور لوازم (ضرورتوں) کو سنتا اور سمجھتا تھا۔ اب میں اُن معلومات کو جو میرے علم میں تھے اُنھیں موجود و متشکّل (شکل و صورت کے ساتھ) ظاہر کرنے کا ارادہ(Will) کیا۔ یعنی قدرت کے ساتھ اُن کی طرف متوجہ ہوا۔ پھر کیا تھا؟ بس "ہاں" کہنا ہی تھا اور خیال کا یہ سلسلہ چل پڑا اور پیش نظر تھا۔

بس اُسی طرح پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات(Unity) تھی۔ پھر ذات کے مرتبہ کے بعد مرتبہ صفات یعنی حیات (Life)، علم (Knowledge)، بصر (Sight)، سمع (Hearing)، قدرت (Omnpotence)، ارادہ (Will) اور تکلم (کلام) (Speach) مرتبہ صفات ہیں۔ اَمرِ کُن (اللہ تعالیٰ کا حکم کُن) کہنا ہی تھا کہ عالم(Universe) موجود تھا۔ یہ سارا عالم اُسی بالذات موجود(Absolute Being) یعنی اللہ تعالیٰ سے بلکہ اُسی کے "وجود" سے وابستہ (موجود) ہے۔ بلکہ یوں کہہ سکتے ہیں کہ اُسی (اللہ تعالیٰ) کا جلوہ(Manifestation) ہے۔ تمام عالم (مخلوقات) جو علمِ الٰہی (Divine

(Knowledge میں ثبوت(Evidence) رکھتے تھے اُن پرنورِ وجود(تجلی وجود) پڑا اور وہ (معلومات الٰہی موجود(ظاہر Appear) ہوگئے۔

اللہ تعالیٰ کے معلوماتِ علمی کو اعیان ثابتہ (Probate Archilypes) ور معلوماتِ خارجی کو اعیان خارجیہ (Extrinsic Achipypes) کہتے ہیں۔ اس طرح موجودِ علمی کو ثبوت(Evidence) اور وجودِ خارجی کو ''وجود'' (Being) کہتے ہیں۔ اور موجود خارجی کو حادث (Incipience) کہتے ہیں۔ ''حادث وثبوت'' ممکن (مخلوق) کے ظاہر (Manifestation) اور حقیقت(Fact) سے متعلق ہے اور ''وجود'' واجب تعالیٰ (اللہ) سے متعلق ہے۔

5- ہاں! میرے اُس خیال میں واقعہ (Even) کا ایک خاکہ (Episode) 'ایک نظام(Plan) ہے۔ اُسی نظام کے متعلق ہر ایک چیز (شئے) نمودار (Reflect) ہوئی، برسرکار(Active) ہوئی ہے۔ اگر یہ نظام(Plan) نہ ہوتا تو واہی تباہی خیالات (بے معنی خیالات) کا مجموعہ ہوتا۔ یہ تماشا (Show) نہ ہوتا، یہ با قاعدگی(Dicipline) کدھر ہوتی۔

بس اُسی طرح دنیا (World) میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ ایک با قاعدہ نظام کلی (Regular Prinicple Program) کے ماتحت (مطابق) ہے جس کو ''قدر'' (Destiny) کہتے ہیں۔ اور جزئیات(Fractionalities or Individulities) یعنی اشیاء جو اُس نظام(Programm) کے ماتحت پیدا و نمایاں(Appear) ہو رہے ہیں وہ ''قضاء'' (Fate) کہلاتے ہیں۔

6- اگر اِس میرے نظامِ خیال(Notional Setup) میں کوئی دوسرا شخص شریک(Involve) ہوتا تو یہ حُسنِ ترتیب (Excellent Sequence) اور باہم ارتباط(Chain of Events) کیوں کر رہتا۔ میں کچھ چاہتا' دوسرا کچھ اور چاہتا' جس کا نتیجہ خیال کی برہمی (بگاڑ و بربادی) ہی ہوتی۔

تو بس اُسی طرح اگر متعدد (بہت سے) خدا(God) ہوتے تو دنیا برباد ہوتی۔ بمثل اِس کہاوت کے ''دو ملاؤں میں مرغی مردار''۔ کچھ تو سوچو! ایک میان(Case) میں دو تلوار(Swords) 'ایک ملک میں دو بادشاہ(Kings) نہیں سما (رہ) سکتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ایک اور تنہا(Alone) بالذّات واجب(Absolute Being) ہے۔

7- کیا یہ میری خیالی صورتیں(Notional forms) مجھ سے باہر ہیں؟ کیا میں اُنکے صورتوں کے اوپر ہوں یا نیچے؟ سیدھے جانب ہوں یا بائیں؟ آگے ہوں یا پیچھے؟ نہیں! میرے خیلات مجھ میں ہی ہیں۔ مجھ سے ہرگز باہر نہیں۔ اُن خیالی صورتوں کے شش جہت (چھ جانب) میں ہی ہوں۔ ہاں میں ہی ہوں۔ اُنہیں ہر طرح احاطہ (Cover) کیئے ہوئے ہوں۔

بس اُسی طرح عالم(Universe) کے ہر ذرّہ(Particle) کو ذاتِ الٰہی(Divine Unity) محیط (Comprehensing) ہے۔یعنی کوئی شئے (مخلوق) اُس (اللہ) کے علم وقدرت (نگران) سے باہر نہیں۔اللہ عالٰی کے ذاتی احاطہ(Absolute Awareness) سے کوئی شئے باہر نہیں۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡهُ اللّٰهِ ترجمہ:تم جدھر منہ پھیرو اللہ ہی کی صورت ہے۔(البقرہ۔115) یعنی کونسی جہت(Directiion) ہے جدھر اللہ تعالیٰ نہیں۔

8-اچھا! اِن میرے خیالی صورتوں میں سے کون سی صورت (شئے) ہے جس کو میں نہیں جانتا؟ بے شک اُن کو اور انکی ہر حرکت وسکون(Movements) کو جانتا ہوں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی کلیات اور جزئیات(Fractionalities & Integralities) جو کچھ آسمانوں یا زمین میں ہے اُن سب کو جانتا ہے۔کوئی ذرّہ اُس کے علم سے باہر نہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔لَا یَعۡزُبُ عَنۡهُ مِثۡقَالُ ذَرَّةٍ فِیۡ السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الۡاَرۡضِ۔ (سورہ سبا۔3) ''کوئی ذرّہ برابر شئے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اس (اللہ تعالیٰ) کے احاطہ علم سے باہر نہیں''۔

غرض کہ اللہ تعالیٰ کیلئے احاطہ علمی واحاطہ ذاتی(Divine Knowledge & Absolute Awareness) دونوں ثابت (Stabilised) ہیں۔

9- کیا یہ میرے خیالی پتلوں (صورتوں) کو زور وقوت(Skill & strength) ہے؟ یا ذاتی ارادہ(Individual Will) ہے؟ نہیں،نہیں! اُن کا ''زور'' ہے تو میرا ہے۔اُن کو ''قوت'' ہے تو میری ہے۔''ارادہ''(Will) ہے تو میرا ذاتی (بالذات) ہے۔میں جو ارادہ کروں تو وہی ان خیالی پتلوں سے نمایاں (ظاہر) ہوگا۔میں جس پتلے کو چاہوں نیست ونابود (ختم) کردوں۔ اُن خیالی پتلوں کی مقدور(Authority) بھی ہے کہ میرے ارادہ سے سرتابی (اِنکار) کرسکیں؟ نہیں ہرگز نہیں!

اُسی طرح کسی مخلوق(Creature) کو بالذّات زور(Absolute Power) ہے نہ قوت ہے اور نہ بالذّات ارادہ نہ حرکت ہے۔بلکہ یہ سب قدرت ذوالجلال(Devine Omnipotence) کا کرشمہ(Phenomenon) ہے۔فرمان الٰہی ہے لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (نہیں کسی کی حول وقوت مگر صرف اللہ تعالیٰ کی)۔سب میں اُس (اللہ) کا ارادہ(Will) ہے اور اس کے ہی ارادے کا سب تماشا(Excligency) ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔مَا تَشَاءُوۡنَ اِلَّا اَنۡ یَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّ الۡعٰلَمِیۡنَ (سورۃ التکویر۔29)۔ترجمہ:تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العلمین

چاہیے۔

10- دیکھو! کیا یہ میرے خیالی پتلے (واقعہ کے لحاظ سے) مرجاتے ہیں، تو کیا میں بھی مرتا ہوں؟ یا یہ پتلے دوڑتے بھاگتے ہیں تو کیا میں خود دوڑتا ہوں؟ نہیں! مرتے ہیں تو پتلے۔ دوڑتے ہیں تو پتلے۔ بھاگتے ہیں تو پتلے۔ میں اُن کو بھی پیدا کرتا ہوں یعنی نمایاں کرتا ہوں اور اُن کے کاموں کو بھی۔ میں زندہ سلامت ہوں۔ اپنی جگہ پر قائم ہوں۔ تغیر (Changes) ہے تو اُن خیالی پتلوں میں ہے۔ میں تو جوں کا توں (جیسا تھا ویسا) ہوں۔

اسی طرح اچھا کام (نیکی) کرتا ہے تو بندہ، برا کام (گناہ) کرتا ہے تو بندہ۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ بندے کو اور بندے کے افعال (اعمال) کو پیدا کرنے والا ہے۔ اِسی وجہ سے بندہ کو ''کاسبِ افعال'' (عمل کرنے والا) اور اللہ تعالیٰ کو ''خالقِ افعال یا اعمال کا پیدا کرنے والا کہا جاتا ہے۔ قرآن میں فرمانِ الٰہی ہے۔ لَہَا مَا کَسَبَتْ وَ عَلَیْہَا مَا اکْتَسَبَتْ (البقرہ۔286) یعنی ''بندہ جیسا کمائے گا ویسا بھرے گا''۔ یعنی جیسا بوؤ گے ویسا کاٹو گے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ''تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کرتا ہے'' تم کو پیدا کیا تو اُسی نے، اور تمہارے کاموں کو بھی پیدا کیا تو اُسی نے۔

11- اچھا دیکھو! یہ میرے خیالی پتلے (واقعہ کے لحاظ) ایک دوسرے کو مارتے، آپس میں لڑتے ہیں۔ تو بتاؤ یہ اچھا کام (نیکی) ہوا یا بُرا (گناہ)؟ کیا یہ خیر (Virtue) ہوا یا شر (Evil)؟ ایک لحاظ کرتے، اُن کا کام (عمل) بد (بُرا) ہے اور نظامِ خیالی (Notional memory) کے لحاظ سے دیکھو تو ہر چیز ہر ایک کا فعل (کام) اپنے وقت پر اور اپنے محل (مقام) پر ہونا ضروری ہے۔ لہذا اُس میرے نظامِ خیال کے لئے ہر شئے (فاعل و فعل) خیر ہی خیر (Virtuous) ہی ہے۔ درست اور اچھا ہے۔

بس اُسی طرح مخلوقات (Creatures) یا بندوں کے سب کام (افعال) ایک دوسرے کے حق میں بعض مضر (نقصان دہ) اور شر (بُرے) ہیں، اور بعض مفید (فائدہ بخش) اور خیر (اچھے) ہیں۔ اِس کو خیر و شر اضافی (Relative Virtue & Evil) کہتے ہیں۔ ظلم (Oppression) کرنا بُرا، اور ظلم کا رفع کرنا (مٹانا) اچھا ہے۔ بس اِسی کو تو خیر کثیر اور شرِ کثیر (Abundant virtue & Evil) کہتے ہیں۔ دنیا کے تمام قوانین (All Laws of this Material World) خیر کثیر اور شرّ کثیر پر مبنی (Based) رہتے ہیں۔ مگر شرع واحکام مذہبِ اسلام (Islamic Law) سب کا سب خیر عظیم (Extreme Virtue) پر مشتمل (Based) ہوتے ہیں۔ دیکھو! پانی (بارش) پڑتا ہے، دنیا سرسبز و شاداب (Greenary) ہو جاتی ہے مگر کسی

بڑھیا (Old woman) کی جھونپڑی (Hut) اس بارش سے گر جاتی ہے یا کسی چیونٹی (Ant) کے سوراخ میں پانی چلا جاتا ہے تو چلا جائے۔ اُس پر احکام (Rules) مرتب (بنائے) نہیں جاتے۔ احکام (Rules) اور قوانین (Laws) تو خیر کثیر اور شرّ کثیر پر قائم ہوتے ہیں تاکہ خیرِ کثیر کو حاصل کر سکیں اور شرّ کثیر سے اجتناب (بچ) سکیں۔ یہی عقلِ سلیم کا تقاضا (Urge) ہے اور حکمت (Wisdom) کا مقتضاء (Demand) ہے۔

3۔ **سوال**: کیا یہ عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے حکمتِ بالغہ کے لحاظ سے خیر ہی خیر نہیں؟ کیا یہ عالم کی بوقلمی کا تقاضا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ ہم کو عقلِ سلیم عطا کرے اور دِل روشن کرے! دیکھو! عالَم کے نظام اکمل اور اللہ تعالیٰ کی حکمتِ بالغہ (Absolute Devine Wisdom) کے لحاظ سے نظر ڈالو تو جو کچھ اس عالَم (Universe) میں ہو رہا ہے خیر ہی خیر (ٹھیک اور اچھا) ہی ہو رہا ہے۔ اور اگر فعلِ باہم (بندوں کے کاموں)' ایک دوسرے کے لحاظ سے دیکھو تو شرّ (بُرا) اور خیر (بھلا) معلوم ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے کمالِ قدرت اور نہایت حکمت کی نشانی ہے جو یہ تمام عالَم (World) کی بوقلمونی (رنگارنگی) ہے۔ جن افراد (لوگوں) پر سر قدر (Secret of Destiny) اور رازِ حکمتِ الٰہی کھلتا یعنی (Unfold) ہوتا ہے' اُن کو دائمی سرور (Eternal Peace) اور اَبدی اطمینان (ہر وقت سکون) اور کمالِ عرفان یعنی حق کی پہچان نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے ہم سب کو اپنے عرفان (پہچان) سے' ایمان (یقین وعین الیقین) سے اور اطمینانِ قلب (حق الیقین) سے سرفراز فرمائے۔

آمین ثم آمین!

نعتِ رسول ﷺ

روح اعظم ہیں جانِ جاں ہیں آپ ﷺ

راز دارِ خدا میاں ہیں آپ ﷺ جانتے سب ہیں بے زباں ہیں آپ ﷺ
آپ اول ہیں آپ آخر ہیں باطن، اظہار دو جہاں ہیں آپ ﷺ
ساکنِ ہر مکان ہوکر بھی صاحبِ عرشِ لامکاں ہیں آپ ﷺ
عبدیت میں ظہور فرما کر رب ارباب این وآں ہیں آپ ﷺ
جملہ اجسام کے مثالوں کے روحِ اعظم ہیں جانِ جاں ہیں آپ ﷺ
پاک ہیں ہر جہت سے سب کچھ ہیں کیا بتاؤں کہاں کہاں ہیں آپ ﷺ
کیوں گناہوں کا خوف ہو ہم کو حامیِ جملہ عاصیاں ہیں آپ ﷺ
ایک اشارے میں کام سب کے بنے مالکِ ملک کُن فکاں ہیں آپ ﷺ
عشق کا راز فاش کیوں ہوتا حسن والوں پر مہربان ہیں آپ ﷺ

فکر خالدؔ کو کیوں ہو دنیا کی
یا وجودیؒ جو پاسباں ہیں آپ

حضرت خالدؔ وجودیؒ

41-اِنسان کامل بالذات

(Servant of Allah,Absolute Soberiet Human Being)

1۔**سوال**: انسانِ کامل بالذات کے اکمل وجامع صفات کس ذاتِ اقدس پر صادق آتے ہیں؟

جواب: حقیقتاً ذاتِ سامی (Exalted) صفاتِ حبیبِ خدامحمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق (ثابت) آتے ہیں۔یعنی انسان کامل بالذّات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتَ الْاَفْلَاكَ یعنی آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں (اللہ) کائینات کو پیدا نہ فرماتا۔آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے ہوں، اور تمام میرے نور سے ہیں۔اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَ كُلٌّ مِّنْ نُوْرِهٖ۔(حدیث) لہذا آپ ﷺ کی ذات والاصفاتِ تختِ شاہی کی زینت بڑھانے والی ہے۔بلکہ شاہانہ تاج (خلافت) کی بھی زینت افزائی کاباعث ہے یعنی چار چاند لگانے والی ہے۔مخلوقات (Creature) میں سب سے زیادہ لائقِ تعریف وقابلِ ستائش آپ ﷺ ہی کی ذات ہے۔آپؐ کی تعریف میں اللہ تعالیٰ ''سراجِ منیر'' یعنی روشن چراغ فرمایا۔لہذا آپؐ ذاتِ خدوی کے ایسے نورِ نظر (محبوب) ہیں کہ آپ ﷺ صاحبِ خانہ یعنی دنیا کے مالک بلکہ دنیا کے چراغ بھی ہیں۔کہ آپؐ کی ضیاء پاشیوں (نور کی روشنی) سے سارا عالم روشن ہے آپ ﷺ خاتم المرسلین اور خاتم النّبین ہیں یعنی رسالت اور نبوت دونوں آپ ﷺ پرختم ہیں اب آپ ﷺ کے بعد کوئی رسول یا نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

انسانِ کامل بالعرض (The Contingent Soberiet Human Being) :۔

2۔**سوال**: انسان کامل بالعرض کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ''انسان کامل بالعرض'' ہر زمانے میں رسول خدامحمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم (انسان کامل بالذّات) کے پَرتَو (تابع وروحانی فیض یابی) سے آپ ﷺ کی حقیقت کا خلیفہ (Vicegerent) وقائم مقام رہا ہے، اور رہے گا۔جب انسانِ کامل بالعرض عالم شہادت (دنیا) میں جب باقی نہ رہے گا جو محلِ نظرِ الٰہی (اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ) ہے تو قیامت کبریٰ (محشر وآخرت) برپا ہو جائی گی۔

عبداللہ (Servant of Allah) :۔

3۔**سوال:** کیا بندوں کو "رجوع الی اللہ" مختلف طور پر ہوتا ہے اور عارفین مختلف مرتبہ وشان کے حامل ہوتے ہیں؟

جواب: رجوع الی اللہ (قربِ الٰہی) (Divine Proximity) بندوں کو مختلف طور پر ہوتا ہے۔ جیسے!

1۔کوئی ہر شئے کو اپنے حصولِ کمال (Achieving Excellence) میں خدائے تعالیٰ کا محتاج (Dependent) پاتا ہے اور اُسکی (اللہ کی) ربوبیت کی شان (Sustainer - Hood) جلوہ گر ہوتی ہے۔

2۔کوئی مخلوقات (Creatures) کو سراپا احتیاج (Total Indigence) سمجھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قیومیت (divine Independence) اُس کے روبرو متجلی (جلوہ گر) ہوتی ہے۔

3۔کسی کو ہر مرنے والے وفنا ہونے والے پر نظر پڑتی ہے اور اِسم "اَلْقَھَّارُ" یا "اَلْمُمِیْتُ" نمایاں ہوتا ہے۔

4۔کوئی دنیا کی ہر شئے (Thing) کو نیست (مردہ) سے ہست (زندہ) ہوتا ہوا دیکھتا ہے اور اسمِ الٰہی (Divine Epithets) "اَلْبَدِیْعُ" کی اُس پر تجلی ہوتی ہے۔

5۔غرض کے کسی پر دو کسی پر چار کسی پر دس کسی پر بیس صفات (Divine Attributes) کا انکشاف (Reflection) ہوتا ہے۔

جب بندے کو اللہ تعالیٰ کے صفات کا علم ہوتا ہے تو اپنے صفات کو کالعدم (فنا) (Quashed) پاتا ہے بلکہ اپنے صفات کے اثبات یعنی موجود سمجھنے کو شرک فی الصفات اور دور از توحید (Far from Monotheism) سمجھتا ہے۔ غرض جس اَمر (کام) میں جس قدر کسی بندے کو اپنے فقر (عاجزی) کا علم ہوگا اُسی قدر خدائے تعالیٰ کی "غنا" یا کبریائی (بڑائی) کا انکشاف (احساس) ہوگا اور یہ علم اُس بندے کو خدائے تعالیٰ سے ایک نسبت وربط پیدا کردیگا۔ شخصی فطرت، ذاتی تجربہ ومشاہدہ صحبتِ اہلِ نسبت، قوت توجہ (Will Power) سے اِس نسبت وربطِ الٰہی کو قوت ہوتی ہے۔ جس اسمِ الٰہی سے کسی کو نسبت ہوگی اُس اِسم (Divine Epithed) کی تجلی اُس پر ہوگی، اور وہ اُس سے دوسروں پر اُس کا اثر وظہور پائے گا۔ اور وہ شخص اُس اسم کا بندہ کہلائیگا۔ مثلاً کسی شخص کی نظر اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت (Divine Favour) پر پڑتی ہے۔ اور وہ رات دن اُسی خیال میں مستغرق (ڈوبا ہوا) رہتا ہے تو یقیناً اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا رحم بھی ہوگا اور وہ بھی اللہ کے بندوں پر رحم (Mercy) کرے گا۔ ایسا شخص عبدالرحمٰن، عبدالرحیم سے موسوم (Known) ہوگا۔

4۔**سوال:** "عبداللہ" کہلانے کا مستحق کون ہے اُسکی شان وعظمت بیان کرو؟

جواب: جس کو اللہ تعالیٰ کی ذات (Devine Unity) جو مجتمع جمیع کمالات (Possessor of every kind of excellence)

سے وابستگی (تعلق) ہوگی اور وہی ''کامل بندہ'' ہوگا اور ''عبداللہ'' (Allah's Servant) کہلائے گا۔ وہ اپنی عدمیتِ محض (Absolute non Being) یعنی فنائے ذاتی پر رہے گا۔ اور کسی شئے کو اپنی مِلک (Property) جانے گا نہ کسی قوت (Potential) سے خود کو موصوف (قابل) سمجھے گا۔ وہ خود کو بالکل عاجز (Indigent & Dependable) پائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اُس سے عظیم الشان آثارِ قدرت و خوارقِ عادت یعنی کرامات و معجزہ نمایاں فرمائے گا۔ بالجملہ ''عبداللہ'' وہ ہے جو اپنا کچھ نہ سمجھے اور اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو اُس کا کر دے۔ اس درجہ اقتضائے عبدیت (بندگی) ادا کرنے کا اعزاز (مقام) بالذّات صرف سید الانبیاء خاتم المرسلین محبوب رب العالمین محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔ ما باقی تمام مخلوق، اِنس و جن سب پر آپؐ کی پیروی و اطاعت و محبت لازم و واجب ہے۔

غوث (Aid) :۔

1۔ **سوال:** ''غوث'' کے اوصافِ کاملہ کیا ہے؟ اُن اغیاث میں ''غوث اعظم'' کا اعجاز و عظمت کی حقیقت کیا ہے؟

جواب: ہر زمانے میں ایک شخص قدمِ رسولؐ پر رہتا ہے۔ وہ اپنے زمانے کا ''عبداللہ'' ہے یا ''انسانِ کامل بالعرض'' یا ''محمدی مشرب'' ہوتا ہے۔ ایسے شخص کو ''قطب الاقطاب یا غوث'' کہتے ہیں۔ وہ بالکل بے ارادہ تحتِ اَمر اور قربِ فرائض میں رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کرنا ہوتا ہے تو اُس کے توسط (ہاتھوں) سے کرتا ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اِس شخص (غوث) کی بڑی قدرت ہے اور وہ ہے کہ اپنے آپ کو بے بس، عاجز و بے طاقت جانتا ہے کیونکہ اُس کو جو کچھ بھی قدرت و نور حاصل ہے اُس کا ذاتی نہیں بلکہ اللہ ربّ العزت کا عطا کردہ ہے۔ اور وہ مامور (Appointed) من اللہ ہے مگر ہے تابع رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو ولی ذات حق میں فنا ہو یعنی ''عبدالحق'' ہو اور حیاتِ الٰہی اُس میں نمایاں نہ ہوں تو وہ گویا ایسا بے ہوش ہے جو بستر پر کروٹیں لیتا ہے۔ اور سیاہ سپید کی کچھ خبر نہیں۔ جو اثر رنگ علمِ الٰہی بن گیا ہو مگر قدرت تک نزول نہیں کیا یعنی ''عبدالعلیم'' ہو وہ گویا ایسا پیرِ ناتواں ہے جو نہ اُٹھ سکتا ہے نہ بیٹھ سکتا ہے نہ چل سکتا ہے لیکن جس میں علم کے ساتھ قدرتِ الٰہی بھی نمایاں ہو جائے وہ مظہرِ اتم (Excellent Phenomenon) ہے وہی ''عبدالقادر'' ہے، ''غوثِ اعظم'' ہے۔

اولیاء اللہ (Favourate of Allah) :

6۔ **سوال:** صاحب قُرب نوافل اور صاحب قرب فرائض اولیاء کی تعریف و فضیلت بیان کرو؟

جواب: ا۔ جو شخص اپنی خوشی سے ریاضتیں (نفل عبادت) کرتا ہے۔ اذکار و اشغال (Invocation &

Convocation) میں مصروف رہتا ہے۔ خدا اُس کی محنت کو ضائع (Waste) نہیں کرتا۔ اس کے مقصد کو پورا کرتا ہے وہ مقربِ الٰہی ہوجاتا ہے پھر جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کو دیتا ہے۔ ایسے شخص کو صاحبِ قربِ نوافل (Man of Supererogatory Proximity) کہتے ہیں۔

۲۔ جو شخص تحتِ امرِ الٰہی (Subordinated to Allah's Commands) رہتا ہے۔ خواہ وحی نبی کے ذریعہ سے خواہ خود اس پر القاء والہام سے، ایسے شخص کا نہ کوئی مقصد ہوتا ہے نہ مُراد۔ بس بندگی اُس کا شیوہ (Mannerism) ہے۔ توحید فی الارادہ سے (اللہ ہی کے حکم اور اُس کی مرضی کے تابع رہنے) سے اعمال (Deeds) کی روح (Soul) ہے۔

مقصد مراو ہی ہے جو مطلب ہے یار کا		میں اپنے اختیار میں بے اختیار ہوں

(حضرت حسرت صدیقیؒ)

ایسا شخص مقربِ الٰہی اور خلیفۃ اللہ ہوتا ہے۔ اُسی سے سب کو امداد ملتی ہے۔ نام اِس کا ہے کام خدا کا۔ ایسے شخص کو صاحبِ قربِ فرائض (Man f Obligatory Proximity) کہتے ہیں۔

7۔ **سوال**: جلیل القدر انبیاء کے تحتِ قدم اولیاء سے کیا مراد ہے؟ محمدی مشرف اولیاء کا اعجاز وعظمت بیان کرو؟

جواب: واضح ہو کہ اولیاء اللہ کئی طرح کے ہوتے ہیں۔

(1) بعض دین کی حمیت وغیرت (Concern for honour & defence of Deen) میں ممتاز (Distinet) ہوتے ہیں۔ منکرین حق (کافروں) پر تیغ برہنہ (ننگی تلوار) ہوتے ہیں۔ اِن اولیاء (Corpals) کو نوحی مشرب یا تحتِ قدمِ نوحؑ کہتے ہیں۔

(2)۔ بعض جوشِ محبت سے بھرے رہتے ہیں۔ محبوب کی طلب میں رونا چیخنا۔ چلانا اُن کا کام ہے۔

رُو رُو کے رات کاٹی پھر پھر کے دن گزارا		اے جاں یہ ماجرا ہے میرا تیری گلی میں

حضرت حسرت صدیقیؒ

اِن اولیاء کو موسوی مشرب یا تحت قدمِ موسیٰ کہتے ہیں۔

(3) بعض کا کام رضا وتسلیم (Aquiscence & Cheerfulness) ہے۔ اِن اولیاء کے بڑے امتحان ہوتے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ''ہم تمہارا امتحان ضرور لیں گے' کچھ خوف سے' کچھ بھوک وناداری سے' کچھ مال وجان اور پیداوار کے نقصان اور بار آوری کی کمی سے (البقرہ۔155) یہ لوگ اس امتحان میں پاس (کامیاب) ہوتے ہیں۔

اور کامیابی کا تمغہ (Medal) اُن کے سینوں پر لگایا جاتا ہے۔ اِن کو ابراہیمی مشرب یا تحتِ قدم ابراہیمؑ کہتے ہیں۔

(4) بعض اولیاء توحید میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کو اُن کے محبوب (اللہ) کے سوا کوئی نظر نہیں آتا اِن کو عیسوی مشرب یا تحتِ قدم عیسیٰؑ کہتے ہیں۔

(5) بعض اولیاء اقتضاء وقت (زمانے کے ضرورت کے لحاظ) کے تابع ہوتے ہیں۔ نہ اُن کا کوئی ارادہ ہوتا ہے نہ غرض۔ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ۔ (القصص68) یعنی "اُن میں سے کسی کو اختیار نہیں کسی کو پسند کرنے کا حق نہیں"۔ اُن کا طرزِ حیات ایسا ہوتا ہے۔ جو دکھا یا دیکھا۔ جو سنایا سنا۔ نہ اِس پر ہٹ (ضد) نہ اُس پر اصرار (Insistence)، خدا کا حکم ہوتا ہے تو لڑتے ہیں۔ حکم ہوتا ہے تو ملتے ہیں۔ بہر حال خدا سے راضی رہتے ہیں۔ مگر اُس کے ساتھ گڑ گڑا کر دعائیں بھی کرتے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو بھی بہاتے ہیں۔ یہ یدُ اللہ (اللہ کے ہاتھ) ہیں۔ خدا کو دینا ہو تو اُن ہی ہاتھ سے دیتا ہے۔ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (الفتح۔10)۔ یعنی "اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہوتا ہے"۔ کسی کو کچھ کہنا ہوتا ہے تو اِن کی زبان سے کہتا ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ط اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (النجم3,4) یعنی "وہ اپنی ذاتی غرض سے بات نہیں کرتا۔ یہ صرف وحی ہے نازل ہو رہی ہے"۔ اِن کو محمدی [ﷺ] مشرب یا تحتِ قدمِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ یہی انسانِ کامل بالعرض ہوتے ہیں جو مرکزِ تجلی اسماء الٰہی بتوسط نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ہر زمانے میں ایک ایسا انسانِ کامل بالعرض جو محمدی مشرب ہوتا ہے ضرور رہتا ہے۔ اس کو قطب الاقطاب یا غوثِ زماں کہتے ہیں۔ اور وہ مامور من اللہ (Appointed by Alah) ہوتا ہے۔ مرکز تجلی الٰہی ہوتا ہے۔ اللہ سے لیتا ہے اور مخلوق کو دیتا ہے مگر بتوسط نبی آخر الزماں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔

نعت رسول ﷺ

کونین کا سجدہ گاہ بنا ایوانِ مدینہ کیا کہنا

کونین کا سجدہ گاہ بنا ایوانِ مدینہ کیا کہنا
احساس جہاں کا میٹ دیا احسانِ مدینہ کیا کہنا

آزاد کیا ہر بندش سے اور قیدِ جہاں سے دور کیا
کیونکر ہو تیرا یہ شکر ادا اَے جانِ مدینہ کیا کہنا

گہہ عرشِ بریں، گہہ جنت ہے، ہرایک سے بڑھ کر عظمت ہے
سرکار کی ہجرت سے جو بڑھی ہے شانِ مدینہ کیا کہنا

ایک رازِ حقیقت پا کر بھی کچھ ایسا رہا معصوم صفت
اللہ غنی کیا شان تیری ہے جانِ مدینہ کیا کہنا

یہ جان نکل جاتی میری گر تو نہیں ہوتا دل میں مکیں
زندہ ہوں تصدق میں تیرے ارمانِ مدینہ کیا کہنا

ہوں روزِ ازل سے تجھ پہ فدا اور کوئی نہیں ہے تیرے سوا
ہو جائے کرم کی ایک نظر سلطانِ مدینہ کیا کہنا

محبوب خدا کے صدقے میں، معراج ہمیشہ ہوتی ہے
ہر وقت تجلی ریز ہے حق یہ شانِ مدینہ کیا کہنا
دربارِ رسالت کا صدقہ خاؔلد کو خدارا کیجئے عطا
مدت سے جو ہے دل میں میرے ارمان مدینہ کیا کہنا

حضرت خاؔلد وجودیؒ

42- نبی......ولی......ساحر

(Apostle, Favourate Sorcerer)

1۔**سوال:** نبی، ولی اور ولایت کی تعریف بیان کرو؟

جواب: ا۔**نبی یا پیغمبر** (Apostle/Prophet) :۔ نبی کے شرعی و اصطلاحی معنیٰ ہیں کہ نبی خدا کا وہ معصوم (Sinsless) بندہ جو صاحبِ وحی (with Revealation) ہے۔ لہذا معصوم، صاحبِ وحی کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔

۲۔ولی (Favourite):۔ ولی کے معنیٰ آقا (مالک)' مددگار (Supporter) کارساز (Helping) دوست (Friend)' محبوب (Beloved)' محبّ (Favourite)' پشت پناہ (Protector) ہوتے ہیں۔ ولی، اللہ کی صفت بھی ہے اور مخلوق کی بھی لہذا اللہ سب کا ولی یعنی اللہ سب کا آقا ہے۔ اُس طرح اللہ ایمانداروں کا ولی ہے۔ یعنی اللہ اُن کا دوست ہے' محبوب ہے' محبّ ہے۔

۳۔ولایت:۔ ولایت قربِ الٰہی (Divine Proximity) کو بھی کہتے ہیں۔

بس ولی اُس معنٰے کے لحاظ سے انبیاء اور اولیاء دونوں سے عام (Common) ہے۔ ولایت ابدی ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور رہے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ ابدی ہے۔

انبیاء (Prophets) میں دو جہتیں (Concern) ہوتی ہیں۔

(1) جہت قرب الٰہی (Divine Proximity)۔ جہتِ حق

(2) جہت قرب خَلق یا نبوت (Attentions towards Creature or Prophet - Hood)

پس انبیاء کی جہت حق ''ولایت'' کہلاتی ہے۔ اور جہت خلق ''نبوت'' کہلاتی ہے۔

الولایۃ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃَ یعنی پیغمبر کی ولایت اسکی نبوت سے افضل ہوتی ہے۔

2۔**سوال:** نبی اور ولی میں کیا فرق ہوتا ہے؟

جواب: نبی اور ولی میں فرق

1- نبی صاحبّ وحی ہوتا ہے جو قطعی (ultimate) اور یقینی (Certain) اَمر ہے جبکہ ولی صاحبّ الہام (Rewarded with Inspiration) ہوتا ہے جس کو قطعی و یقینی ہونا ضروری نہیں۔

2- وحی پیغمبر دوسروں پر حجت (واجب تعمیل) ہے اور الہامِ اولیاء حجت نہیں۔

3- انکارِ وحی(Denial of Revalation) کُفر (Blasphemy) ہےاور انکارِ الہام فیض سے بدنصیبی یعنی کفر تو نہیں مگر محرومی(Misfortune) ہے۔

4- نبی تحدّ ی ودعویٰ(Challenge & Claim) کرتا ہے کہ میں نبی ہوں۔اور ولی کو دعوٰی ولایت ضروری نہیں۔

3۔**سوال**: حدیث کی روشنی میں اولیاء وارثِ انبیاء ہیں مگر ولی صاحب تبلیغ نہیں ہے تو پھر وراثتِ انبیاء میں اُسکو کیا ملا؟

جواب: دیکھو! اَلعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنۢبِیَاء (حدیث) یعنیٰ اولیاء وارثِ انبیاء ہیں۔جب کے تبلیغ بند ہے اور ولی صاحبِ تبلیغ نہیں تو اُس کو وراثتِ انبیاء میں کیا ملا؟ اس کا جواب ہے کہ جہاں، ولی کے کمالات(Excellence) تابع نبیؐ ہیں وہیں اجتہاد(قرآن وحدیث کے مطابق حکم لگانے) کی صورت میں تبلیغ وراثت میں ملی۔لہذا ولی جہاں کہیں کسی مسئلہ میں قرآن وحدیث میں کوئی حکم یا نَص (واضح ہدایت) نہ پائے گا تو وہ ''اجتہاد'' کرے گا اور قرآن وحدیث کی اتباع میں حکم دے گا۔

واضح ہو کہ حرام وحلال کا حکم تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔پیغمبر اُس کے معلم(Teacher) ہیں۔دینِ محمدیؐ نا قابل نسخ (Non-Obregated) ہے۔حرام وحلال کے سوا جو چیزیں ہیں وہ قابلِ اجتہاد(Interprelable) ہیں۔ اجتہاد سے جو چیز معلوم ہوتی ہے وہ ''ظنی'' (Presumpetive)اور غیر قطعی(Uncertain) رہتی ہیں۔اُس کے انکار سے کفر لازم نہیں آتا۔

4۔**سوال**: عصمتِ انبیاء اور حفاظت اولیاء سے مراد کیا ہے؟ واضح بیان کرو کہ نبی آخر الزماں ہی خاتم النبین ہیں؟

جواب: دیکھو! مُحلل ومحرم (حلال اور حرام کا حکم دینے والا) صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، نہ رسول نہ ولی نہ امام۔ معلوم ہوا کہ ولی بمعنیٰ محلل ومحرم اللہ تعالیٰ ہی ہے۔اس کے سوا کوئی نہیں۔ہاں اُسکے معرف(Learned) اور مُعلم (Teacher) انبیاء وائمہ ہیں۔یاد رہے کہ عصمت(Chastity) نبی یا رسول کی ہوتی ہے اور وہ ''معصوم'' ہوتا ہے۔''حفاظت''(Protection) اولیاء کی جاتی ہے۔چونکہ ولی تابع نبیؐ ہوتا ہے' صاحبِ وحی نہیں۔اس لئے اسکو ''عصمت'' کی ضرورت نہیں۔بلکہ نبیؐ کی عصمت کافی ہے۔بہرحال نبی صاحبِ وحی ہوتا ہے' اور رسول صاحبِ وحی وکتاب ہوتا ہے۔اور خاتم النبینؐ تو وہ ہے جس پر تمام کمالات(Exalted Excellence) کی انتہا(End) ہے۔مُہر (Seal) ہے۔وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ(احزاب۔40)اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ (مائدہ۔3) یعنیٰ آج دین کامل ہو چکا' پوری نعمت مل چکی۔کس طرح؟ خاتم النبین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیج کر۔اب جتنے نبوت کا دعویٰ کرنے والے ہیں' نبی نہیں بلکہ جھوٹے

دعوے کرنے والے ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ پیغمبر کی ادنیٰ سے ادنیٰ حالت سے اولیاء کی اعلیٰ سے اعلیٰ حالت مقابلہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ اولیاء کے کمالات (Perfection) نبی کے کمالات کے تابع ہوتے ہیں۔

5۔ **سوال:** ساحر (جادوگر) کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ کیا ہپناٹیزم بھی سحر میں شامل ہے؟

جواب: ساحر (Sorcerer):۔

ساحر (جادوگر) لوگ اپنی ذاتی غرض کی خاطر ارواح نباتات (Souls of Vegetarian) سے بھی کام لیتے ہیں اور ارواحِ نجوم (Soul of Stars) سے بھی۔ یہ لوگ اکثر ارواح خبیثہ (بدروحوں) اور شیاطین سے بھی کام لیتے ہیں۔ اُن ارواح (Souls) سے مناسبت (Relevance) پیدا کرتے ہیں، اور اُن کی اتنی خوشامد کرتے ہیں کہ کفریات (Blasphemy) کی حدتک پہنچ جاتے ہیں۔

ہپناٹیزم (Hypnotism) بھی سحر (جادو) کا ایک شعبہ (Branch) ہے یہ ہپناٹسٹ (Hypnotist) اپنی قوتِ ارادی (Will Power) کو ترقی دیتے ہیں اور ایسے ایسے تماشے دکھاتے ہیں جن کا وجود خارج میں (Externally) نہیں ہے۔

6۔ **سوال:** عمل و عملیات اور خوارق عادت کی تعریف اور تشریح بیان کرو؟

جواب: عمل یا عملیات (To Practise a Charm):۔

عامل، عمل میں قرآن شریف کی آیتیں، اسمائے الٰہی اور بزرگانِ دین کے اقوال سے مدد لیتے اور اسمائے الٰہی کی زکوٰۃ دیتے یعنی 1000 یا ایک لاکھ بار پڑھتے۔ ترکِ حیوانات یعنی گوشت کھانے سے دورانِ پڑھائی پرہیز کرتے ہیں۔ اس طرح روح میں ایک لطافت (قوت) آجاتی ہے۔ ایسے لوگوں کی دعاؤں کو اللہ تعالیٰ سُن لیتا ہے (قبول کرلیتا ہے)۔

خرق عادت (Supernatural event):۔

خرق عربی لفظ ہے بمعنی پھاڑنا۔ اُس کی جمع (Plural) ہے خوارق عام طور پر خرق یا خوارق عادت کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جس سے مراد ایسا واقعہ یا ایسے واقعات جو روزمرہ عادت کے خلاف ہو یعنی ہر کسی سے اس کا انجام پانا ناممکن ہو۔ دینی اصطلاح میں ایسے واقعات کیلئے 1- کرامت 2- ارہاص 3- معجزہ اور 4. استدراج کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں۔ اِن کی مختصر تعریف حسب ذیل ہے۔

کرامت(Marvel) :۔

یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت(Favour) ہے جس ولی کا اعزاز (عزت) کروانا چاہتا ہے اُس ولی سے غیر معمولی (Extra Ordinary) کام ظاہر فرماتا ہے جو عادتاً انسان سے نہیں ہو سکتے۔

معجزہ (Miracle) :۔

تو خاص خدا کا کام ہے اس میں پیغمبر کا کوئی دخل (کام) نہیں وہ تو بے ارادہ رہتا ہے۔ اِسی وجہ سے پیغمبر ''معصوم'' ہوتا ہے۔ یعنی بے گناہ ہوتا ہے۔

ارھاض Miracle before Prophethood :۔

نبی کی ولادت سے قبل یا اعلان نبوت کے قبل کوئی ایسی خوارق عادت یا تعجب خیز واقعہ یا بات صادر ہو جو عام طور پر عادتاً نہیں ہوا کرتا تو اس کو'ارہاض' کہتے ہیں۔

استدراج Deception :۔

کسی غیر مسلم یا کافر سے کبھی اُسکی خواہش کے مطابق کوئی شعبدہ نظر آئے تو اسکو'استدراج'' کہتے ہیں۔
ارہاض معجزہ اور کرامت کا تعلق ربانی قوت سے اور استدراج کا تعلق نفسانی وشیطانی اَسفلی طاقت سے ہوتا ہے۔

7۔ **سوال**: نبی(Prophet) اور ساحر(Sorcerer) دونوں سے خوارقِ عادت نمایاں (ظاہر) ہوتے ہیں۔ پھر اِن دونوں میں مابہ الامتیاز(Distinguished feature) کیا ہے؟

جواب: نبی:۔

1- نبی یا رسول صفات طیبہ وفضائل خصائل(Virtuous attribution of moral excellence) سے آراستہ (سرفراز) ہوتا ہے۔ اُمت(Umma) کی فلاحِ دارین (دونوں جہاں میں کامیابی) کے سوا اُن کی ذاتی غرض کچھ نہیں ہوتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نبی صل اللہ علیہ وسلم سے قرآن میں فرماتا ہے۔''پھر کیا تم ان کے پیچھے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈال دو گے اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں رنج وغم سے (افسوس کے سبب)''۔ (الکھف۔6)

2- نبی ورسول مامور(Appointed) مِنَ اللہ ہوتے ہیں۔ نسبت الی اللہ(Divine Connection) اُن کے روئے تاباں (چہرہ) سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ (صحابی رسول) نے جب پہلی بار حضورؐ کی مدینہ شریف

میں آمد پر دیکھا تو کہا ''ما ھذا ابوجہِ کَذَّابٍ یعنی کسی جھوٹ بولنے والے کا یہ چہرہ نہیں ہوسکتا''۔

3-دشمن بھی اُن (نبیؐ) کو امین (Trustworthy) سمجھتے ہیں۔

4-اظہار معجزے (Miracle) میں نبی کے فعل کو دخل نہیں، معجزہ تو خدائے تعالیٰ کا کام اور اُس کی قدرت کا کرشمہ (Divine Phenomenon) ہے۔

ساحر:

1-بخلاف ساحر (جادوگر) کے کہ اُس (ساحر) کا مقصد اپنی ذاتی غرض رہتی ہے۔قوم کی اصلاح (بھلائی) سے اُس کو کوئی غرض نہیں۔

2-خدائے تعالیٰ سے اسکو کیا مطلب۔آخرت سے کیا سروکار (Concern)۔

3-اکثر سحر (جادو) سے لوگوں کے سامنے ایک قسم کا تخیل (نظر بند) پیدا ہوتا ہے۔اور نفس الامر میں (As a Matter Fact) شئے (چیز) حالتِ اصلی پر ہی باقی رہتی ہے۔ فَاِذَا حِبَالُھُمْ وَ عِصِیُّھُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِھِمْ اَنَّھَا تَسْعٰی (طٰہٰ۔66) یعنی تو یکا یک ان کی لاٹھیاں اور رسیاں ان کے سحر سے ایسی معلوم ہوتی ہیں کہ وہ دوڑتی ہیں۔ دیکھو یہاں صرف تخیل (خیال) اثرِ سحر ہے۔یعنی صرف خیال ہی پر اثر ہے۔ورنہ لاٹھیاں اور رسیاں جیسی کی ویسی ہیں۔اِس کو ''نظر بند'' بھی کہتے ہیں۔سحر سے بس اتنا ہی ہوسکتا ہے۔یہ تذکرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساحروں کے مقابلہ کا ہے۔مگر جب موسیٰؑ نے اپنی لاٹھی (عصا) ڈالدی تو فَاَلْقٰھَا فَاِذَا ھِیَ حَیَّۃٌ تَسْعٰی۔(طٰہٰ 20) یعنی پھر اُسکو ڈال دیا تو وہ ایک سانپ تھا دوڑتا۔دیکھو یہاں موسیٰؑ کے معجزے سے انقلابِ حقیقت (Change in fact of thing) ہے۔تصرّف نفس الامری ہے یعنی موسیٰ علیہ السلام کے عصا کی حالتِ اصلی ہی بدل گئی۔ یہ معجزہ ہے سحر (Magic) نہیں۔

4-غرض چیزوں کے مجموعہ اور قرائن (Circumstancial Evidence) سے معلوم ہوجاتا ہے کہ نبی ہے یا ساحر ہے۔

معجزہ، کرامت، سحر میں فرق

(Difference among Miracle, Marvel & Sorcerey)

8۔**سوال**: معجزہ، کرامت اور سحر میں فرق کو واضح بیان کرو؟

جواب: سحر (Sorcerey) میں ارواحِ خبیثہ (Wicked Souls) یا ارواح نباتات (Souls of Vegetation) یا ارواح نجوم (Souls of Stars) سے مدد لینا' یا خود اپنی باطنی قوتوں جیسے قوتِ ارادی (Will Power) کو ترقی دینا ہوتا ہے۔ ''خیال'' ایک زبردست ''قوت'' ہے اس کو ایک نقطہ پر قائم رکھنا اور اُس کو ترقی دینا (Develop) کرنے سے بڑے بڑے عجائب (Wonders) رونما (معلوم) ہوتے ہیں۔ عجیب وغریب تماشے نظر آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ سحر میں ساحر کی ذاتی غرض ہوتی اُس کو دوسروں کی بھلائی سے کوئی مطلب نہیں۔

مگر نبی (Prophet) کے فعل (Act) کو معجزہ (Miracle) میں کوئی دخل (Involvement) نہیں۔ اس طرح کرامت (Marvel) میں ولی کے فعل کو کوئی دخل نہیں ہوتا اور نہ اُس میں نبی کی یا ولی کی کوئی ذاتی غرض ہوتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اُن کی عظمت اور اُن پر اعتماد بڑھانے کیلئے ان سے ظاہر فرماتا ہے تاکہ قوم کی ہدایت واصلاح ہو سکے۔

دیکھو! تھوڑی مدت میں بڑا فاصلہ (Distance) طے کرنا۔ دلوں کے خطرے (باتیں) کہہ دینا۔ کچھ ماضی (Past) کچھ مستقبل (Future) کے واقعات بیان کرنا، توجہ نفسی، قوتِ ارادی (Will Power) سے کسی کو بے ہوش (Unconcious) کر دینا۔ یہ سب ریاضتِ نفس (Excercise of Corporal Self) اور کشف کونی (World by Vision) کا نتیجہ ہے۔ یہ تو ہپناٹیزم اور مسمرزم والے (ساحر) بھی کرتے ہیں۔ اِن اُمور (کاموں) کو ولایت وقربِ الٰہی (Devine Proximity) یعنی کرامت ومعجزہ سے کیا علاقہ (Relation)۔ ہاں مگر کوئی چیز نیک بندے کی تکریم (عزت افزائی) کے لئے خدائے تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو تو ٹھیک ہے۔ اللہ کا فضل ہے۔

یاد رہے کہ ریاضتِ بدنی (Physical Devotion) کی مشق سے سرکس (Circus) بتانے والے عجیب غریب کرتب (Tricks) دکھاتے ہیں۔ اُسی طرح یہ نفسانی سرکس (Carnal Circus) یا نفسانی پہلوان (ساحر وجادوگر) اپنی نفسانی قوتوں کو بڑھا کر اُن کے کمالات دکھاتے ہیں۔ مگر اُن لوگوں کے اُس عملِ سحر کو خدارسی (Devinity) سے کوئی علاقہ (Connection) وربط (Concern) نہیں۔ عملیات (Charm) پڑھ کر کسی کو کچھ نفع یا نقصان پہنچا دیا۔ یا کسی کو اسمِ

الٰہی(Divine Epithets) پڑھ کر مارڈالا تو قطعاً(Absolutely) یقیناً(Surely) یہ بھی قتل(Murder) ہے قتل نفس ہے۔ یہ ایسا ہی ہے کہ کسی شخص نے قرآن مجید کے سخت ڈبے (جس میں قرآن رکھا ہوا ہو) سے کسی بچے کو مار مار کر قتل کر دیا۔ کیا قرآن کا واسطہ (قرآن کا ڈبہ) قتل کرنے کا عذر(Pretext) ہو سکتا ہے۔ کیا جائز ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

افسوس صد افسوس لوگ کھیل تماشوں، نفس کے شعبدوں(Jugglery) میں پھنس گئے ہیں کہ اُن کو خبر تک نہیں کہ ہم کیوں پیدا کئے گئے ہیں۔ ہمارا فرض کیا ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی عبادت (عبدیت) کیلئے پیدا کیا ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (الذاریات۔56) یعنی "میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ میری بندگی کریں، عبادت کریں"۔ توحید(Monotheism) اسلام کا فرضِ اولیں(Top most requirement) ہے۔ لہٰذا توحید فی الارادہ یہ ہی ہے کہ اپنے آپ کو تحتِ ارادہ الٰہی یعنی اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دینا۔ بندے ہو کر خدائی دعویٰ اَسْتَغْفِرُ اللہ۔ ہائے اِن مُدعیان الوہیت (اپنے آپ کو خدا کہنے والوں کو) بندگی کا مزہ نہیں ملا ورنہ خدائی کا دعویٰ نہیں کرتے۔

دیکھو! بندہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر پابند ہو کر تقربِ الٰہی(Divine Proximity) حاصل کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نہ صرف اُس کے مراتب بڑھا دیتا ہے بلکہ اکثر اس کے ذریعہ سے لوگوں کی اصلاح اور بہبود جیسے جلیل القدر کام لیتا ہے۔ اس کی دعائیں اپنے اور دوسروں کے حق میں قبول فرماتا ہے۔

انبیاء ومرسلین(Prophets & Apostles) اور اولیاء کاملین کے کام قربِ فرائض(Obligatory Proximity) پر مبنی (Depend) رہے ہیں۔ یاد رکھو! علمِ صحیح معیارِ کمال(Standard of Excellence) ہے۔ اعتقاد میں توحید (Beliefin Monotheism)، عمل میں اخلاص(Devotion) ہی ہمارا سرمایہ نجات(Means of Salvation) ہے۔

یہ دنیا (Material World) وما فیھا معیارِ عزّت ہے ہی نہیں وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَالْمُؤْمِنِیْنَ (المنافقون۔8) اور عزّت ہے تو اللہ کی اور اُس کے رسول کی اور مؤمنین کی۔ پس علمِ حق (Knowledge about Allah) عبودیت(Servitude) معیارِ کمال(Standard of Soberiety) ہے۔

43- نجات (Salvation)

1 ۔ **سوال** : کیا کفار (Disbelievers) کو جو مشرک، کافر، منافق ہیں دوزخ (Hell) کے عذاب سے رہائی نجات ممکن ہے؟

جواب:A۔ کفار کو رہائی تو کبھی نہ ہوگی ۔مگر تخفیفِ (کمی) عذاب کے متعلق علماء وصوفیہ میں اختلاف ہے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ احقاب (زمانہ عظیم) گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا حبّ ذاتی (Absolute Affection) اُس کے غضبِ عارضی پر غالب آئے گا۔عالَم ارواح ومثال میں جو عہدِ الٰہی کا اقرار کیا تھا کہ قَالُوۡ ا بَلٰے (الاعراف172) یعنی ''انہوں نے کہا ہاں کیوں نہیں (ہم اللہ کو ہی معبود مانے گے اور اُسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرینگے)'' یہ عہد کا اقرار کام آئے گا اور دوزخیوں پر اُن کا عینِ ثابتہ (انکی حقیقتیں) منکشف ہوجائے گا۔یعنی ظاہر ومعلوم ہوجائے گا۔قدمِ رحمٰن دوزخ میں رکھے جائیں گے تو دوزخ 'قط قط' کرے گی۔یعنی سَبَقَتۡ رَحۡمَتِیۡ عَلیٰ غَضَبِیۡ (حدیث مشکوٰۃ) ''میری رحمت میرے غضب پر سبقت (Surpass) لے گی'' کا ظہور ہوگا۔تو شجر (درخت) ''الجرجیر'' اُگے گا۔عذاب نعیمِ خاص (کمی اور راحت) سے مبدل (Convert) ہوجائے گا۔

B- لیکن بعض حضرات کا خیال ہے کہ دنیا میں نورِ ایمان (Light of faith) پیدا ہی نہیں ہوا تو آخرت میں انکشاف (کھلنے) کی کوئی صورت نہیں۔یہ حضرات اپنے خیال میں اِن آیاتِ قرآنی کو پیش کرتے ہیں۔

1۔ وَمَنۡ كَانَ فِیۡ هٰذِهٖۤ اَعۡمٰى فَهُوَ فِى الۡاٰخِرَةِ اَعۡمٰى وَاَضَلُّ سَبِيۡلًا (بنی اسرائیل۔72) یعنی ''اور جو اِس دنیا میں (دل کا) اندھا تھا تو آخرت میں بھی (دل کا) اندھا ہوگا اور بہت ہی گم کردہ راہ ہوگا''۔

2۔اس طرح جہلِ دائمی (Constant Denial) کا نتیجہ عذاب ابدی (ہمیشہ کے لئے عذاب) ہے۔خَالِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا۔(الاحزاب64) یعنی ''دوزخی ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے''۔

3۔بَدَّلۡنَا هُمۡ جُلُوۡدًا غَيۡرَهَا (النساء۔56) ''ہم اُن کو دوسرے پوست (Skin) سے بدلہ دیں گے''۔

4۔ اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَ (ھود۔18) ''ہاں دیکھو ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے''۔

بہرحال جس کو ایمان نہیں اُس کو امان (Peace) نہیں۔

نجاتِ مسلم (Salvation for Muslim) ۔

2۔**سوال**: مسلمانوں کی عمل کے لحاظ سے کتنی قسمیں ہیں اور انکی نجات کی کیا سبیل ہے؟

جواب: A-دیکھو! یہ دنیا دارالعمل (عمل کرنے کی جگہ) ہے اچھے کام کرنے والے یعنیٰ مسلم تو اپنے نیک اعمال کی جزاء پائیں گے۔ یہ دو قسم کے ہیں۔

1۔ مُتّقی (پرہیزگار) یا Pious

2۔مقرب(Favorite) یعنیٰ اولیاء۔ان کی جزا جنّت ہے۔ جنت میں اُن کے لحاظ سے درجہ پائیں گے۔

B- بُرے کام کرنے والے مسلم یعنیٰ ایمان دار مگر گناہ گار۔ یہ دو قسم کے ہیں۔

1۔تائب (توبہ کرنے والے)　　　　2۔غیر تائب (جنہوں نے توبہ نہ کی ہو)۔

اگر توبہ کی ہو تو اُن کو بغیر کسی عذاب کے نجات یعنیٰ جنت میں داخلہ مل جائیگا۔

اور اگر توبہ نہ کی ہو یعنیٰ غیر تائب کے نجات (Salvation) کی دو صورتیں ہیں۔

1۔وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے نجات پائے گا۔ یہ رسولؐ پر کثرت سے درود بھیجنے والے اور آپ ﷺ سے محبت کرنے والے ہیں۔

2۔یا پھر اپنے اعمالِ بد کی کچھ نہ کچھ سزا پا کر نجات پائے گا۔

دعا:۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے(Supplication):۔

1۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِرِضَاكَ مِنۡ سَخَطِكَ وَ بِمَغۡفِرَتِكَ مِنۡ عُقُوۡبَتِكَ وَ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡكَ۔ [اے اللہ میں تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں تیرے غصّہ اور تیری ناراضگی سے اور تیری مغفرت و بخشش کی پناہ لیتا ہوں تیری سرزنش اور عقوبت سے اور تیری پناہ لیتا ہوں خود تجھ سے (یعنیٰ تیرے مؤاخذہ اور تیرے انتقام) سے]۔

2۔اَللّٰھُمَّ اَرِنِیۡ حَقَائِقَ الۡاَشۡیَآءِ كَمَا هِیَ تَوَفَّنِیۡ مُسۡلِماً وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ بِاالصَّالِحِیۡنَ۔(اے اللہ مجھے اشیاء کی حقیقتیں جیسی کہ وہ ہیں دکھلا دے مجھے مسلمان اُٹھالے یعنی مسلمان مار اور اُن کے ساتھ ملا دے جو تیرے قربِ خاص کی صلاحیت رکھنے والے ہیں۔یعنیٰ نیک اور صالح لوگوں میں مجھے شامل فرمالے۔

شفاعت (Intercession):۔

3۔ **سوال**: کیا شفاعت حق (True) ہے؟

جواب: شفاعت حق ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لِکُلِّ نَبِیٍ دَعْوَۃٌ مُسْتَجَابَۃٌ یَدْعُو بِھَا وَ اُرِیْدُ اَنْ اَجْتَبِیْ ءَ دَعْوَتِیْ شَفَاعَۃُ لِاُمَّتِیْ فِیْ الْآخِرَۃِ (ترجمہ) ہر ایک نبی کی ایک ایک دعا مستجاب (قبول ہوتی) ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی دعائے مستجاب (قبولیت) کو آخرت میں اپنی اُمت کی شفاعت (Intercession) کیلئے رہنے دوں۔

4۔ **سوال**: کیا شفاعت سے گناہ بے کار ہو جائے گا؟۔

جواب: دیکھو! الحُبُّ فِی اللہ (اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنا) ایک اعلیٰ عمل (Act) ہے اُس کا خالی جانا ممکن نہیں۔ کیونکہ کمزور اثر، قوی اثر کے مقابل کالعدم (ختم) ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود۔114) (ترجمہ) بے شک نیکیاں، برائیوں کو دفع (ختم) کر دیتی ہیں۔ یہ بھی فرماتا ہے۔ فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ (الفرقان70) (ترجمہ) پس یہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔

سورہ یوسف کی ان آیات پر غور کرو۔

ا۔ قَالُوْا یٰاَبَانَا اسْتَغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا کُنَّا خٰطِئِیْنَ (سورہ یوسف۔97) (ترجمہ) انہوں نے (یوسفؑ کے بھائیوں نے) کہا۔ ابا جان ہمارے گناہوں کے لئے دعائے مغفرت کیجئے بے شک ہم خطا کار تھے۔

2۔ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَکُمْ رَبِّیْ ط اِنَّہٗ ھُوَ اِنَّہٗ ھُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (یوسف۔98) ترجمہ: کہا یعقوبؑ نے میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت طلب کروں گا۔ وہی غفور رحیم ہے۔

اگر توبہ میں صرف استغفار کرنا کافی ہوتا تو یعقوبؑ سے دعائے مغفرت یعنی شفاعت کیلئے کیوں درخواست کی جاتی۔

دیکھو! پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے جس قدر ربط قوی ہوگا اُسی قدر جلد نجات ہوگی۔ جو شفاعت کے منکر ہیں وہ شفاعت سے محروم ہیں۔

حمد باری تعالیٰ

رونقِ شانِ بے نشان، نام نشاں میں بھی آ
زیبِ فزائے لا مکاں، اب تو مکاں میں بھی آ

جہل میں نور بن کے آ، شک میں سکوں بن کے آ
بن کے یقین کی چمک وہم و گمان میں بھی آ

آنکھوں میں نور بن کے آ، دل میں سرور بن کے آ
بن کے حیاتِ جاوداں تو میری جان میں بھی آ

دل تو میرا ہے تیرا گھر پھر تو ہے، میری جان کدھر
رہتا ہے کیوں اِدھر اُدھر، اپنے مکاں میں بھی آ

ملکِ غنائے ذات میں جلوہ گری بہت رہی
پردۂ غیب سے نکل، بزم عیاں میں بھی آ

خوف سے تیرے پاش پاش حسرتِ بے نوا کا دل
بہر سکونِ جان و دل، امن و امان میں بھی آ

مرشدی مولائی حضرت بحر العلوم محمد عبد القدیر صدیقی

حسرتؒ

قطعہ

عالم میں ہوں عالم سے مجرد ہوں میں آزاد ہوں اور عین مقید ہوں میں
اطلاق کے پردے میں احد نام میرا پردے سے نکل آؤں تو احمد ﷺ ہوں میں

حضرت بیکس نواز سید محمد بادشاہ محی الدین وجودیؒ

اپنے کو میں خود آپ ڈبو دیتا ہوں یوں عمر گناہوں میں کھو دیتا ہوں
گوعشق نہیں آپ سے اے شاہِ امم ﷺ یاد آپ ﷺ کو کرتا ہوں تو رو دیتا ہوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

PAGE. NO	سوالات (QUESTIONS)	S.NO
23	اللہ تعالیٰ اور اُسکی شانِ الوہیت کے متعلق پہلی شہادت کیا ہے؟	1
23	اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں ہیں اُن کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟ کیا کوئی اور شئے اُسکے مقابل ہے یا اُسکی مثل ہے؟	2
24	اللہ تعالیٰ کے صفات عالیہ کیا ہیں؟ جن پر تمام مخلوقات کا دارومدار ہے؟	3
24	تقدیر کے متعلق عقیدہ کیا ہے؟ کیا اعمال وافعالِ مخلوق تحتِ ارادہ ومنشأ الٰہی ہیں؟	4
25	اللہ تعالیٰ کے شانِ ربوبیت (Devine Sustainance) کے متعلق کیا عقیدہ ہے؟	5
26	دوسری شہادت رسالت کے اقرار کے متعلق کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟	6
26	حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ عقائد واحکام الٰہی لائے اُن پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟	7
27	کیا یہ شہادت اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنے نفس پر امانت نہیں؟	8
29	**باب اول** (Vol.1) **﴿الاحسان و التصوف﴾** (Devine Perception & Obligaellence)	
31	یہ عالم میں جو کچھ ہے وہ مظاہرِ اسماء الٰہیہ ہیں تو پھر حکمتِ تخلیق انسان کیا حاکمانہ مظہر ہے؟	1
31	کیا ماسوا اللہ تعالیٰ مُستند اِلَی اللہ (مخلوق) ہیں؟	2
32	وجود بالذات تو صرف ایک ذات حقہ (اللہ) ہے تو کیا متعدد مستقل ذوات ماننے سے شرک لازم آتا ہے؟	3
33	صوفیہ صافیہ کا فلسفہ اسلام یا ’’تصوف الاحسان‘‘ کیا ہے؟ ایک خاکہ پیش کرو؟	4
34	’’خود شناسی میں خدا شناسی ہے‘‘، اس قول کی صداقت سے مراد کیا ہے؟	5
35	**مقدمہ** (Preface)	
36	فضیلتِ ’’علم الاحسان‘‘ (علم تصوف) بیان کرو؟	1
37	محلِ علم سے کیا مراد ہے؟ علم وعمل کا باہمی ربط اور فوائد بیان کرو؟	2
37	کمال حاصل کرنے سے مراد کیا ہے؟	3
38	صوفیہ کیسے لوگ ہوتے ہیں؟	4
38	عالم اور فقیر (صوفی) میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟ کیا منافق اور متکلم برابر ہیں؟	5
38	کیا صوفی اور متکلم میں کبھی کوئی اختلاف بھی پایا جاتا ہے؟	6
39	منصوص اور غیر منصوص میں کیا فرق ہے؟	7
39	کیا صوفی کا متکلم اور متکلم کا صوفی ہونا ضروری ہے؟	8
39	علم اور احساس کا کیا مرتبہ یا مقام ہے؟ اُسطرح علم اور معرفت میں کیا فرق ہے؟	9

	مکاتب فکر (Schools of Thaught)	41
1	قرآن فہمی اور عبد و رب کے ربط کے لحاظ سے کتنے ''مکاتبِ فکر'' پائے جاتے ہیں؟	42
2	اہل تسلیم، اہل تفویض اور اہل تاویل کا نقطہ نظر کیا ہے؟	42
3	اہل غیریت اور اہل وحدت کا کیا ماننا ہے؟	42
4	اہل تحقیق کی فکری کاوِش کیا ہے؟ اور اُن کی کتنی قسمیں ہیں؟	43
5	اِن تمام مکاتبِ فکر میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟	44
	توحید (Monotheism)	45
1	توحید کے متعلق ایک تحقیقی نظر ڈالو؟	45
2	توحیدِ الٰہی سے ہمارا کیا مطلب ہے؟	46
3	کفر اور اسلام کا دارومدار کن حقائق کے سمجھنے پر منحصر ہے؟	46
4	اسلام ایک فکری مذہب ہے یا عملی؟ اسلام میں ''اعتدال'' کی کیا اہمیت ہے؟	47
	ضروری اصطلاحات (Essential Terminologies)	49
1	''لفظ'' کی تعریف بیان کرو؟	49
2	لفظ ''وجود'' کتنے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے؟ مثال کے ذریعے سمجھاؤ؟	49
3	ذات، صفت، اسم، فعل اور اثر کی تعریفات بیان کرو؟	50
4	صفتِ انضمامی اور صفتِ اِنتزاعی اور کذب کی تعریفیں اور فرق بیان کرو؟	51
5	توحیدِ وجودی، توحیدِ حقیقی اور توحیدِ حکمی میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟	51
6	علم بسیط اور علمِ مرکب میں کیا فرق ہے؟	52
7	''حضور'' سے کیا مراد ہے اور اسکی حقیقت کیا ہے؟ فنا فی اللہ، فنا الفناء اور غفلت کن احوال کا نام ہے؟	52
8	وجودِ حق اور وجودِ ممکن (بندہ) میں کیا فرق اور کیا نسبت ہے؟	52
9	مراتبِ داخلیہ الٰہیہ میں ''احدیت'' سے کیا مراد ہے؟	54
10	مراتب داخلیہ میں ''واحدیت'' سے مراد کونسا مرتبہ ہے؟	54
11	معلوماتِ حق تعالیٰ سے مراد کیا ہیں؟ اور یہ کتنی قسم کے ہیں؟	54
12	اسماء وصفات الٰہیہ کتنے قسم کے ہیں؟ اسماء وصفات الٰہی اور عیانِ ثابتہ میں باہمی ربط سے کیا مراد ہے؟	55
13	مرتبہ وحدت کا مقام اور عظمت بیان کرو؟	55
14	مرتبہ صفات الٰہیہ سے کیا مراد ہے؟	57
15	کیا صفاتِ الٰہیہ، انتزائی ہیں یا انضمامی؟ حق تعالیٰ کے علاوہ جو کچھ ہے اُن کا اعتبار کیا ہے؟	57

16	اعتبارات ''وجود'' اور ''موجود'' کیا ہیں؟ اور اُن کی تعریف بیان کرو؟	57
17	بدسٹ، بدپرست اور مسلمان میں کیا تمیز ہے؟ اِن میں مسلمان کا امتیاز کیا ہے؟	58
18	''عدم'' سے مراد کیا ہے؟ اور اس قول ''الحق محسوسٌ وَالخلق معقولٌ'' کی صداقت کیا ہے؟	59
	اقسام صفات الٰہیہ	60
1	صفات الٰہیہ کو جملہ کتنے حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے؟ پہلی تقسیم کے لحاظ سے صفات کمالیہ اور صفات اضافیہ محضہ کی تعریف بیان کرو؟	60
2	صفات الٰہیہ کی دوسری تقسیم سے چھٹی تقسیم تک وضاحت سے بیان کرو؟	60
3	جمال کب کمال کہلاتا ہے؟ متوسط صفت سے کیا مراد ہے؟	62
	شئے اور اعتبارات (Thing And It Hypostsises)	64
1	شے کی تعریف کیا ہے؟ لفظ ''ہے'' کس پر صادق آتا ہے اور اس کا مصداق کون ہے؟	64
2	شئے کے اعتبارات سے کیا مراد ہے اور وہ کتنے اعتبارات ممکن ہیں؟	64
3	''وجودِ حق'' کے اعتبارات سے کیا مراد ہے؟ اور وہ کون کون سے ہیں؟	64
	باب اول الاحسان والتصوف (Devine Perception & obligacellence) Vol *1 **اصول تصوف** (FUNDAMENTALS OF TASAWOF)	65
1	فلسفہ تصوفِ اسلام کا دارومدار کن اصول پر مبنی ہے؟	67
	مراتب داخلیہ (Intinsic State)	71
1	تنزلاتِ ستہ (6) سے کیا مراد ہے؟	71
2	مراتبِ داخلیہ کے تین اعتبارات لاتعین، تعین ذاتی اور تعین اسماء وصفات کے متعلق مختصر واضح بیان کرو؟	71
3	مرتبہ داخلیہ اور مرتبہ خارجیہ کے مقامات کی وضاحت کرو؟	75
4	مرتبہ خارجیہ میں تین اعتبارات (1) عالم ارواح (2) عالم مثال اور (3) عالم شہادت کے متعلق تفصیل بیان کرو؟	75
	عالم برزخ (World of Death)	78
1	عالمِ برزخ کے متعلق گونا تفصیل بیان کرو؟	78
2	عالم آخرت کے متعلق مختصر بیان کرو؟	79
3	آخرت میں تن (جسم) کو عذاب ہوگا یا رُوح کو؟ دنیا میں تن کو تکلیف ہوتی ہے یا رُوح کو؟	79
4	نجاتِ مسلم کی مختلف صورتیں بیان کرو؟	79

80	شیون واعیانِ ثابتہ (AFFINITIES & PROBATE ARCHE TYPES)	
80	’’شیون‘‘ سے کیا مراد ہے اور یہ کتنے قسم کے ہیں؟	1
80	مرتبہ الوہیت اور مرتبہ عبودیت سے کیا مراد ہے اور اِن مراتب کا جامع ’’اسم‘‘ بتاؤ؟	2
80	اسماء وصفات الٰہیہ کا مبدا و اسم اور اسکی تفصیل کیا ہے؟ اور کلمۃ اللہ سے کیا مراد ہے؟	3
82	کُن فیکون (BE! AND IT IS THERE)	
82	معیارِ تقدّم اور تاخّر کی کتنی صورتیں (اقسام) ہیں؟	1
82	تقدّمِ ذاتی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟ وضاحت سے بیان کروَ؟	2
82	تقدّم زمانی کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟	3
83	تقدّم دہری کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟	4
83	اللہ تعالیٰ کے ’’امرِ کن‘‘ اور ’’فیکن‘‘ یعنی تجلیاتِ الٰہی کے اثر کے متعلق وضاحت سے بیان کرو؟	5
84	علم (KNOWLEDGE)	
84	کیا ’’علم‘‘ کا سرچشمہ ومنبع ذاتِ باری تعالیٰ ہے؟	1
84	علمِ الٰہی کے مختلف اطوار اور اعتبارات کیا ہیں۔ مختصر وضاحت کروَ؟	2
86	معلومِ الٰہی سے کیا مراد ہے؟ اور معلومات الٰہیہ کتنے قسم کے ہیں۔ معلوم اعظم سے کیا مراد ہے؟	3
87	مرتبہ احدیت (ذات حقہ) اور مرتبہ وحدت (الوہیت وعبودیت) کی وضاحت کرو کہ شانِ عبداللہ ہی شان و رتبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے؟	4
90	متفرقات (MISCELLANEOUS ISSUES)	
90	ذات اور صفات میں کیا فرق ہے واضح بیان کرو؟	1
91	حدوث وقِدم کی وضاحت اور باہم ربط، مثال کے ذریعہ بیان کرو؟	2
95	توحید۔فنا۔تجلی (MONOTHEISM-EXTINCTION-REFULGENCE)	
95	بندگی کی شان کیا ہے اور اسکے لوازم کیا ہیں؟ امکان وواجب کی تعریف بیان کرو؟	1
95	توحید۔فنا۔اور تجلی سے مراد کیا ہے اور یہ امور کتنے طرح پر ہیں؟	2
96	توحید وفنائے افعالی اور تجلی فعلی سے کیا مراد ہے؟	3
96	توحید وفنائے صفات وتجلی صفاتی سے کیا مراد ہے؟	4
97	توحید وفنائے ذات وتجلی ذاتی سے کیا مراد ہے؟	5

98	کیا یہ دنیا ایک عالمِ اسباب اور بڑے امتحان کا مقام نہیں ہے؟ یہاں کیسے توکل کے ذریعہ غفلت سے بچ کر حضورِ حق میں رہنا اور صبر کرنا ممکن ہے؟	6
98	تجلیِ صفاتی سے کیا مراد ہے؟ نور اور ظلمت کا ماخذ کیا ہے؟	7
99	"تجدد امثال" سے کیا مراد ہے۔ تجلی اسماء کی جلوہ فرمائی کا بندہ پر کیا اثر مرتب ہوتا ہے؟	8
100	تجلی ذات کا ادراک ممکن نہیں تو پھر اُس کا حاصل کیا ہے؟	9
102	**حادث وقدیم۔عبدورب میں ربط** (INCIPIENT & ANTIQUITED)	
102	شانِ تنزیہ اور شانِ تشبیہ الٰہی سے مراد کیا ہے؟	1
102	عبد اور رب کی نسبت و ربط کے تعلق سے لوگوں کی مختلف رائے و خیالات کیا ہیں؟ اختصاراً ایک خاکہ پیش کرو؟	2
105	**"وجود" میں چھ مذاہب** (SIX DOGMAS IN THE BEING)	
105	"وجود" میں چھ (6) مختلف مذاہب کون سے ہیں، اُن میں سے ہر ایک کے خیالات کے متعلق مختصر گفتگو کرو؟	1
109	**فرقِ مشاہدات** (DIFFERENCE IN OBSERVATION)	
109	لوگوں کے مختلف نقطہ نظر کے بناء پر اُنکے مشاہدات میں فرق کے متعلق مختصر بیان کروَ؟	1
110	**چند اہم مسائل اور اُنکی تطبیق** (FEW IMPORTANT ISSUES & THEIR COMPARSON)	
110	عیان ثابتہ کے متعلق اہم مسائل کے حل اور ان میں تطیق کی صورت بتاؤ؟	1
110	جعل بسیط اور جعل مرکب کے متعلق مسائل میں تطبیق کی صورت کیا ہے؟	2
111	جو صفات الٰہیہ کے قائل ہیں اور جو قائل نہیں ہیں اُن میں تطبق کی صورت کیا ہے؟	3
111	بندہ کو مختار ماننے اور مجبور سمجھنے والوں میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟	4
111	رویتِ الٰہی کے قائل اور قائل نہیں جیسے اہم مسائل میں تطیق کی کیا صورت ہے؟	5
113	**الاحسان والتصوف باب اول** Vol - I Part III **حصہ سوم** (Devine Perception & Tasawoof)	
115	**صوفیہ وجودیہ کا مذہب**	
115	صوفیہ وجودیہ کے پاس "وجود" کے معنٰی کے لحاظ سے واجب الوجود (حق تعالٰی) کے متعلق مکتب فکر و ادراک واضح طور سے بیان کرو؟	1
116	صوفیہ وجودیہ کے پاس مخلوق کے وجود کا کیا مقام ہے؟	2

116	صوفیہ وجودیہ کی نظر میں ''وجود حقیقی کے تعین'' (تشخصات) اور صفاتِ الٰہیہ کے نسبتیں و اعتبارات کون کون سے ہیں، مثال کے ذریعہ واضح کرو؟	3
118	صوفیہ وجودیہ کے پاس ''وجود حقیقی'' بے کیف و رنگ اور بے چوں و چگانہ ہے، مثال کے ذریعہ سمجھاؤ؟	4
119	بعض وجودی حضرات کے پاس دنیا علم الٰہی کا تماشہ ہے اور اہل دنیا خیالی پتلے ہیں۔ اس خیال کی تطبیق کی کیا صورت ہے؟	5
120	صوفیہ صافیہ کے پاس ''تنزیہ محض'' کرنا کیوں درست نہیں؟	6
121	**قدرت** (Omnipotence)	
121	معلوماتِ الٰہیہ کتنے قسم کے ہیں اور قدرتِ الٰہی کا حکمتِ الٰہی سے ربط و تعلق کیا ہے؟	1
122	کیا محالات سے قدرتِ الٰہی متعلق نہ ہونے سے عجز لازم آتا ہے؟	2
123	**کلام** (Word of Allah)	
123	''علمِ کلام'' سے کیا مراد ہے؟ مثالوں کے ذریعہ واضح کرو کہ کلام الٰہی (قرآن مجید) قدیم ہے حادث نہیں؟	1
124	قرآنِ مجید کلام اللہ ہونے کے لحاظ سے اُس کے معنیٰ و اسرار کو سمجھنے کیلئے کن اوصاف و قابلیت سے متصف ہونے کی ضرورت ہے؟	2
127	**تقدیر** (Destiny)	
127	''تقدیر'' کسے کہتے ہیں اور ''قضاء سے کیا مراد ہے؟	1
127	''قضاء'' کے تین اقسام کے متعلق مختصر بیان کرو؟	2
128	کوشش وجدوجہد اور دعا کرنے کا دار و مدار ''قضاء'' کی کس قسم پر مبنی ہے؟ کامل انسان کی نشانی کیا ہے؟	3
129	**خیر وَ شر** (Virtue & Evil)	
129	وجودِ محض اور عدم محض سے کون مراد ہیں، وجود اضافی کی تعریف کیا ہے؟ کیا احکامِ شریعت خیرِ کثیر پر مبنی ہے؟	1
129	ماسوا حق تعالیٰ جتنی چیزیں ہیں ''شر'' سے خالی نہیں، اسکی وجہ کیا ہے؟	2
130	آیاتِ قرآنی کی روشنی میں خیر و شر کی کتنی حالتیں ہیں اور اُن میں تطبیق کی کیا صورت ہے؟	3
132	**جبر و قدر** (Overbearance & Destiny)	
132	کیا انسان اپنے ارادہ میں آزاد نہیں ہے بلکہ اُس کا ارادہ خدائے تعالیٰ کے ارادہ کے تابع ہے۔ تو پھر یہ جبر ہے یا قدر؟	1
133	بندے کو اعمال و افعال میں اختیار کی کیا صورت ہے؟	2

134	جبر ہے نہ قدر بلکہ اِستلزام یعنی اسباب اور اُسکے نتائج کا سلسلہ لگا ہوا ہے۔اس بات کو مثال یا واقعہ کی مدد سے سمجھاؤ؟	3
135	**موجود فی الخارج** (External Entity)	
135	جب خارج میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی موجود نہیں تو پھر کیا ہم سب موجود فی الخارج نہیں؟	1
136	وجودِ خارجی کی تعریف کیا ہے؟اور وجود خارجی کتنے قسم پر ہے؟	2
136	وجود بالذات اور وجود بالعرض کو مثال کے ذریعہ سمجھاؤ؟	3
137	**رعایت اقتضاء** (Grace For Exigency)	
137	اسلامی تصوف کا خاصہ کیا ہے؟	1
137	جب غیر محسوس (حق تعالیٰ) سے غفلت عظیم ہونے لگے تو کیا کرنا چاہئے؟	2
137	حقوق العباد کی ادائی کے وقت بھی جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے غفلت ہو نہ مخلوق سے بے مروت ہو تو کیا ایسا شخص محمدی وجانشینِ نبی نہیں؟	3
139	**جوہر و عرض** (Quintessence & Attribute)	
139	جوہر وعرض کی تعریف بیان کرو؟	1
139	جوہر وعرض کے اقسام بیان کرو؟	2
139	قدیم اور جدید حکماء کے پاس بسائط کی تعداد کیا ہے۔اولیاء کرام وعارفین کی نظر میں مخلوق کا کیا مقام ہے؟	3
140	مرکبات سے مراد کیا ہے؟اور بتاؤ کہ جو کچھ موجود وظاہر ہے وہ ''مرکب'' ہے اور مظہر وحادث ہے؟	4
140	جمادات کی تعریف بیان کرو؟	5
140	نباتات کے خواص بیان کرو؟	6
141	حیوانات کی کیا تعریف ہے۔یہ کس طرح نباتات وجمادات کے مقابل امتیاز رکھتے ہیں؟	7
141	وہ ذی عقل کون ہے جو تمام مخلوق پر صاحب حکومت قرار پایا؟	8
141	کیا ''جن'' بھی ذی عقل ہوتے ہیں؟ ''جن'' کس طرح انسان سے الگ یا مختلف صفت ہوتے ہیں؟	9
142	کیا ''جن'' بھی خبیث اور غیر خبیث ہوتے ہیں؟	10
143	**اِنسان** (Human Being)	
143	انسان میں کون کون سے قوتیں موجود ہیں جنکے اعتدال پر رہنے سے ''اشرف'' (Most Distinguished) ہوجاتا ہے اور بے اعتدالی سے اسفل (Most Mean) ہوجاتا ہے؟	1
143	کیا علم ومعرفت الٰہی انسان ہی کا خاصہ نہیں ہے؟ اُسکے ارتقاع (Elevation) کی کوئی حد بھی ہے؟	2

144	جسمِ انسان کی اصل وساخت کیا ہے اور روحِ انسان کس طرح ''نسمہ'' کے ذریعہ اعضاء پر تصرف کرتی ہے؟	3
146	**روحِ اعظم** (The Supreme Soul)	
146	''روحِ اعظم'' سے مراد کون ہے اور عقلِ کل، نفسِ کل اور طبیعتِ کل کی تعریف کرو؟	1
146	کیا کسی شئے کے ذاتیات، خواص اور لوازم کے متعلق سوال کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایسے کیوں ہیں؟	2
147	کسی شئے کی فطرت اور اُسکے لوازم کے متعلق تم کیا جانتے ہو؟	3
148	**جوہر ہبا** (Prima Matrix)	
148	جوہر ہباء سے مراد کیا ہے؟	1
148	شکل، ہیولا اور جسم کی تعریفات بیان کرو؟	2
148	شکلِ کل، ہیولاکل اور جسمِ کل سے کیا مراد ہے؟ کیا اِن کے مظاہر بھی ہیں؟	3
149	**ملائکہ (فرشتے)** (Angels)	
149	ملائکہ کے اقسام کے متعلق مختصر بیان کرو؟	1
149	ملائکہ کے اجساد کس طرح جنّات کے اجساد سے مختلف ہیں؟	2
150	**اِرتقاء** (Evolution)	
151	سائنسدانوں کے خیال میں اور اُسکے برخلاف اسلامی نقطہ نظر میں، ارتقاء سے کیا مراد ہے؟	1
151	علمِ لدنّی (Inspired Knowledge) کے مطابق قوسِ نزولی کی تفصیل بیان کرو؟	2
152	علمِ لدنی کے مطابق قوسِ صعودی کی تفصیل بیان کرو؟	3
153	قرآن آیات کی روشنی میں انسان کی تخلیق اور اسکا عروج یعنٰی امتیاز وکمال کن اُمور سے ظاہر ہوتا ہے؟	4
155	**انسانی زندگی اور مختلف ذرائع علم** (Human life & His various sources of acquiring knowledge)	
155	انسان کو ماحول سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے قدرت نے کون کون سے ذرائع علم وہدایت سے نوازا ہے؟	1
155	حواس خمسہ ظاہری کیا ہے؟ اُن حواسِ ظاہری کے حدود اور اُن کے بے بسی (Limitations) سے کیا مراد ہے مختصر بیان کرو؟	2
156	حواس خمسہ باطنی کے مدرکات (احاطے) کیا کیا ہیں؟ اُس میں سے ہر ایک کے قوتِ ادراک کے متعلق بیان کرو؟	3
159	وجودِ مثالی سے مراد کیا ہے اُسکی تفصیل بیان کرو؟	4
160	لطائف خمسہ قلبی کیا ہیں؟ کیا لطائف، نورِ بصیرت ووجدان کا سرچشمہ ہیں؟	5

161	نورِ علم نبوت ورسالت کی اہمیت وعظمت بیان کرو؟	6
162	انسانی زندگی اوراقسام ہدایت (Human Life & The Kind of Guidance)	
162	قرآن مجید کے مطابق، ہدایتِ انسانی بنیادی طور پر کتنی قسموں پر مشتمل ہے؟	1
162	ہدایتِ ربانی سے کیا مراد ہے تفصیل سے بیان کرو؟	2
165	مذہب (Religion)	
165	کیا مادیات کا سمجھنا اور روحانیات کا دریافت کرنا انسان کا کام نہیں؟	1
165	کیا مذہب اور عقل کا مقام ایک ہے؟ مذہب میں کن علوم کی آگاہی ہوتی ہے اور عقل کن علوم کے متعلق ہوتی ہے؟	2
166	: پیغمبر کیسے انسان ہوتے ہیں۔اُن کی عظمت وفضیلت کے متعلق بیان کروَ؟	3
167	الاحسان والتصوف (Devine Perception & Obligacellence) حصہ چہارم Vol- I Part I	
169	ہماراخیال (تمثیلِ حقیقی) (Our Notion A factual Simile)	
169	کیا ہماراخیال ہمارا ''علم'' نہیں جس میں واقعات ومناظر رونما ہوتے ہیں؟	1
169	ہمارے خیال کو تمثیلِ حقیقی کے طور پر پیش کرو؟	2
174	کیا یہ عالم میں جو کچھ ہورہا ہے حکمتِ بالغہ کے لحاظ سے خیر ہی خیر نہیں؟ کیا یہ عالم کی بوقلمی کا تقاضا نہیں؟	3
176	اِنسان کامل بالذات (Servant of Allah,Absolute Soberiet Human Being)	
176	انسانِ کامل بالذات کے اکمل وجامع صفات کس ذاتِ اقدس پر صادق آتے ہیں؟	1
176	انسان کامل بالعرض کی تعریف کیا ہے؟	2
177	کیا بندوں کو ''رجوع الی اللہ'' مختلف طور پر ہوتا ہے اور عارفین مختلف مرتبہ وشان کے حامل ہوتے ہیں؟	3
177	''عبداللہ'' کہلانے کا مستحق کون ہے اُسکی شان وعظمت بیان کروَ؟	4
178	''غوث'' کے اوصافِ کاملہ کیا ہے؟ اُن اغیاث میں ''غوث اعظم'' کا اعجاز وعظمت کی حقیقت کیا ہے؟	5
178	صاحب قُرب نوافل اور صاحب قرب فرائض اولیاء کی تعریف وفضیلت بیان کروَ؟	6
179	جلیل القدر انبیاء کے تحتِ قدم اولیاء سے کیا مراد ہے؟ محمدی مشرف اولیاء کا اعجاز وعظمت بیان کرو؟	7
182	نبی......ولی......ساحر (Apostle, Favourate Sorcerer)	
182	نبی، ولی اور ولایت کی تعریف بیان کرو؟	1
182	نبی اور ولی میں کیا فرق ہوتا ہے؟	2

183	حدیث کی روشنی میں اولیاء وارثِ انبیاء ہیں مگر ولی صاحب تبلیغ نہیں ہے تو پھر وراثت انبیاء میں اُسکو کیا ملا؟	3
183	عصمتِ انبیاء اور حفاظت اولیاء سے مراد کیا ہے؟ واضح بیان کرو کہ نبی آخرالزماں ہی خاتم النبین ہیں؟	4
184	ساحر (جادوگر) کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔کیا ہپناٹیزم بھی سحر میں شامل ہے؟	5
184	عمل و عملیات اور خوارق عادت کی تعریف اور تشریح بیان کرو؟	6
185	نبی (Prophet) اور ساحر (Sorcerer) دونوں سے خوارقِ عادت نمایاں (ظاہر) ہوتے ہیں۔پھر ان دونوں میں مابہ الامتیاز (Distinguished feature) کیا ہے؟	7
187	**معجزہ، کرامت، سحر میں فرق** (Difference among Miracle, Marvel & Sorcerey)	
187	معجزہ، کرامت اور سحر میں فرق کو واضح بیان کرو؟	1
189	**نجات** (Salvation)	
189	کیا کفار (Disbelievers) کو جو مشرک، کافر، منافق ہیں دوزخ (Hell) کے عذاب سے رہائی نجات ممکن ہے؟	1
190	مسلمانوں کی عمل کے لحاظ سے کتنی قسمیں ہیں اور انکی نجات کی کیا سبیل ہے؟	2
191	کیا شفاعت حق (True) ہے؟	3
191	کیا شفاعت سے گناہ بے کار ہو جائے گا؟۔	4

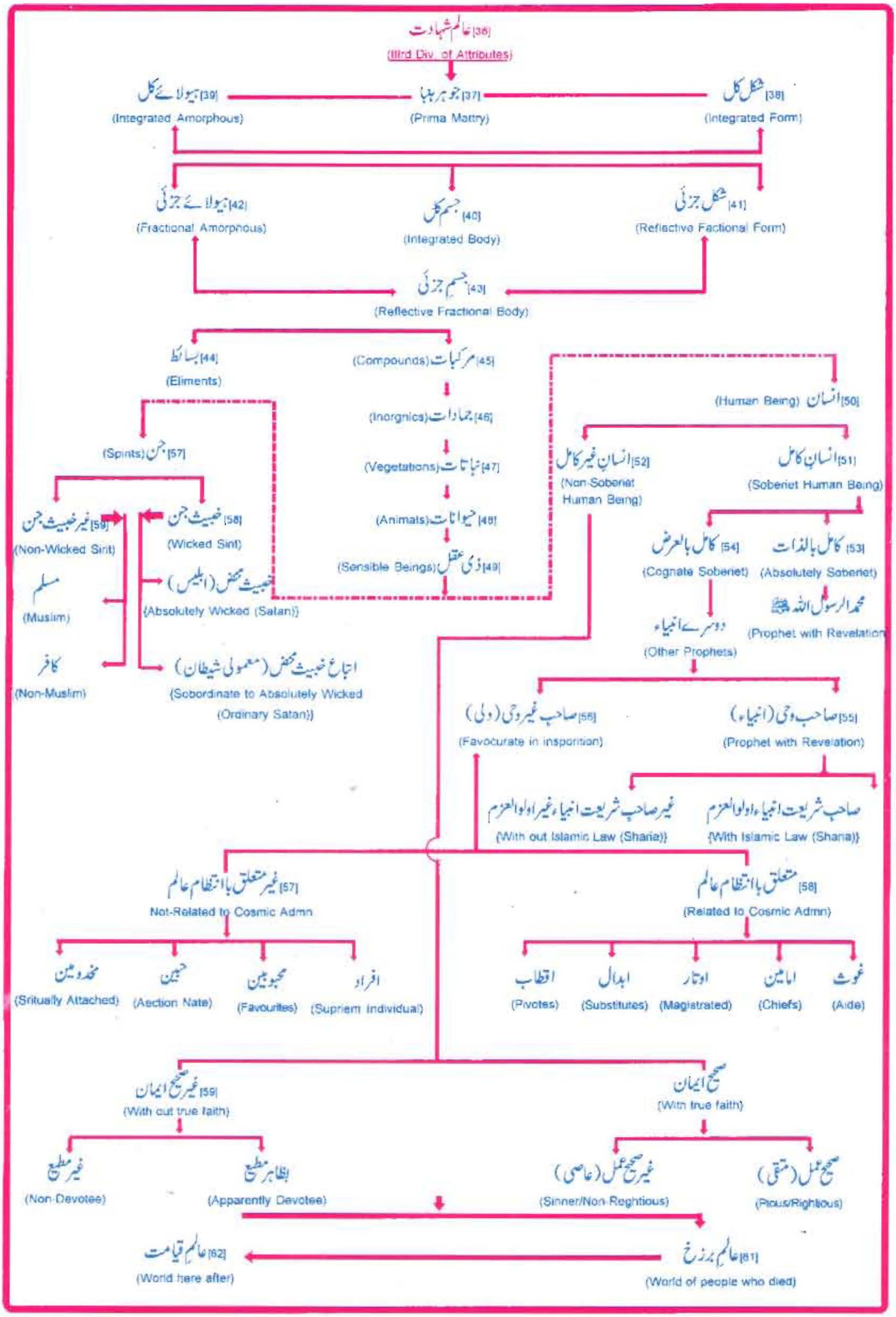

[36] عالم شہادت
(IIIrd Div. of Attributes)
[39] ہیولائے کل
(Integrated Amorphous)
[37] جوہر ہبا
(Prima Mattry)
[38] شکل کل
(Integrated Form)
[42] ہیولائے جزئی
(Fractional Amorphous)
[40] جسم کل
(Integrated Body)
[41] شکل جزئی
(Reflective Factional Form)
[43] جسم جزئی
(Reflective Fractional Body)
[44] بسائط
(Eliments)
(Compounds) [45] مرکبات
(Inorgnics) [46] جمادات
(Vegetations) [47] نباتات
(Animals) [48] حیوانات
(Sensible Beings) [49] ذی عقل
(Human Being) [50] انسان
(Spirits) [57] جن
[52] انسانِ غیر کامل
(Non-Soberiet Human Being)
[51] انسانِ کامل
(Soberiet Human Being)
[59] غیر خبیث جن
(Non-Wicked Sirit)
[58] خبیث جن
(Wicked Sirit)
[54] کامل بالعرض
(Cognate Soberiet)
[53] کامل بالذات
(Absolutely Soberiet)
مسلم
(Muslim)
خبیث محض (ابلیس)
(Absolutely Wicked (Satan))
محمد الرسول اللہ ﷺ
(Prophet with Revelation)
دوسرے انبیاء
(Other Prophets)
کافر
(Non-Muslim)
اتباع خبیث محض (معمولی شیطان)
(Sobordinate to Absolutely Wicked (Ordinary Satan))
[56] صاحب غیر وحی (ولی)
(Favocurate in insporition)
[55] صاحب وحی (انبیاء)
(Prophet with Revelation)
غیر صاحب شریعت انبیاء غیر اولوالعزم
(With out Islamic Law (Sharia))
صاحب شریعت انبیاء اولوالعزم
(With Islamic Law (Sharia))
[57] غیر متعلق با انتظام عالم
Not-Related to Cosmic Admn
[58] متعلق با انتظام عالم
(Related to Cosmic Admn)
مخدومین
(Sritually Attached)
حبین
(Aection Nate)
محبوبین
(Favourites)
افراد
(Supriem Individual)
اقطاب
(Pivotes)
ابدال
(Substitutes)
اوتار
(Magiatrated)
امامین
(Chiefs)
غوث
(Aide)
[59] غیر صحیح ایمان
(With out true faith)
صحیح ایمان
(With true faith)
غیر مطیع
(Non-Devotee)
بظاہر مطیع
(Apparently Devotee)
غیر صحیح عمل (عاصی)
(Sinner/Non Reghtious)
صحیح عمل (متقی)
(Pious/Rightious)
[62] عالم قیامت
(World here after)
[61] عالم برزخ
(World of people who died)

میں اس کتاب (کشکول ہادیہ) کو جو "اسلامی تصوف و معارف" کے طور پر ترتیب دی گئی ہے جو جملہ [۱۸۱] سوالات و جوابات پر مشتمل ہے والد ماجد عالی مقام پیر جی حضرت خواجہ [illegible] کی نظر کرم کا انتساب ہے۔ جو کتب طبع ہو چکے ہیں ان میں

[1] بنیادی نصاب دینیات و اخلاقیات (سوال و جواب پر مبنی) چار علیحدہ حصوں میں بچوں کیلئے۔

[اول] توحید و رسالت   [دوم و سوم] دینیات و اخلاقیات

[چہارم] ارکان دین

[2] آسان تجوید   [3] صراط مستقیم یعنی راہ سلوک

[4] کشکول ہادیہ

باب اول : احسان و التصوف   باب دوم : توحید و معارف

مزید علمی اکیڈیکشن کے ساتھ تفسیر قرآن مجید کے آڈیو سی ڈیز اور کیسٹ خود میری اپنی آواز میں تیار ہو رہے ہیں تا کہ قرآن فہمی کو خصوصاً طلباء و طالبات میں عام کیا جا سکے۔ بفضل تعالیٰ یہ بہت مقبول ہو رہے ہیں۔

اور جو کتب زیر طباعت ہیں ان میں قابل ذکر

[1] مراسم معراج المبارک   [2] غزوات نبی ﷺ

[3] فضائل رمضان المبارک   [4] طریقہ و مسائل حج و عمرہ

[5] نبی قدم رسول ﷺ (منکرین علم حدیث و فقہ کے متعلق) ہیں۔